

نغز بیدیل

ابوالمحانی میرزا عبد القادر بیدیل
کے اشعار کا مشہور و منطوم ترجمہ

مترجم سید نعیم حامد علی شاہ



نغز بیدل



ابو المعانی میرزا عبد القادر بیدل کے منتخب اشعار کا

منشور و منظوم ترجمہ



انتخاب و ترجمہ :

سید نعیم حامد علی الحامد





شاد باد اے دل! کہ آخر عقدہ اُت و امی شود
قطرہ ما، می رسد جائے کہ دریا می شود!
(بیدل)

محسنِ پاکستان ڈاکٹر عبد القدیر خان کے نام

اے ہمہ آیاتِ قدرت، ظاہر از شانِ شما!
کارہائے مشکلِ آفاق، آسانِ شما!
(بیدل)

مُطربِ دل نے مرے تارِ نفس سے غالب
ساز پر رشتہ پئے نغمہٗ بیدل باندھا

ابو المعانی میرزا عبدالقادر بیدل..... اجمالی تعارف!

ابو المعانی میرزا عبدالقادر بیدل "لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ" کے مؤلف و حاشیت کے علمبردار اور اسلامی کردار کے معیار تھے۔ وہ صرف شاعر نہیں، ادارہ علم و حکمت تھے۔

بیدل کی علمی و شعرائہ عظمت کی ایک عظیم الشان دلیل یہ ہے کہ غالب و اقبال جیسے نادر و روزگار شاعر خوش چین و خرمین بیدل تھے۔

پروفیسر انور مسعود "میرا بیجا بیدل" پر اپنے مضمون "کابل قدر کا نام" میں لکھتے ہیں: "حضرت علامہ (اقبال) اپنے ایک مقالے میں بیدل کے بارے میں لکھتے ہیں: "بیدل نہ صغیر میں شہرہ آفاق رہے کہ بعد سب سے بڑا مفکر شاعر بنے۔ ایسا لگتا ہے کہ اُس کا ذہن دنیا کے تمام عظیم مفکر وں کے روحانی تجربات سے گزرا ہو"۔

بیدل کی حکیمانہ بصیرت کو علامہ اقبال نے صورتِ نظم اس عظیم الشان اسلوب میں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں:

ہے حقیقتِ زمینی ہشتم فلک میں کا فساد
یہ زمیں، یہ وقت، یہ کہسار، یہ جہنم کیودا
کوئی کہتا ہے نہیں ہے، کوئی کہتا ہے کہ ہے
کیا خبر! ہے؟ یا نہیں ہے؟ حیرتِ دنیا کا وجودا
میرزا بیدل نے کس خوبی سے کھولی یہ رگ
اہل حکمت پر بہت مشکل رہی جس کی کشودا

”دل اگر می داشت و سست بے زنتاں بود ایں چمن
 رنگب۔۔۔ نہ بیروں نشست از بسکہ چنا ننگ بود!“
 مرزا اسد اللہ خاں غالب جیسا دماغ دار و فخر گوشتنور جو پڑھنے کے کسی فارسی
 گوشتا کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ (بہ اسد کے امیر حمزہ) ابو الطحان میرزا امجد القادر بیدل کی
 بارگاہ شعر میں اپنا سر نیاز اس طرح قائم کرتا ہے:

مجھے راو سخن میں خوف گمراہی نہیں ، غالب
 عصاے خضر صحرائے سخن ہے خامہ بیدل کا
 اسد ہر جا سخن نے طربح باغ تازہ ڈالی ہے
 مجھے رنگب بہار ایسا دی بیدل پسند آیا
 مطرب دل نے مرے تار نفس سے ، غالب
 ساز پر ہر قسم ، چنے نمونہ بیدل ہاندھا
 ہر غنچہ اسد بارگاہ شوکت گل ہے
 دل فرشی رد ناز ہے ، بیدل اگر آوے
 غالب نے بیدل کی مدح میں حمزہ (۱۳) شعر کہے ہیں۔

بیدل ۱۰۵۴ھ مطابق ۱۶۴۳ء میں پیدا ہوئے۔ بیدل کے والد مرزا امجد القادر کے
 دوست میرزا القاسم ترمذی نے اُن کی بیہوشی کی دو (۲) تاریخیں ”نہضتِ غمّس“ اور
 ”انتخاب“ سے نکالیں۔

تاریخ کہنے والے نے تاریخ کہہ کر اپنی قدرت تاریخ گوئی کی نمائش

نہیں کی تھی بلکہ بیدل کے رُحمہ ہندوستان کی چشموں کی تھی۔ میر
ابوالقاسم ترمذی کی مستقیم آشا کا، ملل شیر خوار عہد القادر کو اظہار روزگار و
قدسی جہد انسان کے روپ میں دیکھ رہی تھی۔

بیدل کی جائے پیدائش ”اکبر نگر عرف راج محل“ ہے۔ یہ شہر بنگال و بہار کی
سرحد پر واقع ہے۔ بنگال و بہار مغلیہ عہد میں ایک ہی صوبہ تھا اور ”راج محل“ موسم
گرما کا صوبائی صدر مقام تھا۔ اُس وقت بنگال و بہار ایک گھر کے دو آگن شمار ہوتے
تھے۔ ۱۰۷۵ھ میں بیدل نے بہار کو خیر باد کہا اور مغل سلطنت کے پاپہ تخت و بلی
تشریف لے گئے۔

۱۰۷۵ھ سے ۱۰۹۶ھ تک شمالی ہند میں بیدل نے مستقل قیام کے لیے کسی
شہر کا انتخاب نہیں کیا۔ اکبر آباد، ممبئی اور دہلی میں ذر و پیمانہ آمد و رفت
رکھی۔ ان شہروں میں مختلف وقتوں سے کئی کئی سال عارضی طور سے مقیم رہنے کے
بعد، سائیس (۲۷) جمادی الثانی ۱۰۹۶ھ مطابق اکتیس (۳۱) مئی ۱۶۸۰ء میں
بیدل ”ممبئی“ سے مع اہل و عیال مستقل قیام کے لیے دہلی تشریف لائے۔ بیدل
نے مسلسل پچیس (۳۶) سال دہلی میں بسر کیے۔

بیدل سیاحت دوست، مفرغ صیاب تھے۔ انہوں نے ”کنک“ سے
”انک“ تک سیاحت کی۔ ”بہار“ کے جن شہروں اور قصبوں میں بیدل کا طویل یا
مختصر قیام رہا ان کے نام یہ ہیں۔ پٹنہ، ممبئی، مراے، جھانپور،
چاندپور، مراے، بیگولی، جڑت، رانی، ساگر، آرو، مراے، بنارس۔

اُتریں۔ کے صدر مقام ”کنک“ میں بیدل تین سال مقیم رہے اور وہاں سے موضع کمارتی بھی گئے۔

شمالی ہند اور پنجاب میں بیدل کی منازل سفر میں یہ شہر نمایاں ہیں :
 دہلی ماکیر آباد، مہرا، اکبر پور، کوہستان، میراث، ہرے کوہ، لاہور، حسن اہالی۔ بیدل دو بار لاہور تشریف لے گئے۔ پہلی بار ۸۵۰ھ میں عازم لاہور ہوئے۔ بیدل کا پہلا سفر لاہور اُن کے اشتیاق دیدار کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے اس سفر کو ”عزیمت شرق“ کہا ہے۔

لیکن لاہور کا دوسرا سفر ۱۱۳۱ھ میں حیر حالات کے تحت ہوا۔ بادشاہ کریمزادہ ان جب قتل فرخ سیر کے مرتکب ہوئے تو اس قتل، باقی پر بیدل کو بہت صدمہ ہوا۔ اور انہوں نے احتجاجاً یہ تاریخ لکھی :

سادات ۹ نے ملک حرامی کر دہ = ۱۱۳۱ھ

یہ تاریخ کہنے پر سید برادران اُن کے خون کے پیاسے ہو گئے۔ بیدل اُن کے اہتمام سے بچنے کے لیے نواب عبدالصمد خاں کے پاس لاہور چلے گئے۔
 بیدل کی زندگی میں ۷۸۰ھ (۸) مغل بادشاہ تھیں طاقت پر متمکن ہوئے۔

اُن کے نام منہ رچہ دہیل ہیں :

1- شاہجہاں

2- ماکیر

3- بہادر شاہ

4- جہاندار شاہ

5- لڑخ سیر

6- رفیع الدراجات

7- رفیع الدولہ شاہجہاں شاہی

8- محمد شاہد گنگوٹا

بیدل نے تاریخ شاہی کی ہوس میں لڑی جانے والی چوبیسگوں کی چابکداریاں دیکھیں۔
بیدل نے تمام اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی اور ہر صنف کو اوجِ کمال عطا
کیا۔ بسیار گوئی معیارِ ذہن ہونی چاہئے مگر بیدل نے اسی میدان میں بھی ظلم و انفرادیت
کا بند رکھا۔

بیدل نے غزل، ہمشکوی، قصیدہ، قطعہ، نرہنجی اور دیگر اصنافِ سخن میں اڑسٹھ
ہزار دوسو بیانوے (۶۸۲۹۲) اشعار کہے لیکن زبانِ دیوان اور نثریت انہما کی سب
مگر نے نہیں دی۔

تھائی کے فلسفیانہ دیوان، گزشتات کی منطقی تفسیر اور ادب و ادب و ادب کی
قوتِ عظیم سے، بیدل نے ایسا قصیدہ معانی تخلیق کیا کہ ان کی نظم و نثر، فارسی
ادب اور سبکِ ہندی کا بے مثال و مگر انقدر سرمایہ قرار پائی اور بیدل نے شاعری
اور زبانِ فارسی کے بھند کا نظام پایا۔ یہ شرف ان سے قبل و بعد کسی دوسرے
شاعر کو حاصل نہیں ہوا۔

بیدل کو ہر گیر و گزیر المیہ سے نصیبیت عطا ہوئی تھی۔ جس کا ہر رخ و کرشمہ

دامن دل می کشد کہ با این پاست“ کا مصداق تھا۔ ہاں ہم ان کی شخصیت کا نمایاں جو ہر شاعری ہے۔

روحانی زبان، شادابی بیان، غزوات معانی اور لطافت شعراوندہ کافور بیدل کی شاعری کا طرز اختیار ہے۔ بالخصوص غزلیات و مثنویات بیدل کی کیفیت و کیفیت ہر دو اعتبار سے بدیع و بے نظیر ہیں۔

ریاضت فنی بیان و زبان پر مجھداند قدرت، موفور شعرت اور تعمیر بیدل غزلیات و مثنویوں میں اس طرح جلوہ گر ہوئی ہے کہ ”مجزو فن“ اور ”نون ہجر کی نمود“ کے تمام امکانات و معانی روشن ہو گئے ہیں۔ ان میں شاعرانہ قلیل اور حکیمانہ تنگوار اورج کمال پر نظر آتا ہے۔ کام بیدل ایک ایسی کاغذ بروج ہے۔

بہشت ساقی راہ تصوف، بیدل کی شخصیت اتنی متاثر کن تھی کہ مخالف بھی فیض صحبت سے ہم خیال ہو جاتے۔ اخلاق میں اس قدر گرفت کہ دشمن بھی دوست بن جاتے۔ بیدل کی زندگی تو عمری سے طہارتِ قلب و جنتِ ذہن اور اخلاق کا خدا کا مہمان تھی۔ کہ تمام عمر یاد تو حید سے سرشار اور منقبت نبوی پر کار بند رہے۔

فاری کے عظیم شاعر ہونے کے ساتھ بیدل کو اردو زبان کی عظیم شخصیت ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ ان کے مدد سے کمال سے تربیت پا کر ایسے عظیم الشان شاعر اور اچھے فن کاثر و تعمیر شعر و ادب اردو کے اولین زعمداروں میں ہوتے ہیں۔

اردو کے حوالے سے شاعرانہ بیدل میں بالخصوص شاعرانہ کلاسیک اور سرواج الدین علی خان ترتر و مہر ترنیں۔ ان بزرگوں کے اثرات، اردو و مہر و شاعری

پر نہایت گہرے، ہمارے اور اور ڈورس ثابت ہوئے۔

شاہ سید اللہ گلشن شاعری میں دلی دکنی کے آندہ تھے اور شاہ گلشن کے آندہ
میرزا عہد القادرید تھے۔ یعنی بہ اختیار نمپ تختہ جہتی، دلی دکنی کے داوا آندہ
نہیں۔ اس طرح دلی آندہ دکنی کے جہ اختیار پا جاتے ہیں۔

”اپنے زمانہ ”نور معرفت“ کے اعتقاد پر دلی لکھتے ہیں:

”مصحف امین عبادت کہ بہ نمن ثناء پر دلی کھڑاں بہ خطاب دلی سر فر از است
وازش کر دلی دیر و العار نہیں حضرت شہ گلشن ممتاز“

(”کھیات دلی“ نثریہ نور انیس ہاشمی۔ صفحہ ۴۰)

مدرسے بیان کا خدا نامہ پر و تہ تر ایک واسطہ نو کام پر و نگار، تحلیل کا
بادشاہ، بحر کو ختم اور غیر محسوس کو محسوس بنادینے والا، قلاب نعل سوز و علم تب،
نہک بیدی کا آخری اور سب سے بڑا اثر مرزا ابو العافی میرزا بہار القادرید تھے۔ بدوز
جبروت چارمفر ۱۱۳۳ مطابق ۲۴ نومبر ۱۷۷۰ عیسوی کو مراٹھ (۷۹) سال دہلی
میں راجہ ملک بھانہ۔

بدوز کی سیرت کا سماع، حالات زندگی کی وسعت اور کثیر الحاصل کارناموں
کا احاطہ اس مختصر تحریر میں کرنا ممکن نہیں:

مغنیہ چاہیے اس مگر بے کراں کے لیے:

ڈاکٹر سید قحیم حامد علی الشاہ۔ ۲۹ اگست ۲۰۰۹ء جلد ۵

◉ درجہ "زاد" ◉

ستم است اگر ہوسٹ کھد کہ بہر سرو و من ذرا
تو ز غنچہ کم نہ و میدہ کی، ذرہ دل کھا بہ چمن ذرا
یہ ستم ہے کہ تو میر سرو و من کی خواہش بکھا ہے ◉ تو خود کھد تو لپہ ہے در دل کھول چمن میں آ

یہ ستم نہیں ہے تو اور کیا، تجھے شوق سرو و من ہوا
تو کھد کھد غنچے سے تم نہیں، ذرہ دل کو کھول چمن میں آ



پے نافہ ہاے امیدہ یو، مہندہ زحمیت جستجو
بہ خیال حلقہ زلف اور گرھے خورد پہ لکھن ذرا
اور زلف کی خواہش آجاتی ہے اس خواہش نہ کر ◉ زب محبوب کی گر و کھول بھوس میں دھل ہو جا
کہ ہاے مشکب یہ بدہ یو، نہ اٹھا تو زحمیت جستجو
گرہ زلف یار کی کھول تو، ہمسہ اجڑا م لکھن میں آ



غم و غم تو مردہ م، مرد و خیال تو مردہ ام
قد سے بہر سسٹل من کشا نفس چہ جال بہن ذرا
غور کھدے ہے مالہ ہاے خیال نہ مر گیا ◉ ہندہ ہندہ من مال بہن نہ جان کی طرح آ
ترے و ظار کو غم سہا، تری راو عشق میں مر گیا
کبھی میری دسٹل حال کو تو مثال جان بہن نہ آ

چشم امید نہ داریم نہ رکشیت دیگر ال

دل ما ، دانت ما ، نالہ ما ، ریتہ ما !

وہی چشم امید و دھڑکی لڑنے والی دانت و نالہ و ریتہ بے تار ہے

کوئی امید نہیں رکھتا کسی سے ہرگز

دل مراد اندر مراد نالہ مراد ریشہ مراد !



دانا خود از ہنر خویش برو مند

از میوہ خود ، بہرہ کمال است شجر را

انا اپنے ہنر سے فیض بہ نہیں دے گا ❦ جسے کہہ رہی ہے مخلص کو دانا نہیں بنتا

ہنر خصب کو متہ نہیں ، ہنر کا صلہ

شجر ہنر سے نہیں ہوتا اپنے لذت یاب



دُرُشت خود خیال است نرم گواشد

شرار نیزی محض است ، طبع خارا ، را !

خود دُرُشت سے اور نکاحم مٹھو کی سوا ؟ ❦ نف ہنر سے بکے رہا ہی نہیں تھا !

دُرُشت خود سے نہ رکھ حرف نرم کی امید

مزاج رنگ ، شرار کے ہوا کچھ اور نہیں !

معلوم ہر ص و پاس مرادب ہرچ ممکن است
 با شرم کار محبت ، زبان سوال را
 دریں کو اپنی عزت کا پاس نہیں مرادب مانگے والی زبان بے شرم سوتی ہے
 معلوم ہر ص و پاس مرادب ؟ محال ہے
 آتی نہیں بے شرم ، زبان سوال کو !

امروز نیست قابل تفریق و اجتہاد
 انجام کار دشمن و آواز آشنا
 آغا کل انسانوں کو بچا ناممکن ہے پہلے دوست بچے نہیں ہر دشمن ہو جائے گا
 مشکل ہے اس زمانے میں تفریق و اجتہاد
 انجام کار دشمن و آواز آشنا !

سینہ چاکیم و خموشی ترنماں بجز ماست
 رہ ز لب پیروں نمی باشد لغمان زخم را
 سچو کہ ہے اور شکستہ بڑی کا ترنماں ہے لغمان زخم کو لب تک آنے کی ماو نہیں ملتی
 چاک ہے سینہ ، خموشی عاجزی کی ترنماں
 لب تک آنے کی نہیں رخصت لغمان زخم کو !

تا بوجھ تلخ بیدارت ، زباں پیدا کند
 موج خوں انگشت حیرت کند دھان زخم را
 جان تلخ حرم کے بے ، با کون سے لے ۞ کون میں موج خوں انگشت حیرت نہائی
 تیری شمشیر ستم کی کوشش تو صیف میں
 میرے منہ میں موج خوں انگشت حیرت نہائی:



درد مند مہیاں می خوشد اگر دم می زخم
 از تخن خوں می تراود، تر تھان زخم را
 درد مندوں ، اگر کہ خوں تو اس اٹھاتی ہے ۞ تر تھان زخم کی باتوں سے خون اٹھتا ہے
 تا اسیدی درد مندوں کے لیے ٹھل زباں
 تر تھان زخم کی باتوں سے چپکے بے لہو



چوں نہا شد فصل بزدان ملیل ابداء غیب
 بیدل است آخر و عا گوے و تاجا خوان ترا
 خدا غیب سے بیری ابداء کیوں نہ کرے ۞ بیدل ترا ابداء کو دتا خوان ہے
 کیوں نہ بید آئیں ترا میں تیری از فصل خدا
 خیر اندیش و عا گوے جب کہ ہے بیدل ترا!



در جہان بے خیر، شرم اثر کہ باید زمستان

دیدہ دینا نہ دارد، چنگ کس، خریاں بر آ

بے خیر دنیا میں، شرم کی پردہ نہ کر ۞ جہاں خون نہ نہ جی نہیں رکھتا، بہتہ آجا

دنیا سے بے خیر میں نہ کر شرم کا خیال

بے پردہ آ کہ دیدہ دینا کسے نصیب !



دعویٰ فضل و بخت، خوار بست در آہناے دھر

آبروی خواہی ایں جا، اندکے ناداں بر آ

کھانے وقت کے سر سے اٹھیا فضل و بخت ۞ آبرو چاہتا ہے تو ان لوگوں میں نادان ہی جا

باعث بے وقفی ہے، دعویٰ فضل و بخت

خواہش عزت ہے گر نادانیوں سے کام لے



اماں خواہ آگ و بھڑک، خلق در گرم احتیاط علی با

کہ عترب پیشتر و فصل تاباں ہوا و پیدا

اگر گرم گرمی سے پیش آئی تو غلامدرد ۞ بچھو گرمی کے موسم میں نہ دھوا سو تے کس

جو موسم گرم خوش خلقتی یہ دنیا، کر حذر اس سے

کہ بچھو زیادہ گرمی کے موسم میں چھپتے ہیں

غنچے ہا در ، ستر زخم جگر آسوں آند

اے نسیم! آتشِ حزن ولہائے الفتِ خستہ

ہے ۴۴ رگوں ، زخمِ بکری کی جگہ ، سوزِ بکری ، نسیم! ان کو کھل کر کھانا لکھنا میں آگے دے

غنچے جو خواب نہیں زخمِ جگر کی سچ پر

آگِ مت دے نہانہ دشتِ کساں کو اے نسیم!



تمی دستیم چوں ساغر ، خدارا ، سا قیادار تھی

بڑوے مکتب ، کیشِ ذریعہٴ تجبیہٴ بیٹا!



میں خالی ہاتھ ساغر کی طرح ساقیِ کرم فرما

مری قسمت میں لکھ دے تو جواہرِ خانہ بیٹا!



چشمِ اُمید نداریم ز کشتِ دُگراں

دلِ ما ، دانہٴ ما ، نالہٴ ما ، ریختہٴ ما



کوئی اُمید نہیں رکھتا کسی سے ہرگز

دلِ مرا ، دانہٴ مرا ، نالہٴ مرا ، ریختہٴ مرا!

تجی دستیم چوں ساغر، خدا را، سا قیا ار حے

بڑا سے نفرت ما بکھا دیر گنجینہ مینا

ساقی! جس سرغری طرح تجی دست بولیم کہ ہر سے پھر و غدر پہ اب ذرا تیرے کھل دے

ہموں خالی ہاتھ، ساغر کی طرح، ساقی کرم فرما

ہری قسمت میں لکھ دے تو جو اہر خانہ مینا!



مخلصاں را، بیدل! از عشق شمشوی پارو نیست

تنگ دستی بازی وازد ز قفل مینا، را

بیدل! مخلصوں کو موتی کے ہوا موتی چارہ جس قفل دلی چنا کر آہ! قفل سے آزاد کس ہے

صرف خاموشی ہی بیدل! مخلصوں کے بس میں ہے

نغمہ قفل سے جوں محروم میناے تجی



مگفتم بدول: از ماند چہ وازد، زدارو گیر؟

خندید و گفت: آنچه نیاید، چہ کاوما

میں سے کہتا رہے کہ اس دارو گیر سے کیا حاصل؟ خدا اور کہا: پھر سے! اور نہ بھر میں جس آہ

دل سے کہا: از ماند ہے کیوں مانگے فساد؟

بس کر کہا: کہ اس سے مجھے کچھ غرض نہیں

یا ہمہ کثرت شمارش، تغیر وحدت باطلست

ایک ایک آئہ پر زباں، از صد ہزار اعداد و ما

مسلمہ کثرت ہے جو کثرت لکھتے ہیں وحدت توحید ہے ﴿۱﴾ اعداد کو کھولنا ہر ایک کی آغوش

پا ہے کثرت ہو پناہ، غیر وحدت کچھ نہیں

ایک ایک آئیں زباں پر صد ہزار اعداد بھی

﴿۲﴾

از فلک ہے نالہ کام دل نمی آید بدست

شہد خواہی؟ آتش زان خاتمہ زہور را

بچہ لعل فلک دل کی آہ و بے بسی نہیں کرتا ﴿۳﴾ شہد ہو جہان نے بغیر شہد نہیں جاتا

کب فلک سے مطلب دل ہاتھ آیا ہے فضاں

شہد کی خواہش اگر ہے، شہد کا چہرہ جلا

﴿۴﴾

در طریق نفع خود، کس نیست محتاج دلیل

بے حسا را وہ دہن معلوم باشد کور را

نہ سے کی راہ کے لیے کوئی رہنما نہ تھا ﴿۵﴾ معلوم کا نام: جا بھڑی کے علم کا جاننا ہے

اپنی راہ نفع سے واقف نہیں سب بے راہبر

بے حسا معلوم، راہ لکھنا کو ہے!

جاہل از جمع کُتب ، صاحب معنی نھو

نسبے نیست ، بہ شیرازہ ، سجدانے را

جاہل کتابیں جمع کرنے سے صاحب علم نہیں ہوتا ❀ شیرازہ ہندی اور خوش محاشی میں کوئی نسبت نہیں

صاحب معنی نہ ہو جمع کُتب سے کوئی

جلد سازوں کو خوش فہمی سے نسبت مُشکل !



زیں دبستان مصرع زُلفِ مسلسل خواندہ ایم

خامشی مُشکل کہ گردو ، مقطع دیوان ما!

اس دبستان میں مصرعِ نابِ مسلسل پڑھنے ❀ میرے دیوان کا مقطع ، خاموشی ہو چہ ممکن نہیں

مصرع زُلفِ مسلسل اس دبستان میں پڑھا

خامشی ، مُشکل کہ ہو مقطع مرے دیوان کا



گر ننام کجا روم بیدل!

شش جہت بے کسی و من تنہا!

بیدل! رونے کے ہوا کوئی چارہ نہیں ❀ ہر طرف بے کسی ہے اور میں اکیلا

گر نہ دروگوں تو کیا کروں بیدل

ہر طرف بے کسی ہے ، میں تنہا

کثرتِ شہد محو از سازِ وحدت

ہمو خیالات از شخصِ تنہا

کثرتِ شہداء وحدت سے محو نہیں ہوتی ﴿﴾ ہجومِ خیالات میں تنہا شخص، تنہا نہیں ہوتا

اسی صورتِ جدا و وحدت سے کثرت بھی نہیں ہوتی

خیالوں میں گھرا، انسان جوں تنہا نہیں ہوتا



راست بازاں را، ز حکمِ کج سرِ شتاں چارہ نیست

باکماں، بیدل! اطاعتِ لازم آمد تیر را

راست بازوں کو، کج مزاجوں کا حکم ماننا پڑتا ہے ﴿﴾ اسے بیدل! تیرا کمان کی اطاعت چھوڑنے

ہوتے ہیں راست باز ہی محکوم کج مزاج

لازم ہے تیر پر، کرے طاعت کمان کی!



ہمسل ما بسکہ از ذوقِ شہادت می طہد

مغی قاتل می شمارد، فرصتِ تکبیر را

ہل شہید ہونے کے لیے ہے تاب ہے ﴿﴾ غضب ہے کہ چنچ قاتل آوازِ تحیر کی بھڑکے

جذبہ شوقِ شہادت سے ہے ہمسل بے قرار

مغی قاتل منتظر ہے، فرصتِ تکبیر کی!

جو ہر تجرید، قطعِ الفتِ خویش است و بس
 بر سر خود می تو اں کرد، امتحاں شمشیر را
 حتیٰ چہ تجرید، خود سے قطعِ الفت کے سوا کچھ نہیں ﴿۱﴾ اپنی مژدہ کا سرِ قلم کر کے تیری شمشیر کا امتحاں کر
 بے تعلق خود سے ہونا، جو ہر تجرید ہے
 کیجیے گردن پہ اپنی، امتحاں شمشیر کا!



اے فغاں! بگذر ز چرخ و لامکاں تسخیر کن
 چند در زیرِ سہر کر ذن، نہاں شمشیر را؟
 اے فغاں! آسمان سے گزرا، لامکاں تسخیر کر ﴿۲﴾ اور کب تک شمشیر کو ڈھال کے لیے چھپائے گی
 نکل! ہفت آسماں تسخیر کر، اے آؤ مجبور اں
 نیامِ سینہ پوشیدہ رکھے، شمشیر کو کب تک؟



اے جگر ہا داغِ دابرِ شوقِ پیکانِ شا
 چاک ہاے دل، نیامِ تیغِ موگاں شا
 جگر ہے، تیرے دل کا شوق رکھتے ہیں ﴿۳﴾ دلوں کے چاک، تیری تیغِ موگاں کی نیام ہیں
 داغِ تیرے جگر، اک شوقِ پیکاں میں ترے
 ہیں دلوں کے چاک، تیری تیغِ موگاں کی نیام

از بجومِ آشک بر موگاں گہر ہاچیدہ ایم

دُرِ تمناے بنارِ لعلِ خنداں شام

کڑوا آشک سے میں نے پلوں پر موتی پئے ہیں ❀ اس تمنا میں کہ تمہارے سب شمعوں پر فائر کروں

سجائے میں نے پلوں پر بجومِ آشک سے موتی

تمنا ہے نچا دُر ہوں، تمہارے لعلِ خنداں پر



دانا بود از ہنر خویش برومند

از میوہ خود، بہرہٴ محال است شجر، را



ہنر نصیب کو ملتا نہیں ہنر کا صلہ

شجر، ثمر سے نہیں ہوتا اپنے لذت یاب!



دُرشتِ خوچہ خیال است نرم گو باشد

شرارِ خیزی محض است، طبعِ خارا، را



دُرشتِ خو سے نہ رکھ، حرفِ نرم کی امید

مزاجِ سنگ، شرر کے سوا کچھ اور نہیں

بیدل! روحہ از تو بصد مرحلہ دور است

خاموش! کہ آوارہ و ہم اند بیاں ہا!

بیدل! واحد داستانِ تجھ سے ہر ماحل دور ہے ❀ خاموشی کہ اس کی شان کیپانِ الفاظ میں ملن نہیں

ہر صد ماحل ہے دور بیدل! مقامِ حمدِ غفور بیدل!

خاموشی اس کے کھٹور بیدل! کمالِ نطق و سخن کا حاصل!



آخر ز فقر ، بر سر دُنیا زدیم پا

خُلقے بجاہِ تکیہ زد و ما زدیم پا

میں نے فقر سے دُنیا کو زیرِ قدم رکھا ❀ لوگ جاہِ تکیہ کرتے تھے ، میں ٹھکرا تا ہوں

رکھا زیرِ قدم دُنیا کو میں نے فقر سے آخر

ہے تکیہ جاہِ پر لوگوں کا ، میں نے اُس کو ٹھکرایا!



مہ ہُد ، ہزار بار ہلال و ہلال بدد

دیدیم وضعِ عالمِ نقص و کمال را

۱۰۰ ہزار بار ہلال اور ہلال بدد جتا ہے ❀ میں عالمِ نقص و کمال کی حقیقت سمجھتا ہوں

بدد و ہلال ، ماہ بنے بے ہزار بار

میں جانتا ہوں ، رمزِ زوال و کمال کو

حکومِ جرم و پاسِ مرتب چہ ممکن است
با شرم ، کارِ نیست زبانِ سوال را
لائی جزے جس سے محرم ہوئے ❀ زبانِ سوال کو شرم سے کراہا
لائی محترم نہیں ہوتا
شرم آتی نہیں بھکاری کو!



طبعِ را، فیضِ خموشی می کند معنیِ فکر
نیمتِ مجروحِ دامِ تامل ، وحشیِ اندیشہ را
دامِ خموشی سے سیرِ معانی ہوتا ہے ❀ وحشیِ خیال ، دامِ فکر ہی میں پھنسا ہے
کرتا ہے فیضِ خموشی ، طبع کو معنیِ فکر
وحشیِ اندیشہ کو ، دامِ تامل چاہیے!



بیدل! از فطرت ما، قصرِ معانیست بلند
پایہ دارِ سخن از گریِ اندیشہ ما
بیدل زہری گھر سے قصرِ معانی وسیع ہوا ❀ میرے مرثیہ خیال سے سخن کا پایہ بلند ہوا
میری فطرت سے ہوا بیدل! معانی کو عروج
فکر سے میری سخن کا مرتبہ اعلیٰ ہوا!

دَریاے خیالِیم و نئے نیست دریں جا
 بُجو و ہم، کُ جو و عد مے نیست دریں جا
 جس طرح خیالی دَریا میں لُئی نہیں ہوتی ﴿﴾ اسی طرح یہاں کُ جو و عد م بھی وہم ہے
 یہ زندگی ہے خیالی دَریا نہیں ہے پانی کا اس میں قطرہ
 حقیقتِ ہست و بود ہر گونہیں ہے وہم و گماں سے افضل



بر ہم نہ رَنے سلسلہ نازِ کریمیاں
 محتاجِ کُدن، بے کز مے نیست دریں جا
 اہلِ کرم کے نازِ سخاوت کو نہ کر ﴿﴾ تیری محتاجی بھی کر لی سے کم نہیں
 تہی دستوں سے قائم ہے وقارِ اہلِ سخاوت کا
 کہ محتاجی میں بھی شانِ کریمی پائی جاتی ہے



بسعیِ ظلم، گئے رَفیعِ مظالم می ہو و بیدل!
 بابِ خنجر و شمشیر، نتواں کُشتِ آتش را
 بیدلِ اِظالم سے ظلم ختم نہیں ہوتے ﴿﴾ جس طرح آپ خنجر و شمشیر سے آگ نہیں بجھتی
 مٹانا ظلم سے ہے غیر ممکن، ظلم کو بیدل!
 بُکھائی ہے کسی نے آگ آپ تیغ و خنجر سے

وضعِ خموشِ ما، زخمنِ دلشیں تر است

با تیر احیاج نہ واردِ کمانِ ما

میری غموشی، گھٹو سے زیادہ اثر رکھتی ہے ❀ یعنی میری کمان تیر کی محتاج نہیں

میرا سکوت، حرف و صدا سے بلند ہے

میری کمان تیر کی محتاج تو نہیں!

❀❀❀

لعل تو بحرف آمد و دادِ دلِ آزدست

یعنی بسوال تو جواب استِ دلِ ما

ترے لب سے حرفِ طلب نکلتے ہی دل دے دیا ❀ اس لیے کہ میرے سوال کا جواب میرا دل ہی ہے

حرفِ طلب پہ، ہاتھ سے دل میں نے دے دیا

تیرے سوال کا، میرا دل ہی جواب ہے!

❀❀❀

صدِ سنگِ ہُدِ آئینہ و صدِ قطرہ گھرِ بخت

افسوس ہماں خانہ خراب استِ دلِ ما

نیکروں، خمر اور قطرے آئینے اور موتی بن گئے ❀ حیف میرے دل خانہ خراب کی حالت نہیں دہلی

قطرہ آب اور سنگ، گوہر و آئینہ بنے

حیف! مگر وہی رہا حالِ دلِ خراب کا!

نہیست از جیب تو بیرون، گو بر مقصود تو

بے خبر سری ز نے چوں موج، بر ساحل چرا؟

گو بر مقصود تیرے گریبان سے باہر نہیں ہے ﴿۱﴾ بے خبر! مثل موج ساحل پر سر کیوں بھونکتا ہے

گو بر مقصود ہے تیرے گریباں میں رہاں

بے خبر! بھر چھانٹا ہے خاک ساحل کس لیے؟

﴿۲﴾

مُشیتِ خونِ خود چو گلِ بایدِ بڑے خویشِ ریخت

بے آؤب! آلودہ سازے دامنِ قاتل چرا؟

اپنا خون، بھول کی طرح اپنے چہرے پر مٹا ﴿۳﴾ اے بے آؤب! دامنِ قاتل کو کیوں تھیرا؟

مِثلِ گلِ چہرے پر، اپنے خون سے غارِ لگا

بے آؤب! کیوں دامنِ قاتل کو آلودہ کیا؟

﴿۴﴾

اُبرِ ایں جا، می کند از کیسہٴ دریا کرم

اے تو مگر بر نیارے، حاجتِ سائلِ چرا؟

اڈل تو سندی کی جیب سے لے کر ﴿۵﴾ اے غنی! تو محتاجِ کوئی جیب سے کیوں نہیں دیتا

کیسہٴ دریا سے لے کر جب کرے باڈلِ کرم

اے تو مگر! کیوں عطا کرتا نہیں سائل کو تو؟

برہمیں آبلے، ختم است رو کعبہ و دیر

کاش می کرد، کسے سیر مقام دلِ ما

رو کعبہ و دیر، اسی آبلے تک آتی ہے ﴿ کاش کوئی تو میرے مقام دل کی سیر کرے

ختم ہے اس آبلے ہی پر، رو کعبہ و دیر

کاش کوئی تو کرے میرے مقام دل کی سیر!

مُحکوم حرص و پاسِ مراتب چہ ممکن است

با شرم کار نیست زبانِ سوال را

❦

مُحکوم حرص و پاسِ مراتب؟ مُحال ہے!

آتی نہیں ہے شرم زبانِ سوال کو!

❦

راست بازاں را از حکمِ کج سرشتاں چارہ نیست

باکماں، بیدل! اطاعت لازم آمد تیر را

❦

ہوتے ہیں راست باز ہی مُحکوم کج مزاج

لازم ہے تیر پر، کرے طاعت کمان کی!

بحرف آمدی و زخم ٹہنہ ام نو خلد

بحیر تم چہ نمک بود ، گفتگو سے خرا

تیری زبان سے حرف نکلتے ہیں، خزاں ہو گیا، میراں ہوں کہ تیری گفتگو میں کسب و تک ہے

کہا اک حرف تو نے زخم ٹہنہ ہو گیا تازہ

خدا رکھے ہمت رکھتی ہے کتنا گفتگو تیری !



بہار حسرت ما ز صفت خزاں نکلد

بہشتی میر و رنگ آرزو سے خرا

میری یہ حسرت کہ خزاں کا نہ پیر نہیں *** میری آرزو کا رنگ کبھی پایا نہیں ہے

بہار حسرت دل کو خزاں کا خوف نہیں

کبھی شکھ نہ ہو تیری آرزو کا رنگ



زمانے و زباناں مست و بے خود، دروہاں افتد

کاہم ، رنگ سے پیدا کسب آرزو پناہ

نئے کے نام سے میری زبان، مست و بے خود ہو گئی *** جتنا کچھ کہی انھوں میں رنگ نے آہ

ذکرے سے ہو گئی میری زباں سرشار و مست

ہو گئیں آنکھیں متور و کچھ کر پٹناے سے !

ما معنی مسلسل زلفِ تو خواندہ ایم
 مُعطل کہ مرگ قطع کند ، داستانِ ما
 نہیں نے جری زلفِ مسلسل کا مفہوم سمجھا ہے ❀ میری داستان کو موت بھی مختصر نہیں کر سکتی
 میں جری زلفِ مسلسل کا ہوں معنی آشنا
 موت بھی میری کہانی ختم کر سکتی نہیں !



اسبابِ زندگی، ہمہ دامِ تحیر است
 غیراً ز فریب، ہیج نباشد مرابِ ما
 تمام اسبابِ زندگی دامِ تحیر کے ہوا کچھ نہیں ❀ جس طرح مرابِ فریب کے ہوا کچھ نہیں
 بس ایک دامِ تحیر ہے، زندگی کیا ہے
 بس اک فریبِ نظر ہے مرابِ کچھ بھی نہیں



مباش اے غنچہ وراقِ گل! مغز و رجمعیت
 کہ ایں پیوستگی با، در بغلِ دارِ جدائی ہا
 اے گل، پیوں کی سبکائی پر کھنڈ نہ کر ❀ کہ اس سبکائی میں، جدائی بھی ہے
 نہ ہو اے غنچہ وراقِ گل! مغز و رجمعیت
 یہی سبکائی ناداں، پیشِ خیمہ ہے جدائی کا

بجو پیش ما، مخوانید، افسانہ فنا را

ہر کس نمی شناسد، آواز آشنا را

افسانہ فنا میرے ہوا کسی کے سامنے نہ پڑا ۞ آواز آشنا کو ہر شخص نہیں پہچانتا

بس میرے سامنے پڑا، افسانہ فنا کو

میں جانتا ہوں رمز آواز آشنا کو

بیدل! آں دھند کہ طوفان قیامت دارد

غیر دل نیست، ہمیں خانہ خراب است این جا

بیدل! وہ دھند جو طوفان قیامت دکھائے ۞ اور یہاں کوئی نہیں میرا دل خانہ خراب ہے

وہ دھند کہ طوفان قیامت کا امیں ہے

بیدل! دل مضطر کے ہوا کوئی نہیں ہے

الہی! از سر ما، کم نگر و دسایہ مستی

کہ بے صہبا بہ پیشانی تجھ دے نیست مینارا

الہی میرے (دے) عشق کی (مستی کا سایہ) کم نہ ہو گا مگر مینا جس شراب نہ ہو تو وہچہ نہیں کرتا

نہ کم ہو میرے سر سے سایہ مستی کبھی یارب!

کبھی جدہ نہ کرتا، مے سے گر مینا تھی ہوتا!

جو ہر اسرارِ آباء ، از خلفِ گیزد فروغ

خوں کند روشن ، چراغِ دودمانِ زخمِ را

لائی خلف سے خصوصیاتِ ابجد کو نکالتی ہے ﴿ جس طرح چراغِ خاندانِ دہم کو خوںِ روشن کرتا ہے

جو ہر آباء کو دیتا ہے وارثِ آب و تاب

خوں کرے روشن ، چراغِ خاندانِ زخمِ کو!



بر اُمیدِ وصل ، مشکلِ نیستِ قطعِ زندگی

شوقِ منزلِ می کند نزدیک ، راہِ دُور ، را

وصل کی اُمید ہے زندگی گزارنا آسان ہے ﴿ منزل کا شوق راہِ دُور کو نزدیک کرتا ہے

وصل کی اُمید پر جینا کوئی مشکل نہیں

شوقِ منزل کرتا ہے نزدیک ، راہِ دُور کو!



زندانیِ امدودِ تعلقِ نتواں زیست

بیدل! دلک از ہر چہ شود تنگِ برون آ

نعمانہ دُنیا میں جتا کر زندگی گزارنا مشکل ہے ﴿ بیدل! تو میرے سے بڑا رہے تو خود کو بھی چھوڑ

اسیرِ اسبابِ زیست ہو کر، نہیں ہے آسانِ زیست کرنا

اگر ہے دُنیا سے تنگِ بیدل! تو بے نیازِ جہان ہو جا

نزاکت ہاست، وراغوش مینا خانہ حیرت

ہو ویر ہم مژن تا نکلے رنگ تماشا را

مینا خانہ حیرت اپنے اندر بہت نراکتیں رکھتا ہے ﴿﴾ پلک نہ جھپکا وایسا نہ ہو کہ منظر بدل جائے

نہ جھپکاؤ پلک ایسا نہ ہو منظر بدل جائے

کہ بے نازک بہت آغوش مینا خانہ حیرت

﴿﴾﴿﴾﴿﴾

زخم تیغش، بدل از داغ مقدم باشد

پایہ از چشم بلند است، خم لہزو، را

مٹی اڑنے آگھ سے پہلے دل کو زخمی کیا ﴿﴾ اس لیے خم اڑوگا توجہ آگھ سے بلند ہے

داغ سے پہلے یہ دل، زخمی شمشیر ہوا

مرتبہ چشم سے بالا ہے خم لہزو کا!

﴿﴾﴿﴾﴿﴾

زندگی تا گئے ہلاک کعبہ و قیارت کلد

بہہ کہ ازدوش اٹلنے ایں جامہٴ احرام را

زندگی کب تک تیرے کعبہ و قیارت خاندی میر ہے ﴿﴾ بہتر ہے کہ اس جامہٴ احرام کو اتار دیا جائے

زندگی کب تک ہلاک کعبہ و قیارت خانہ ہو

ترک کرنا چاہیے اس جامہٴ احرام کو!

عرضِ مطلب دیگر و اظہارِ صنعت دیگر است
 بیدل! از آئینہ نقواں ساحتِ وضعِ جامِ را
 مرضِ مطلب اور آرائشِ کام میں فرق ہے ۞ بیدل! آئینہ جام کی وضع اظہار نہیں کر سکتا
 عرضِ مطلب صنعتِ اظہار سے ممتاز ہے
 آئینہ بیدل! نہ پہنچے گا مقامِ جام تک!
 ۞ ۞ ۞

آخرِ زُفَر ، بر سرِ دُنیا زویم پا
 خلتے بجاہِ تکیہ زرد و ما زویم پا
 ۞

رکھائے زویم دُنیا کو میں نے فقر سے آخر
 بے تکیہ جاہ پر لوگوں کا میں نے اُس کو ٹھکرایا
 ۞

مہِ ہُد، ہزار بار ہلال و ہلالِ بدر
 دیدیم وضعِ عالمِ نقص و کمالِ را
 ۞

بدر و ہلال، ماہ بنے بے ہزار بار
 ہمیں جانتا ہوں رمزِ زوال و کمالِ کو!

بجوں ناتواناں را ، خموشی می دہد شہرت
 کہ غیر از بھداے نیست ز مجیر رگ گل را
 خموشی کمزوروں کے بجوں کو مشہور کرتی ہے ﴿ جس طرح ز مجیر رگ گل کی آواز خوشبو ہے
 بجوں ناتواناں کو ، خموشی سے ملی شہرت
 کہ ز مجیر رگ گل کی صدا کیا ہے بگڑ خوشبو !



علاج زخم دل از گریہ، گئے ممکن و دہیدل !
 بہنہم بخیہ نتواں کرد ، چاک دامن گل را
 بہیدل ! زخم دل کا علاج رونے سے نہیں ہوتا ﴿ جس طرح چاک دامن گل ، شبنم سے نہیں بستا
 علاج زخم دل رونے سے ، بہیدل ! غیر ممکن ہے
 رفو ، شبنم سے چاک دامن گل ہو نہیں سکتا !



مرا از چچ و تاب گرد باد، ایں نکتہ روشن ہند
 کہ در راو طلب، معراج و امانست چیدنہا
 مجھ بگولے کی بے ثانی سے یہ نکتہ روشن ہوا ﴿﴾ کہ اس کے دامن تک پہنچنا معراج طلب ہے
 بگولے کی ترپ سے مجھ پہ یہ نکتہ ہوا روشن
 کہ معراج طلب سمجھو، پہنچنا اس کے دامن تک!



مجاز اندیشیت، ہم حقیقت را نمی شاید
 محال است ایں کہ حق از عالم باطل شود پیدا
 تیری مجاز اندیشی، حقیقت کو نہ کھجے گی ﴿﴾ یہ محال ہے کہ باطل سے حق پیدا ہو
 مجاز اندیشہ، کب ہم حقیقت تک پہنچتا ہے
 یہ ممکن ہی نہیں، حق عالم باطل سے پیدا ہو!



رنگِ ہلکے، آئینہ بے خودی بس است
 یارب! زبانِ ما، نشود ترجمانِ ما
 ادا ہوا رنگِ میری بے خودی کا آئینہ دار ہے ﴿﴾ نہی! میری زبان مرضِ حال نہ کرے
 رنگِ پریدہ، آئینہ بے خودی رہے
 یارب! میری زبانِ میری ترجمان نہ ہو!

خورشید ز نکلت کدۂ سایہ ہر ون است
 تا گئے ز جُودِ ث، آئینہ سازیدِ قَدَمِ را
 سورجِ سائے کے اندھیرے سے باہر ہے ۞ قدیم کب تک، حادث کو آئینہ بنائے
 نکلت کدۂ سایہ سے، خورشید بے باہر
 ممکن نہیں، حادث سے قَدَمِ جلوہ نما ہو!



● روایف ”پ“ ●

دیدہ و قدر اور اک آنغوش خیالت عاجز است

دزدہ مخے یابد گنہار بحر و ژرف آفتاب

آئندہ تیری صفت خلیل کو ملے گا۔ اس سے عاجز رہے گا۔ آفتاب کی گہرائی اور گنہار کی سرسبزیاں ملے گی۔

آنکھ بے عاجز و تری پہنائی کے اور اک سے

دزدہ پا سکتا نہیں، رُخسار و گنہار آفتاب!



امتیاز مجھ و گل، در عالم تحقیق نیست

پتہ نواں کرد از خورشید تاباں انتخاب

عالم تحقیق میں، ایسے رنگ و گل نہیں ہیں۔ جو خورشید سے سورتا ہو۔ اور انتخاب نواں ہے۔

عالم تحقیق میں تفریق مجھ و گل نہیں

جس طرح خورشید تاباں ہے سراپا انتخاب!



ہر صفحہ کہ وصفِ جمالت رقم زدہ

از رطبتِ عطار، کھنڈ مسطر آفتاب

میں ہر ورق پر جس کی طرف رقم کی ہے اس پر آفتاب کی کرنیں۔ جو عطریں پھیلتی ہیں۔

تخریب جس ورق پہ قصیدہ چرا کریں

کمرنوں سے، اس پہ نظر میں بناتا ہے آفتاب

ہزمِ امکان رلود، غوغائے مستی تاجکے؟

چند خواہد بود آخر، جوشِ یک مینا شراب؟

دنیا میں کہاں تک بچکے مستی رہے گا؟ آخر ایک مینا سے شراب کب تک پڑ جوش رہے

ہزمِ عالم میں رہے گا شورِ مستی کب تھکے؟

کس قدر جوشاں رہے گی ایک مینا بھر شراب



مُجروحِ خوبی فکرِ بیدل! کہ ہنگامِ سخن

لعلِ خاموشش، کشید از غنچہ گوہرِ گلاب

بیدل! مجروحِ تو دیکھو کہ کشید کرتے ہوئے اس کا حقیقی شوش غنچہ گوہر سے گلاب کھینچتا ہے

مُجروحِ تو دیکھ بیدل! یعنی ہنگامِ سخن

لعلِ خاموشِ صنم، گوہر سے کھینچے ہے گلاب



معنی بغیر لفظ ، مَصَوِّرِ نئی شہود

اُفتادہ است کارِ دل و دیدہ بانِ نقاب

معنی لفظ کے بغیر نیاں نہیں ہوتے کارِ دل و دیدہ بانِ نقاب کے پہنچے میں ہے

مُمایاں ہوتے ہیں ملبوسِ لفظ میں معنی

نوام دیدہ و دل، شہدِ نقاب میں ہے

از شرمِ رُوسیاہی اَعمالِ زشتِ خویش

بر رخِ کشیدہ ایم ز دستِ دُعا نقاب

اپنے اَعمالِ بُد کی سیاہی سے شرمندہ ہو کر ﴿۱﴾ دستِ دُعا سے اپنے چہرے کو چھپاتا ہوں

شرما کے رُوسیاہی اَعمالِ زشت سے

دستِ دُعا کو کرتا ہوں، چہرے کی میمنہ نقاب

﴿۲﴾

اہلِ کمال ، خفّتِ ٹھکساں نمی کھد

مُشکل کہ ہم چوں ماہ ، شود لاغر آفتاب

اہلِ کمال ٹھکان کی شرمندگی نہیں اٹھاتے ﴿۱﴾ ٹھکل ہے کہ چاند کی طرح سورج گئے

اہلِ کمال ، خفّتِ ٹھکساں سے بے نیاز

لاغر مثالِ ماہ ، نہیں ہوتا آفتاب!

﴿۲﴾

ہر صبح چاک ، پیرِ ہن تازہ می کند

یارب! بدستِ کیست؟ گر بیانِ آفتاب

ہر صبح تازہ پیرِ ہن چاک کرتا ہے ﴿۱﴾ یارب! آفتاب کا گر بیان کس کے ہاتھ ہے

کرتا ہے کون؟ پیرِ ہن تازہ روز چاک

یارب! بے کس کے ہاتھ، گر بیانِ آفتاب!

کمال داشت اشارت کہ سرکشی تا چند

بحیب بحر جوع آورند، موج و کباب

کب تک سرکشی کرے گا، اس بلغ اشارے کو کچھ کہ موج و کباب، دریائی کی طرف پلٹے ہوں

غضب کا ہے یہ اشارہ کہ سرکشی کب تک

کباب و موج، پلٹتے ہوں، چاہے دریا!



بمعنی ظلم، گئے رفعِ مظالم می شود و بیدار!

آبِ خنجر و شمشیر، نتواں کشت آتش را



معاذِ ظلم سے ہے غیر ممکن، ظلم کو بیدار!

بُجھائی ہے کسی نے آگ آبِ تیغ و خنجر سے؟



وضعِ خروش ما، زخُن و لُشیں تر است

باتیرِ احتیاج نہ واردِ کمان ما



میرا سکوت حرف و صدا سے بلغ ہے

میری کمان تیر کی محتاج تو نہیں!

❁ ردیف ”ت“ ❁

عمریت ، سُراغِ دلِ گم گشتہ ندارم

یارب! کجا ایں و رَق از دھرمِ ریخت

عمر گزشتی، دلِ گم خدہ کا سُراغ نہیں ملا ❁ یارب! کتابِ زندگی کا یہ ورق کہاں مگر حیا؟

اک عمر سے، تلاشِ دلِ گم خدہ میں ہوں

یارب! کتابِ زیست کا صفحہ کہاں گیا؟

❁❁❁

بہرزہ بال میٹھاں دَریں چمن بیدل!

کہ ہر طرف نگرے، بھوکھس دروانیست

بیدل! چمن سے اڑنے کی بیہودہ کوشش نہ کر ❁ دیکھو جو درگھس کے کوئی ذرہ کھلا نہیں ہے

کوششِ پرواز بیدل! اس چمن میں بے ثمر

بابائیں سب ہی مُقتل، بابِ زنداں کے سوا!

❁❁❁

مُو بُویم چشمِ برقِ مچکلی ہائے اُوست

کھورا اگر آتشِ فروزدہ کرمِ شبِ تابِ من است

میرا بال بال اس کی تھیلوں سے مٹا رہے ❁ کھورائی آتشِ فروزی کھو سے بھی تم ہے

بے اُس کے جلوؤں سے روشن رواں رواں میرا

بس ایک، کرمِ شبِ تاب کھور میرے لیے

غُنجِ دل چوں کباب از خاشی وارد ثبات

خانہ مارا، بجز پاسِ نفس دیوار نیست!

ثبات غُنجِ دل، مثل کبابِ شکستہ ہے۔ سانس کی پاسداری ہی مرے گھر کی دیوار ہے

ہے ثبات غُنجِ دل، خاشی، مثل کباب

میرا گھر محکم ہے بس اک سانس کی دیوار سے!



حُسنِ را، بے عرقِ شرم، طراوتِ بود

گلِ کاغذ بہہ از اس گل کہ بر آں شبنم نیست

حُسنِ حرقِ شرم سے تر و تازہ رہتا ہے۔ پھول ہے شبنم نہ ہو تو کاغذ کا پھول اچھا

حُسن میں بے عرقِ شرم طراوت نہ رہے

گلِ بے شبنم و بوسے، گلِ کاغذ بہتر!



چوں سایہ باش یک قلم، آئینہٴ نیاز

آں را کہ سجدہٴ جُودِ بدن نیست، بندہٴ نیست!

سائے کی طرح سر تا پا، نیاز مند ہو جا۔ سجدے کو جُودِ بدن کہے بغیر بندگی ممکن نہیں

ما تہد سایہ سر بسر ہو جا نیاز مند

گر سجدہ ہو نہ جُودِ بدن، بندگی نہیں!

چوں رنگِ عیاں نیست کہ ایں ہستی موہوم
آمد! ز کجا آمد و گر رفت کجا رفت؟
مثالی رنگِ معلوم نہیں کہ یہ موہوم ہستی ۞ کہاں سے آئی ہے اور کہاں جاتی ہے
مثالی رنگ کسی کو خبر نہیں کہ حیات
یہ آئی ہے تو کہاں سے؟ اگر گئی تو کہاں؟



دستِ گل و امنِ یوے نتوانست گرفت
رفت، گیرائی ازاں پنچہ کہ در بندِ حناست
پھول کا ہاتھ اپنی خوشبو پر گرفت نہیں رکھتا ۞ اس ہاتھ میں گرفت نہیں رہتی جو حنا بند ہو
تو، پھول و امنِ خوشبو کو کس طرح تھامے؟
لگی ہو ہاتھ میں منہدی، گرفت مشکل ہے!



بیدل! دلیل مقصدِ عزّت تو اشع است

زیں جاوہ ماوٹو، میحمانِ کمالِ رُفت

بیدل! انکار مغزِ عزّت کا رہنا ہے ﴿۱﴾ ماوٹو اسی راہ سے کمال تک پہنچا ہے

بیدل! تو اشع مسندِ عزّت کی رہنما

اس راہ سے ہلال کو حاصل ہوا کمال!

﴿۲﴾

عجز و عُزورِ خلق، گر آید بامتحان

پروازِ ہائے ذرّہ زگر دُلوں زیادہ است

لوگوں کے انکار و عُزور کا امتحان کیا جائے ﴿۱﴾ تو ظاہر ہو کہ ذرّہ زیادہ قَلب پر داز ہے

عجز و عُزورِ خلق کا کچھ مٹا بلہ

اور دیکھیے کہ ذرّہ ہی گر دُلوں نصیب ہے

﴿۲﴾

زاں خوشہ کہ مینا گری باغِ عیب داشت

ہردانہ، پری خانہ بازارِ حلب داشت

﴿۳﴾

وہ خوشہ جو باغِ انگوڑ کو مینا خانہ بنا دیتا ہے ﴿۱﴾ اس کے ہر دے کو رُحک بازارِ حلب کہو بجا ہے

وہ خوشہ کہ ہے مینا کر دُخترِ انگور

صد رُحکِ پری خانہ بازارِ حلب ہے!

زرگر یہ سیری چشم پر آب دُشوار است

خیالِ دامنِ خشک از سحاب دُشوار است

روئے سے چشم پر آب میر نہیں ہوتی ❀ اپنی سے بھری گھٹا خشک ہو یہ دُشوار ہے

چشم پر آب نہ ہو سیر کبھی رونے سے

خشک ہو دامنِ آبر، بات یہ ممکن ہی نہیں

❀ ❀ ❀

حذر! زراہِ محبت کہ پُر خطر ناک است

تو مُہتِ خارِ ضعیف و مُعلہ بے پاک است

راہِ محبت ہمہ خطر ناک ہے، اچھ ڈاکر ❀ تو مُہتِ خارِ دُش ہے، مُعلہِ عشق بے پاک

حذر! کہ راہِ محبت ہے پُر خطر بے حد

تو خارِ خشک کی مانند، مُعلہ سرکش ہے!

❀ ❀ ❀

بے عشقِ مُحال است بودِ رونقِ ہستی

بے جلوہ خورشید، جہاں نامہ سیاہت

مُحال ہے کہ زندگی بے عشق یا رونق ہو ❀ جلوہ خورشید نہ ہو تو دنیا تاریک ہو جائے

زندگی بے عشق یا رونق ہو، ناممکن ہے یہ

یہ جہاں روشن ہو بے خورشید، ہو سکتا نہیں!

بیدل آں شعلہ کزد بزمِ چراغاں گرم است

یک حقیقت ہزار آئینہ تاباں شہدہ است

بیدل! شعلہ کہ با عجب جوشی چراغاں ہے ﴿﴾ ایک حقیقت جس نے ہزار آئینوں کو محفل کیا

بیدل اک شعلے سے بے بزمِ چراغاں کی نمود

اک حقیقت ہے کہ بے روشن گر صد آئینہ!



ہر حرف کہ آید لہم، نام تو باشد

از نسخہ ہستی، سبق یاد من نیست

مرے لب پہ ہر حرف جہان نام بن جاتا ہے ﴿﴾ کہ نسخہ دنیا میں بھی خط ناقابلِ فراموش ہے

بن جاتا ہے ہر حرف مرے لب پہ جہان نام

اس نسخہ ہستی کا سبق یاد بھی ہے



بیدل! آں بھنہ کہ طوفانِ قیامت دازد

غیر دل نیست ہمیں خانہ خراب است ایں جا



وہ بھنہ کہ طوفانِ قیامت کا امیں ہے

بیدل! دل مضطر کے سوا کوئی نہیں ہے

صد سنگ خُدا آئینہ و صد قطرہ گہر، بست
افسوس ہاں خانہ خراب است دلِ ما



قطرہ آب اور سنگ، گوہر و آئینہ بنے
حیف! مگر وہی رہا حالِ دلِ خراب کا!



بگذر ز ہناتِ ناشوی دُھمنِ احباب
اولِ سبقِ حاصلِ زر، ترکِ سلام است

دولت کو کھرا کہ دُھمنِ احباب نہ ہو جائے ❦ تو مگر ہوا دوستوں سے لاتعلقی کر دیتا ہے

امیری سے گزر، گر اکتبِ احباب رکھتا ہے
سبقِ پہلا کتابِ زر کا ہے ترکِ روا داری



بے جوہرے از ہرزہ درایتِ زباں را
تیغی کہ بونگارِ فرو رفتِ نیام است

ہرزہ کو زبان جویر تاغیر سے محروم رہتی ❦ زنگ آلود تلواریں نیام سے زیادہ نہیں!

زبانِ ہرزہ سرا میں اثر نہیں رہتا
کہ تیغ میں نہ ہو پُرش، تو کہہ نیام اُسے

بر لب اظہار بیدل! مہر خاموشی است لیک
 سینہ ماچوں ٹم مے، گرم جوش یارب! است
 بیدل! میرے لب پر خاموشی لگی ہے مگر ^{مثلاً} ٹم مے سینے میں تھاں یارب جوشاں ہے
 مہر خاموشی ہے بیدل! گولپ اظہار پر
 دل میں لیکن شورش یارب! چاہے روز و شب!



نقد گردوں نیست غیر آرز اہتبارات خیال
 چوں کباب ایں کاسہ وہم، آرزو اہالیدن است
 جب آماں صرف مفروضات سے مڑے ^{مثلاً} کباب یہ پیالہ وہم، ہوا سے قائم ہے
 بھرا ہے صرف مفروضات سے یہ کیسہ گردوں
 پیالہ وہم کا مثل کباب بے حقیقت ہے



برگ و سازم جو ہجوم گر یہ بے تاب نیست
 خانہ چشمے کہ من و ازم کم آرز گرداب نیست
 میرے پاس ہجوم، مگر یہ ہے ہوا کچھ نہیں ^{مثلاً} میں جو آنکھ رکھتا ہوں، بھنور سے کم نہیں
 جو ہجوم گر یہ بیتاب کچھ رکھتا نہیں
 آنکھ میری در حقیقت اک بھنور سے کم نہیں

زاجھلا ط سخت رویاں، کینہ جولاں می کھد
 سنگ و آہن تا بہم ناید شمر ر بیتاب نیست
 سخت مزاجوں کے سینے سے کینہ را دیا تا ہے ❁ ❁ ❁
 خمر اور لوہا نہ گھرائیں تو چنگاری نہ اٹھے
 اچھلا ط بد مزاجاں سے فروغ کینہ ہے
 ہوں نہ باہم سنگ و آہن، تو شمر ر پیدا نہ ہوا!



از ہوا، بر پاست بیدل! خانہ وہم کباب
 در لباس ہستی ما، جو نفس یک تار نیست
 بیدل! خانہ نجاہ کی بنیاد ہوا پر قائم ہے ❁ لباس زندگی میں صرف سانس کا اک تار ہے
 بیدل! مکاں کباب کا قائم ہوا پہ ہے
 اک رخصت نفس سے بجا ہے لباس زیست!



یاس تمہید است، ایں اُمید ہا، ہشیار باش
 ہر قدر عرض اُمل باہش، فرصت ہاکم است
 اُمیدوں کا انجام اکثر یاس ہوتا ہے ❁ وقت اتنا نہیں ہے، جتنی تمنا میں ہیں!
 یہ اُمیدیں یاس کی تمہید ہیں قحط رہ
 نہیں تمنا کیں زیادہ اور ہے محدود وقت

اے عدم پر تو زدہ! لافِ مستیت جاے حیاست
 بے نشانے را، نشانِ فہید کی، تیر خطاست
 اے سراپا عدم! تو دھوی ہستی سے شرم کر ﴿۱﴾ ذاتِ نشان و وجودِ حقیقی کا ادراک ممکن نہیں

اے عدم پر تو زدہ! اپنی ذات پر نازاں نہ ہو
 ماورائے فہم انساں ہے بلکہ ذاتِ بے نشان!

طبعِ آزاد از خراشِ جسمِ دازد انبساط
 زخمہ تا بر تار می آید صدا بالیدہ است
 نذر! پستانوں سے شاد ہوتے ہیں ﴿۲﴾ در پہ، شربِ گنتی ہے تو نغمہ لگتا ہے
 طبعِ آزاد امتحاں سے اور بھی مسرور ہو
 چوٹ سے مضراب کی نغمہ صدا پیدا کرے!

اشکِ یک لحظہ بھوگاں بار است
 فرصتِ عمر ہمیں مقدار است
 ایک لمبا بحرِ لکوں پہ بوجھ بنے ہیں ﴿۳﴾ زندگی بھی اتنی دیر کی مہمان ہوتی ہے
 جیسے اک لحظہ بھوگاں پہ آنسو رہیں
 فرصتِ عمر اس سے زیادہ نہیں!

ہم چو آئینہ اگر صاف شوی
ہمہ جا ، انجمن دیدار است
دل کو مثل آئینہ رکھ تو نظر آئے گا *** کہ ہر جگہ انجمن دیدار ہی ہے
مثل آئینہ ، رہو گر روشن
ہر جگہ دید کے امکان بہت

رلاعت جاوید فقر ، از جاہ نتواں یافتن
خاک ساحل قیمت خود گر شناسد گوہر است
فقر کی رلاعت جاوید ، جاہ سے حاصل نہ ہو *** ریکہ ساحل اپنی قیمت پہچانے تو کہہ بے
بے نیاز کی رلاعت جاوید کی بکلیاد ہے
ریک ساحل اپنے جوہر میں نہیں گوہر سے کم

در نیام ہر نفس ، تیغ دودم خوابیدہ است
چوں سحر در قطع ہستی ، خنجرے در کار نیست
ہر سانس کی نیام میں تیغ دودم خوابیدہ ہے *** جیسے عر کو سچی شب قطع کرنے کو خنجر درکار نہیں
گویا ہر اک سانس میں تیغ دودم پوشیدہ ہے
جوں سحر ، قطع نفس کو حاجت خنجر نہیں

جنسِ ما، با ایں کسادے، قیمتی فہمیدہ است
 ویں کبابِ پوچِ خود را با گہرِ سنجیدہ است
 مہری جنسِ باوجود کساد کے، قیمتی لگتی جاتی ہے ﴿﴾ یہ کبابِ پوچِ خود کو موتی کے برابر سمجھتا ہے
 میں اس مندی کے عالم میں بھی جنسِ قیمتی ٹھہرا
 کبابِ پوچِ خود کو گوہرِ نادر سمجھتا ہے
 ❀ ❀ ❀

اُوجِ دولتِ سفلہ طبعاً را، دو، روزے بیش نیست
 خاک اگر امروز بر چرخ است، فردا زیرِ پا ست!
 کم ظرفوں کا اقتدار کچھ دن ہی رہتا ہے ﴿﴾ خاک آج آسمان ہے، کل پاؤں تلے ہوگی
 اقتدارِ سفلہ طبعاً، دائمی ہوتا نہیں
 آسماں پر خاک ہے جو، زیرِ پا آجائے گی!
 ❀ ❀ ❀

دیدہ، درِ ادراکِ آغوشِ خیالت عاجز است
 ذرہ غمے یابد کنارِ بحر و ژرفِ آفتاب
 ❀
 آنکھ ہے عاجز تری پہنائی کے ادراک سے
 ذرہ پا سکتا نہیں، عمق و کنارِ آفتاب!

اجتہازِ جُو و گُل ، درِ عالمِ تحقیق نیست
بچ نتواں کرد از خورشیدِ تاباں اِحتجاب

❦

عالمِ تحقیق میں تفریقِ جُو و گُل نہیں
جس طرح خورشیدِ تاباں بے سراپا اِحتجاب !

❦ ❦ ❦

نکسِ بکھوساں ، بردِ دلِ روشن تیغِ است
شمعِ آفرِ وختہ را ، جنشِ دامنِ تیغِ است

بکھوس کا سانس ، دلِ روشن پر کاٹنے کرتا ہے ❦ شمعِ روشن کو دامن کی بنوا ، جامِ موت ہے

بُکھوس کا سانس ہے ، روشنِ دلوں کو مثلِ تیغِ
جنشِ دامن ہے جیسے شمعِ کو پیغامِ مرگ !

❦ ❦ ❦

کجا رویم کہ سرِ منزِ لے ہدستِ آریم
چو خطِ دایرہ ، انجامِ ما ، ہم آغازِ است

کہاں جاؤں کہ منزل کا نشان ہاتھ آئے ❦ دائرے کی طرح ہر اِنتہا ، آگاہی ہے

تلاشِ منزلِ مقصود میں کہاں جاؤں ؟
”نہ بعدِ اکی خبر ہے ، نہ اِنتہا معلوم !“

عَلّٰی جانی

نسیم گلِ خموشی ، ترانہ پر داز است
 کہ موجِ رنگِ گلِ ایں چمن ، رگِ ساز است
 نسیم گلِ خموشی سے ترانہ تخلیق کری ہے ﴿موجِ رنگِ چمن اُس کے ساز کا تار و نغمہ ہے﴾
 نسیم گل کی خموشی ہی ، نغمہ پرور ہے
 کہ موجِ رنگِ چمن ، تارِ ساز و نغمہ ہے !



حُسنِ خلقِ خواہاں دل شکار آند
 کمانِ شاخِ گل ، نکلت خدِ جگ است
 حسین اپنے حُسنِ مخلوق سے دل اسیر کرتے ہیں ﴿جیسے شاخِ گل کی کمان کا تیر، خوشبو سے گل ہے﴾
 حُسنِ خلق سے خواہاں ، دل شکار کرتے ہیں
 شاخِ گل کے ترکش کا، تیرِ نکبتِ گل ہے !



چوں شیشہٴ ساعت ، بفسوں خانہٴ گرووں
 زیرِ قدمِ آں خاکِ نیا ہے کہ بسر است
 ریت گھڑی کی طرح ڈنکا کے ہاؤ ڈنکے میں ﴿وہ خاک نہیں ہے، جو زیرِ قدم ہو اور سر پہ نہ آئے﴾
 ہاں ! شیشہٴ ساعت کی طرح دیکھنا اک دن
 آئے گی یہی سر پہ، جو ہے زیرِ قدمِ خاک !

معیارِ بردِ مندیِ ایں باغِ گرِ قیم
سرِ ہائِ سرِ دارِ رسیدہ است، ثمرِ نیست
اس باغ کے پھلنے کا انداز نہیں بھیج دیا ہوں ❀ اس میں شاخوں پر ثمر نہیں، سرِ پھلے نہیں
یہ باغ اس طرح مچھلتا ہے، جہاں تک میں نے سمجھا ہے
یہ سر جو دار پہ لٹکے نہیں، ان کو ہی ثمرِ جانو!



غافلِ مٹھو اے بے خبر، ازِ شورشِ ایں بحر
آمدِ خُلدِ امواجِ نفس، مرگِ پیامِ است
اے بے خبر، بحرِ زندگی کی شورش سے غافل نہ رہ ❀ سانپوں کا تمواج ہی، پیامِ مرگ ہے
شورشِ دریا سے ہستی سے کبھی غافل نہ ہو
یعنی، امواجِ نفس ہی موت کا پیغام ہیں!



اجتہادِ ما، سماجتِ پیچھے اظہارِ نیست
آنچہ مانگم کردہ ایم ازِ عرضِ مطلب، مطلبِ است
میری غرور سے، اظہارِ حق ہی پسند نہیں کرتی ❀ نہیں اپنی طلبِ ظاہر نہ کر سکوں، یہی چاہتوں
اپنی محتاجی کا چہ چا، میری غیرت کے خلاف
اے خوشا! اس باب میں میری زباں خاموش ہے!

پہر حسرت پروانہ نالہ ام دارد
 ز شوق تیر من، آغوش ایں کماں خالیست
 آہاں کو حسرت ہے کہ میرا نالہ پروانہ کج ۞ میرے شوق تیر میں ہماں کی آغوش خالی ہے
 آہاں حسرت یہ رکھتا ہے کہ میں نالہ کروں
 میرے شوق تیر میں، خالی ہے کب سے یہ کماں!

گوبر اُمید ما قعر توکل کرد ساز
 کشتی بدیر در موج رضا افتادہ است
 گوبر اُمید نے توکل کی گہرائی اپنی رکی ۞ میری کشتی تہذیب خدا کے حوالے ہے
 گوبر اُمید ہے قعر توکل میں مقیم
 کشتی تہذیب اب تیری رضا پر منحصر

در قید جسم، ساز سلامت چہ ممکن است
 ایں خاک سخت محنت آب بقائے ماست
 جسم کی قید میں ہیو رہا ممکن نہیں ۞ یہ خاک آب کی بہت جاسی ہے
 گر قید جسم ہو تو خیال بقا محال
 ایں خاک کو فنا ہی بقا کا مقام ہے

جانِ پاک از قید تن، بیدلِ بند امت می کشد
گنج را، بجو خاک بر سر کردن ویرانه نیست

بیدل! بندِ طاهر کو قیدِ جسم سے دھت ہوئی ہے ﴿﴾ خزانہ دہرائے دل میں خود کو محفوظ سمجھتا ہے

قید تن سے روح طاہر کرتی ہے بیدل! نفور
اس خزانے لیے ہے خاک ویرانہ ہی خوب!

ہمد حاجتِ ما پر وہ بر اندازِ عنایت
سائلِ ہمہ جا، آئینہٴ رانہ کریم است

میری ضرورتِ میری سعادت کو نما پاں کرتی ہے ﴿﴾ سائل ہر جگہ رانہ کریم کا آئینہ ہے

میری غرض نے تیرے کرم کو کیا ہے فاش
آئینہٴ کریم ہے سائل بہ ہر مقام

بیدل! ز جگر سوختگی چارہ اندازم
باداغِ مرالالہ صفت، عہدِ قدیم است

بیدل! جگر کی دہش کا کوئی علاج نہیں ﴿﴾ داغ سے لالہ کی طرح میرا اندہ ہم تعلق ہے

نہیں ممکن علاجِ سوزشِ زخمِ جگر بیدل!
گلِ لالہ سے میرے داغِ کارِ شستہ پرانا ہے

مائیم و پاسہانی خلوت سرے چشم

پروں رواے نگاہ کہ اس خوابگاہ اوست

میں خلوت سرے چشم کی نگہداری میں کوئوں ۞ اے ثاقب بھی باہر جا کہ یہ خوابگاہ محبوب ہے

میں اور پاسہانی خلوت سرے چشم

باہر جا اے نگاہ! یہ ہے اُس کی خوابگاہ!



غیر مستی ہر چہ دارو، اس چمن دروہراست

خواب راحت جو ہر سایہ ہائے تاک نیست

اس چمن میں مستی کے ہوا سب دروہرے ۞ ہر شکون، غیر صرف سایہ تاک میں آتی ہے

اس چمن میں ایک مستی کے ہوا، سب دروہرے

خواب راحت بس یہاں انگور کے سارے میں ہے



اوج دولت رنخلہ طبعوں را، دو، روزے بیش نیست

خاک اگر امروز بر چرخ است، فردا زیر پاست!



اقتدار رنخلہ طبعوں، دائمی ہوتا نہیں

آسمان پر خاک ہے جو، زیر پا آ جائے گی!

از ہوا، بر پاست بیدل! خانہ وہم کباب
در لباس ہستی ما، جو نفس یک تار نیست



بیدل! مکاں کباب کا قائم ہوا پہ بے
اک رشتہ نفس سے بنا ہے لباس زیست!



بر عیب خلق ، خوردہ نگیرند محرمان
اے بے خبر من و تو خدا نیست بند است

لوگوں کے عیب پر محرمان راز کو چھپی نہیں کرتے ❦ اے بے خبر! میں اور تو خدا نہیں، بند نہیں

لوگوں کے عیب فاش نہیں کرتے راز دار
اے بے خبر! میں عبد خدا تو نہیں ہیں ہم



فنا مثل و آئینہ بقا اینجا است

کجا روم ز در و دل کہ مدعا اینجا است

فنا کی مثل میں اور یہ جاے دوام ہے ❦ در و دل سے کہاں جاؤں یہاں قیام میر مدعا ہے

فنا مثال ہوں ، آئینہ بقا ہے یہاں

کہاں میں جاؤں در و دل سے مدعا ہے یہاں

در بحر احتیاج کہ موجش طہیدن است
 آسائشے کہ داشت، لب بے سوال داشت
 بحر احتیاج کی موج بے قرار ہے ﴿﴾ آرام سے صرف لب بے سوال ہے
 بے بحر احتیاج میں موجوں کو اضطراب
 راحت نصیب، صرف لب بے سوال ہے

﴿﴾ ﴿﴾ ﴿﴾

غافل ز شکستِ دل عاشق نتواں بود
 معموری امکاں بہ ہمیں خانہ خراب است
 عاشق کے نوئے نوئے دل سے ہے ہوا نہ رہو ﴿﴾ یہ دیکھا اسی خانہ خراب سے آباد ہے
 رکھنا خیال عاشقِ دل غم نصیب کا
 معمور ہے جہاں اسی خانہ خراب سے

﴿﴾ ﴿﴾ ﴿﴾

فیضِ معنی در خورِ تعلیمِ ہر بے مغز نیست
 نشہ را، چوں بادہ، نتواں در دلِ پیانہ ریخت
 پہلے معنی ہر بے مغز کو کہ کن تعلیم نہیں گروا سنے ﴿﴾ ساغر میں نے اتنی بے نقد لب ساغر میں نہیں اڑتا
 بابِ عقل و معرفت کھلتے نہیں بے مغز پر
 مے لکھی ہے بختِ پیانے میں سرشاری نہیں

زہد تُو ہم، برآفر و ز صمغ غرور طاعت

رحمت دریں شبستان، پروانہ گناہست

زہد تُو بھی اپنی صمغ غرور طاعت جلائے رکھ ۞ اِس شبستان میں رحمت پروانہ صمغ گناہ ہے

زہد جلا تُو اپنی صمغ غرور طاعت

بے عاصیوں پہ عاشق، پروانہ وار رحمت!



مُطر بے در بزمِ مَعاں، گر نہ اُھد گو مباحث

تُو نوازِ مجلسِ نئے، گردِ نِ مینا بس است

گر بزمِ مَعاں میں مُطر پہ چسپ ہے تو کیا ہوا ۞ مُطر بے میں نے نوازی کو گردِ نِ مینا کافی ہے

بزمِ نئے نوشی میں گر مُطرِ ب نہیں ہے تو نہ ہو

تُو نوازِ مَحلِ نئے، قُتلِ مینا تو ہے



باعثِ قتلِ مَن آزلالہ رُخاں تچِ مہرِ س

اِس قدر بس کہ بگوئے گنہ گارے ہست

برے قتل کا سبب لالہ رُخوں سے نہ پوچھ ۞ اُن کا اٹا کہہ ہی کافی ہے کہ یہ گنہ گارے

پوچھ مت لالہ رُخوں سے سببِ قتلِ مرا

اتنا کافی ہے کہ وہ کہہ دیں کہ گنہ گارے یہ!

بیدل! مباحثِ غزوة سامانِ اعتبار!

ہرچند، رنگِ بال ندارد، پرندہ است!

بیدل! آثارِ ثبات، غر نہ کر، رنگ، پر نہ رکھتے ہوئے بھی اڑتا ہے

سامانِ اعتبار پہ بیدل! نہ کر غرور

اڑتا ہے رنگِ گرچہ نہیں رکھتا بال و پر!



پادشاهی در طلسمِ سیرِ چشمی بستہ اند

کاسہ چشمِ گدا، گر پُر شود جامِ جم است!

تو محرمی دراصل سیرِ چشمی میں تھیں ہے، پادشاہی چشمِ فقیر اگر پُر ہو تو جامِ جم کھائے

بادشاہی ہے قسوں سیرِ چشمی میں نہاں

کاسہ چشمِ گدا، پُر ہو تو زھکِ جامِ جم!



از حیا با حجبِ طبعان، بر نیاید هیچ کس

آبِ در ہر جا کہ دیدم، زیرِ دستِ روغن است

حیا و راجحہ زبان سے نہیں جیت سکتا، دیکھا، کیا ہے کہ چکنائی بیسہ پانی کے اوپر ہی رہتی ہے

مقابلِ چربِ طبعوں کے، حیا نا کام رہتی ہے

کہ سطحِ آب پر، روغن کو بالا دست ہی دیکھا!

آہڑو خواہی ، مقیم آستانِ خویش باش

آتشک را، آزدیدہ پایہ زوہاؤن خواری است

آہڑو چاہتا ہے تو، اپنی دلچسپ محذوڑہ کہ آتسو آکھ سے باہر پاؤں رکھ کے خوار ہونا ہے

بے اسی میں آہڑو ، گھر سے قدم باہر نہ رکھ!

آکھ سے جو آتشک نکلے خاک میں مل جائے بے



داغ زیر پاؤ آتش بر سر و ذردیدہ آتشک

شمع را، ذرا بکھن بودن، چہ جائے بکھرمیست

پاؤں کو آگے سر کو اٹھا اور آنکھوں کو آنسو سے لے دھونے کے لیے مٹل میں رہنا، سزے کا انتقام نہیں

داغ نہیں پاؤں میں، سر پر آگ اور آنکھوں میں آتشک

شمع کو اس بزم میں کوئی خوشی حاصل نہیں



عارف بخداے رسد از گردش چشمے
 در نیم نفس ، بحر ہم آغوش کباب است
 خدا شایک چھپے ہی خدا تک پہنچ جاتے ❀ سانس پتے ہی کباب دیا سے ہم آغوش ہوتا ہے
 جھپکتے ہی پلک ، پہنچے خدا تک بے خطر عارف
 کہ اک ہی سانس میں ، پہنچے کباب آغوشِ دریا میں

❀❀❀

دل پیاد پر تو حسنت ، سراپا آتش است
 از حضور آفتاب آئینہ ما ، آتش است
 دل ترے صن کی یاد سے آتش بھلا ہے ❀ آئینہ سورج کے سامنے سراپا آگ ہو جاتا ہے
 دل پیاد پر تو جلوہ! مجسم آگ ہے
 سامنے سورج کے آئینہ! مجسم آگ ہے

❀❀❀

موج و کف مشکل کہ گرد ، محرم قعرِ مخیط
 عالمے بے تابِ تحقیق است و اسعد ادنیست
 جہاں دور رہی ، بندگی کمرائی نہیں بھتیں ❀ دنیا کو خواہش تحقیق ہے مگر اسعد ادنیست
 موج و کف ، اسرارِ دریا کو سمجھ سکتے نہیں
 خواہشِ تحقیق ، اسعد اد سے مشروط ہے

بیدل آں خُطلہ کز د بزمِ چراغاں گرم است
یک حقیقت بہزار آیینہ تاباں کُندہ است



بیدل اک خُطلے سے ہے بزمِ چراغاں کی نمود
اک حقیقت ہے کہ ہے روشن گر صد آئینہ!



بہر زہ بال میفشاں دَریں چمن بیدل!
کہ ہر طرف نگرے، جُوقفسِ دیوانہ نیست



کوششِ پرواز بیدل! اس چمن میں بے ثمر
بابِ یس سب ہی مُقتفلِ بابِ زنداں کے سوا



مندرجہ ذیل شعر کا ترجمہ قطعہ میں کیا گیا ہے
 عشق گاہے ، قدر دان درو پیدا می کند
 بیستوں گرتا آہ نالد و گر فرہاد نیست
 عشق کم ہی درو کا قدر دان پیدا کرتا ہے ❀ بیستوں گرتا آہ فریاد کرے دوسرا فرہاد ہوگا

قطعہ

جس کے دم سے عزت درو بخوں پائے فروغ
 اب وہ آدم زاد ! پیدا ہو یہ ممکن ہی نہیں !
 بیستوں ! چاہے قیامت تک رہے نالہ کناں
 دوسرا فرہاد ! پیدا ہو یہ ممکن ہی نہیں !

❀❀❀

گرفتہ است حوادث ، جہانِ امکاں را
 ز عافیت ، چہ زمین و چہ آسماں خالیست
 یہ جہانِ امکاں حوادث کی زد میں ہے ❀ زمین ہو یا آسمان ، سکون کبھی نہیں ہے
 گرفت میں ہے حوادث کی عالمِ امکاں
 بے عافیت سے ، زمین اور آسماں خالی

اہلِ معنی از حوادثِ مستِ خوابِ راحت اُمید
شورِ موجِ بحر، نزدیکِ صَدَفِ افسانہ است
اہلِ معنیِ حوادث کے بارِ جودِ خلقی نیند سوتے ہیں ﴿﴾ شورِ موجِ بحرِ صَدَف پر اثر انداز نہیں ہوتا

اہلِ معنی پر نہیں ہوتا حوادثِ کائنات
شورِ موجِ بحر، نزدیکِ صَدَفِ افسانہ ہے
شاخِ از گلشنِ جدا، مصرُوفِ گلشنِ می شود
زندگی با دوستانِ عیش است، تنہا آتش است
گلشن سے جدا شاخِ نذرِ آتش ہوتی ہے ﴿﴾ دوستوں کے ساتھ زندگی پر لطف و رونمائی

شاخِ گلشن سے چھڑ کے نذرِ آتش ہو گئی
زندگی احباب میں پر لطف، تنہا آگ ہے
شاخِ گلشن سے چھڑ کے نذرِ آتش ہو گئی

بچ گس چوں من دریں حرماں مرا، ناشاد نیست
عمر در دام و قفسِ ضائعِ ہمد و صیاد نیست!
کوئی میری طرح اس دنیا میں ناشاد نہیں ہے ﴿﴾ زندگی قید میں کئی اور دنیا نظر نہیں آئی
کوئی بھی مقنوم دُنیا میں نہیں میری طرح
عمر و بخرے میں کئی، دیکھا نہیں صیاد کو

بہرہ از کسب معارف، گئے رسد بے مغز را

سر خوشی از نغمہٴ مے، قسمتِ پیا نہ نیست

بے مغز ہر قسم کا ادب نہیں کر سکتا ﴿﴾ مگر کو، شراب سے سر خوش نہیں ہوتی

علم سے بے مغز کو، ہر گونہ پہنچے فائدہ

مے سے لطفِ ندوز ہونا جام کی قسمت نہیں

﴿﴾ ﴿﴾ ﴿﴾

نہ نقشِ چیں، نہ دُسنِ فرنگِ آفریدن است

بہر ادبی گو دست ز دُنیا کشیدن است

حسنِ سخن و رنگِ قابلِ صورتِ گری نہیں ہے ﴿﴾ میری بہر ادبی تو یہ ہے کہ دُنیا سے اپنا ہاتھ کھینچ

قابلِ صورتِ گری حُسنِ فرنگ و چیں نہیں

ہے کمالِ فنِ یہی، دُنیا سے اپنا ہاتھ کھینچ!

﴿﴾ ﴿﴾ ﴿﴾

جو کاہشِ جاں نیست، ز ہم صحبتِ سرکش

گر یاں دِ و آں موم کہ با حُعلہ ندیم است

سرکش کی صحبت سے رنج ہی ملتا ہے ﴿﴾ حُعلے کی مسافتی میں موم رونے پر مجبور ہوتا ہے

نہیں ملتا ہوا سے رنج، سرکش کی رفاقت سے

ندیمِ حُعلہ ہو کر، موم کو رونا ہی پڑتا ہے

نشوی منکر سامانِ بھونم بیدآ!

کہ اگر بچ نڈازم، دل ویرانے ہست!

بیدآ مرے سامانِ بھون کا منکر نہ ہو ❀ میں بے سامان کی، لیکن دل ویران دکھائوں

نہ کرا نکار بیدآ! تو مرے سامانِ وحشت کا

اگر کچھ بھی نہیں، میرا دل ویران کیا کم ہے



چشمِ واکن، حُسنِ نیرنگِ قدم بے پردہ است

گوشِ شو، آہنگِ قانونِ عدم بے پردہ است

آنکھ کھول، بطیمِ حُسنِ قدم مشور نہیں ❀ سراپا گوش بن کے آواز سازِ عدم سن

حُسنِ نیرنگِ قدم، جلوہ نما ہے دیکھ تو

غور سے سُن، نغمہ سازِ عدم بے پردہ ہے!



آزمندار اے فلک، غافلِ نباید زیستن

زخمِ اس شمشیر، ناپید او ختم بے پردہ است

آسمان کی ظاہری ایکساری کے قریب میں نہ آؤ ❀ اس شمشیر کا زخم پوشیدہ، اور ختم ظاہر ہے

مہرِ بافیِ فلک سے، ٹوک بھی غافل نہ ہو

زخمِ اس شمشیر کا بھی ہے، ختم بے پردہ ہے

غفلتِ عالمِ فزود از سرگوشیتِ رفیقاں
 ہرگیا افسانہ بائد ، ہچ گس بیدار نیست !
 سرگوشیتِ رفیقاں ، غفلتِ نہ جاتی ہے ﴿ اللہ اللہ خدائی میں ، کوئی بیدار نہیں ہوتا !
 سرگوشیتِ رفیقاں ، دیتی ہے غفلت کو فروغ
 نیند طاری کرتے ہیں افسانے ، بیداری نہیں



دردِ معشوقاں ، بے عاشقِ بیشترِ دازد اثر
 شمع تا اٹکے بیفشاند ، پیر پروانہ ریخت !
 معشوق کے درد کا اثر ، پہلے عاشق پہ ہوتا ہے ﴿ شمع کے آنسو بہنے سے پہلے پروانہ جل جاتا ہے
 عشق پر ہوتا ہے فوراً احسن کے غم کا اثر
 شمع کے رونے سے پہلے خاک پروانہ ہوا !



سینہ چاکاں می کند از یکدگر سب نشاط
 از نسیم صبح ، شمع خانہ گلِ روشن است
 سینہ چاک ہم شریوں سے خوش ہوتے ہیں ﴿ شمع کا شاد گل با نسیم سے روشن ہوتا ہے
 سینہ چاک اک دوسرے سے کرتے ہیں کسبِ نشاط
 بے نسیم صبح سے روشن ، چراغِ بزمِ گل !

آستانِ عشق، جولاں گاؤ ہر بے باک نیست
 چچ گس، غیر از جہیں آں جا قدم بر خاک نیست
 آستانِ عشق پر غم خانہ نہیں آتا چاہیے ❀ اس جگہ قدم نہیں، بیٹائی خاک پر رکھتے ہیں
 جنابِ عشق میں اہلِ ادب کی قدر ہوتی ہے
 قدم رکھتے نہیں یاں، خاک پر پیشانی رکھتے ہیں!



چوں سایہ باش یک قلم، آئینہ نیاز
 آں را کہ سجدہ نمود بدن نیست، بندہ نیست!



مانند سایہ سر بسر ہو جا نیاز مند
 گر سجدہ ہو نہ نمود بدن، بندگی نہیں!



عمریت، سراغِ دلِ گم گشتہ مدارم
 یارب! یکجا این ورق از دفتر من ریخت



اک عمر سے، تلاشِ دلِ گم خدہ میں ہوں
 یارب! کتابِ زیست کا صفحہ کہاں گیا؟

بے محبت زندگانی نیست جزو تنگِ عدم

خاک کن بر فرقِ آں سازے کہ بے آہنگِ اوست

محبت کے بغیر، زندگی تنگِ عدم ہے ❀ خاک پڑے اُس ساز پر جس میں نغمہ محبت نہیں

گر نہیں لحنِ محبت، زیست بے تنگِ وجود

خاک ڈال اُس ساز پر، جو بے صدا ہے عشق بے



مُعتَبِ خاکِ من ہر اُپ فرشِ تسلیم است و بس!

سجدہ مارا، جینے و سرے در کار نیست!

میری مُعتَبِ خاک، سراپاِ تسلیم و اطاعت ہے ❀ میرا سجدہ، جین و سر کا محتاج نہیں

میری مُعتَبِ خاک، سر تا پا سرِ تسلیم ہے

میرا سجدہ، رہیں پیشانی و سر ہر گونہیں!



عرضِ حالِ بے دلاں را، گفتگو در کار نیست

گر دیشِ چشمِ تحیر، ہم آوازے مُدِ عاست

ماشوقِ جانِ حال میں گفتگو کے محتاج نہیں ❀ اُن کا چشمِ تحیر سے دکھائی اٹھارہ عدا ہے

عرضِ حالِ عاشقاں ہے گفتگو سے بے نیاز

گر دیشِ چشمِ تحیر، بے بیانِ مُدِ عا!

تشویشِ اہلکارِ قیامت ، قیامت است

مارا دماغِ ایں ہمہ ابرامِ ناز نیست

اچھا رہ قیامت کا عذاب ، قیامت سے کم نہیں ﴿﴾ میں تمہارے باز کہاں تک سیوں؟

تکلیفِ انتظارِ قیامت ، عذاب ہے

مجھ کو نہیں دماغ ، اٹھاؤں تمہارے ناز!



محوِ زمخیرِ نفسِ بودن ، دلیلِ ہوش نیست

ہر کہ می بینی ، بھیدِ زندگی دیوانہ است

سانسوں کی زنجیر سے جکڑا ہوا ، ہو محمدی نہیں ﴿﴾ زندگی کی قید میں ہونا میری نظر میں دیوانہ ہے

محوِ زمخیرِ نفسِ ہونا ، نہیں فرزاگی

جو بھیدِ زندگی ہے ، اصل میں دیوانہ ہے



اہلِ دنیا عاشقِ جاہند ، از بے دانش

آتشِ سوزاں بچشمِ کودکِ ناداں زراست!

دنیا جاہ پر کم فہمی کے سبب سے عاشق ہے ﴿﴾ نادان بچہ ، اگھرے کو سونا سمجھتا ہے

خواہشِ جاہ و چشمِ بے اصل میں بے دانش

طفلِ ناداں کی نظر میں ، آتشِ سوزاں ہے زر

بکھل بہ نالہ، حرف چمن را مُفتر است

یارب! زبانِ نکبتِ گل ترجمان کیست؟

بکھل اپنی فرادے اگر حرف چمن کی مُفتر ہے ﴿ یارب ایکس گل کی زبان کس کی ترجمان ہے

اگر حرف چمن کا نالہ بکھل مُفتر ہے

الہی! ہے زبانِ نکبتِ گل ترجمان کس کی؟



علاجِ زخمِ دل از گریہ، گئے ممکن و بیدل!

بہمنم بخیہ نتواں کرد، چاکِ دامنِ گل را

بیدل! زخمِ دل کا علاج رونے سے نہیں ہوتا ﴿ جس طرح چاکِ دامنِ گلِ جنم سے نہیں رہتا

علاجِ زخمِ دل رونے سے بیدل غیر ممکن ہے

زفو، ہمَنم سے چاکِ دامنِ گل ہو نہیں سکتا



نسیم زلفِ ٹو، صُحے گوشت از گلشن

ہکوز سلسلہ موجِ گل، جُوں خیز است

تیری زلف کی خوشبو، صُحے گلشن سے گوری تھی ﴿ لیکن اب تک زچر موجِ گل جوں اٹھیز ہے

نسیم زلفِ تیری، صُحدم گلشن سے گوری تھی

مگر زچر موجِ گل جوں آٹار ہے اب تک

ذَرَّہٗ نِیْسَتْ کَہِ خُورِشِیدِ نُمائی کَلَمَکَد
 گِردِ رَہْمَتِ چَہِ قَدَرِ آہِیَہِ اَنَدِوختِہِ اَسْت
 ایسا ایک ذرہ بھی نہیں ہو خورشید نما نہ ہو ❀ تیری گمراہ کس قدر آہنیے رکھتی ہے
 کوئی ذرہ جلوۂ خورشید سے خالی نہیں
 آہنیے کتنے نہاں ہیں، تیری گمراہ میں



بَا عَیْ بِاَیْدِ کُفَّتِ بَیْدَلِ! مَاجِرَے آرْزُو
 آنچہ دل خواہِ مَنَسْت، اَزِ عَالِمِ اِدْرَاکِ نِیْسَتْ
 بیدل تجھ سے دل کس سے کون! کیسے کون! ❀ میرا محبوب، عالمِ ادراک سے نہیں ہے
 ماجرے آرزو، بیدلِ بیاں کیسے کروں
 ماورائے سرحدِ ادراک ہے میرا حسیب!



زُہْدِ وَتَقْوٰی ہِمِ خُوشْتِ، اَمَّا تَکَلُّفِ بِرَطْرِفِ
 دَرِ دِلِ رَاہِ نَدَہِ اَم، دَرِ دِیْمَرِ دَرِ کَارِ نِیْسَتْ
 تکلفِ برطرفِ زہد و تقویٰ سے انکار نہیں مگر ❀ نہیں بہدۂ دزدوں کیوں، دزد سر نہیں چاہتا!
 زہد و تقویٰ خوب ہے لیکن تکلفِ برطرف
 نہیں غلامِ دزدوں کیوں، دزد سر سے کیا غرض

استقامت پس بود، ارباب ہمت را کمال
 ہر تیغ کوہ، بیدل! جوہرے در کار نیست
 ارباب ہمت کا کمال ہمت ہی ہے بیدل ﴿جیسے تیغ کوہ (پہاڑ کی چوٹی) کو آب و کار نہیں!﴾
 استقامت ہی میں ہے، ارباب ہمت کا کمال
 جیسے تیغ کوہ، بیدل بے نیاز آب ہے



دور، دار آرزو نفس اے مظلوم گستاخ دست
 آتش ایں دودنزدیک است خواہد شاند سوخت
 اے دست دراز مظلوم! آج محبوب سے دور رہا ﴿اس دھوئیں کی آگ سے حیرا تو نہ جل جائے﴾
 دور، رہ اس زلف سے مظلوم گستاخ دست
 اس دھوئیں کی آگ ہے نزدیک شاند نہ جائے



صبر کر گن اے شیعہ، بر سنگ جفاے مختب
 گردن ایں دھمین عشرت خدا خواہد شکست
 اے شیعہ نے، سنگ جفاے مختب پر صبر کر ﴿خدا! اس دھمیں عشرت کی گردن توڑے گا﴾
 صبر کر اے مینا، سنگ مختب پر صبر کر
 اس غدوے نے کی گردن توڑے گا اک دن خدا!

بیدل ز دل غبارِ علائق نمی رود
 سر شود چو صندل و ایں درد سر گرفت؟
 بیدل خواہش دنیا کا غبار دل سے نہیں جاتا ﴿﴾ سر صندل کی طرح کبھی نہیں گیا، درد سر نہ گیا
 دل میں بیدل آج بھی گردِ علائق ہے بھری
 پس گیا دل مثل صندل، درد سر باقی رہا
 ﴿﴾ ﴿﴾ ﴿﴾

کجا رویم کہ سر منزله بدست آریم
 چو خطِ دایره، انجامِ ما، ہم آغاز است
 ﴿﴾
 تلاشِ منزلِ مقصود میں کہاں جاؤں؟
 ”نہ اجد کی خبر ہے، نہ انتہا معلوم!“
 قائلِ برائی

﴿﴾ ﴿﴾ ﴿﴾
 آبروِ خواہی، مُقیمِ آستانِ خویش باش
 آشکِ را از دیدہ پایروں نہادنِ خواری است
 ﴿﴾

ہے اسی میں آبرو گھر سے قدم باہر نہ رکھ
 آنکھ سے جو آشک نکلے خاک میں مل جائے ہے

﴿روایت: ۱﴾

خواریست بہر کج منش از راست رواں بحث

بر خاک فتنہ تیر چو گیر و بکماں بحث

راست رو کج مزاج سے بحث کر کے ذلیل ہوتا ہے ﴿یہیے مکان سے بحث کرنے والا تیر خاک چاٹتا ہے﴾

اُلجھ کر کج مزاجوں سے ملے گی ذلت و خواری

کماں سے بحث کر کے تیر خاک آلود ہوتا ہے

﴿﴾

بے مغزی و داری بمن سوختہ جاں بحث

اے پیکہ! مکن ہرزہ، پآتش نفساں بحث!

بے مغزی کے بوجہ ہم سوختہ جانوں سے بحث ﴿اے روئی ہم فعلہ نگہوں سے نہ اُلجھ جمل جائے گی﴾

یہ بے مغزی کا عالم اور شوقِ بحث بھی ہم سے؟

اُری روئی! الجھنا فعلہ جانوں سے نہیں لچھا!

﴿﴾

از عاجزی من جگرِ نھم کباب است

با آب کُند آتشِ سو زندہ چساں بحث

میری عاجزی سے دشمنِ غضبِ ناک ہو جاؤ گے ﴿تین آگ پانی کا مقابلہ نہیں کر سکتی﴾

عاجزی سے میری دشمن کا کلیجہ جل گیا

آگ ممکن ہی نہیں پانی پہ قابو پاسکے!

فسانہ نامتو دارد ، ہیئتِ عالمِ تعریفی
 تو در خورِ فرسخِ کدواری تمام کن داستانِ حادث
 عجیبِ عالمِ قبیلی ، افسانہ نامتو ہے ۞ تو فرصت رکھتا ہے کہ داستانِ جہانِ نو مکمل کر
 حقیقتِ تھمہ تکمیل ہے دُنیاۓ فانی کی
 تجھے فرصت ہے تو تکمیل کر دے اس کہانی کی

۞ ۞ ۞

✽ رُویف: ج ✽

زبے قراری ما، فارغ است خاطر یار

دل گھر چہ خبر دارد از طپیدن موج

میری بے قراری کا یار کے دل پر اثر نہیں ہوتا ✽ جیسے موتی لہروں کے قبضے سے اثر نہیں کرتے

کچھ اثر نہیں ہوتا، میری بے قراری کا، میرے یار کے دل پر

جس طرح دل گوہر، موج کے تلاطم سے، بے نیاز ہوتا ہے

✽ ✽ ✽

نکرد الفج ہوگاں، علاج وحشت آشک

بمُحِثِ خُس کہ تو اند گرفت و امن موج

ٹپکیں اُلت سے نہ سہی کی وحشت کا علاج نہ کر سکیں ✽ مُٹھی بھر مٹھے دامن موج کس طرح بچا سکتے ہیں

آنسوؤں کی وحشت کو، دُور کر نہیں سکتیں، ٹپکیں حقد رچا ہیں

لہر کو سمندر کی، ایک مُٹھی بھر مٹکے، کیسے روک سکتے ہیں

✽ ✽ ✽

گرب از اظہار بندے اُھک ہوگاں می درد

تا کجا باید بُہمتِ ایں نالہ مضمونِ احتیاج

گرب اور آنسو پلکوں کا بند توڑ دیں ✽ بھر ضرورتوں کا آئینہ دار نالہ کب چھپے گا؟

ہونٹ اور آنسو ہلکھ کر دیں گر پلکوں کا بند

کب تلک ظاہر نہ ہوگا، نالہ مضمونِ احتیاج

غبارِ ہلکوا ز روشن دلاں نمی جوہد

در آب چشمہ آئینہ، نیست ہیون موج!

روشن دلوں کے سینے میں، غبارِ شگارت نہیں اٹھتا ❁ آبِ چشمہ آئینہ میں موجوں کا شور نہیں ہوتا!

دلِ روشن دلاں سے، کب غبارِ ہلکوا اٹھتا ہے

کہ آبِ چشمہ آئینہ سے موجیں نہیں اٹھتیں!



● روایت "ج" ●

عقاسرو بر گیم، پُرس از فکرا یچ

عالم همه افسانہ ما دارد و ما یچ

عقاسراج نہیں پُرسا سے کچھ نہ پا چھ ● عالم تمام ہمارا افسانہ ہے اور ہم کچھ نہیں

نہیں عقاصِ صفت، پوچھ نہ کچھ تو فکرا سے

ہے مجھ سے عبارت یہ جہاں ہمیں ہوں مگر یچ

● ● ●

مارا چہ خیال است بہ آں جلوہ رسیدن

اُو ہستی و ما نیستی، اُو جملہ و ما یچ

اُس کی جلوہ گاہ میں پہنچنے کا خیال کمال ہے ● اُس کی ہستی ہی ہستی ہے، وہ سب کچھ نہیں لائے

یہ خیال میرا عجیب ہے، مجھے جلوہ اُس کا نصیب ہو

وہ ہو جوہ اور عدم ہوں میں، وہ ہی وہ ہے اور میں کچھ نہیں!

● ● ●

دیدِ عدمِ ہستی و چیدی الم دہر

با ایں ہمہ عبرت ندمید از تو حیا یچ

ہستی عدم ہوتے دیکھی زمانے کے دکھ بھلے ● اچھی عبرتوں کے باوجود تجھے شرم نہیں آتی

حیات معدوم ہوتے دیکھی، ستم اٹھائے زمانے بھر کے

نہیں اتنے سامان ہائے عبرت، نہیں ہیں آثارِ شرم تجھ میں!

بیدل! اگر نیست سرو برگِ کمال

تھیں معانی غلط و فکرِ رسا ہیچ

بیدل! اگر نساہانِ کمال بھی ہے ❀ تو دعویٰ تھیں معانی و فکرِ رسا باطل ہے

بیدل! ہے اگر یہ ہی ترے علم کی پونجی

”تھیں معانی غلط و فکرِ رسا ہیچ“



﴿ روایت ”ح“ ﴾

از کواکب گلِ فصحاء چرخِ ذر و امانِ صبح
آفتاب آئینہ کا رُود، در و جولانِ صبح

آسمانِ صبح میں تاروں سے پھول رہا ہے ﴿ آفتاب اُس کی راہ میں آئینہ کاری کرتا ہے

صبح کے دامن میں ڈالے ہے فلک تاروں کے پھول
سورج آئینے بچھاتا ہے سحر کی راہ میں!

﴿ ﴿ ﴿

مرگِ اہل سوز باشد، حرفِ سرِ دنا صحاں
شمعِ راتِ تنگ است بیدل، ہمیشِ دامنِ صبح

ہمحوں کا دلِ سر پہلِ جلیں کا مٹے موت ہے ﴿ بیدل شمع کے لیے ہمیشِ دامنِ تنگ بن جاتی ہے

حرفِ دل آزار ہے ان ناصحوں کا حرفِ سرِ د
جوں، نمودِ صبح بیدل! شمع کو پیغامِ موت!

﴿ ﴿ ﴿

● ردیف ”خ“ ●

قتلِ اربابِ ہوس، بر اہلِ دل مکروہ نیست
گر بخونِ گاو، ساژد بر ہمن زُکار سُرخ

اربابِ ہوس قتل کرنا اہلِ دل مکروہ نہیں جانتے ● جب بر ہمن گائے کے خون سے ہتھار کو رنگائے

قتلِ دشمن میں تکلف کیوں کریں بحرِ اہلِ دل
گر بر ہمن گائے کے خون سے رنگے زُکار کو!

● ● ●

خونِ حسرت گھٹنگاں در پردہ رنگِ حناست
دامنِ قاتلِ یود دتے کہ ساژد یار سُرخ

حسرت کے مادوں کا خون دراصل رنگِ حنا ہے ● دتا ہے سُرخ دستِ یار دامنِ قاتل ہی ہے

خون ہے حسرت زدوں کا اصل میں رنگِ حنا
دامنِ قاتل ہی سمجھو سُرخ دستِ یار کو

● ● ●

مُطرِ بے درِ بزمِ مستانِ گرِ نباشد گوِ مہاش
ئے نوازِ مجلسِ ئے، گردنِ مینا بس است

●

بزمِ ئے نوشی میں گر مُطرِ ب نہیں ہے تو نہ ہو
ئے نوازِ محفلِ ئے، ٹلٹل مینا تو ہے!

باعثِ قتلِ منِ از لالہ رخاں چچا مہر
ایں قدر بس کہ بگویند گنہ گارے ہست



پوچھ مت لالہ رخاں سے سہ قتلِ مرا
اتفاقا کافی ہے وہ کہہ دیں کہ گنہ گار ہے یہ!



ہد لب شیریں آدائش، بامیں ابرام تلخ
از تقاضاے ہوسِ کردم نے ایں جامِ تلخ
دلِ شیریں میری ہڈی سے تلخ ہو گئے ❦ تقاضاے ہوس نے اس جامِ کدے کو تلخ کر دیا

اُس لب شیریں ادا پر چھا گیا تنہی کا رنگ
کردیا میرے تقاضوں نے بے شیریں کو تلخ



استدائِ عمر بُرد از چشمِ ما ذوقِ نگاہ
گہنگی ہا کرد آخر مغرِ ایں بادامِ تلخ
نہا دہم نے آنکھ کی جانی کم کر دی ❦ ❦ ❦ نہا دہم کو آخر یہ بادامِ نر واد ہو گیا

اجدائِ عمر سے کم ہو گیا آنکھوں کا نور
یعنی آخر کار یہ بادامِ کڑوے ہو گئے

❦ ردیف "و" ❦

بر غفلت اِنفعال و بہ آگاہی اِحساس

بد ہر کہ ہر چہ می رسد از مصطفیٰ رسید

من و پ مفعول اور فعل خبر پر خوش ہوا ❦ مجھ تک جو کچھ پہنچا مصطفیٰ ہی سے پہنچا

غفلت و آگاہی و نیکی ، ہدی پر ردِ فعل

زندگی کا ہر سلیقہ مصطفیٰ ہی سے ملا

❦ ❦ ❦

روزے کہ گذشتے ز سر خاکِ شہیداں

ہر گرد کہ درِ پائے تو افتاد ، سرے بود

خاکِ شہیداں سے گزرتے ہوئے ❦ ہر ذرہ جو ترے پاؤں پڑا، ایک سر تھا

جس روز تو گزرا تھا سرِ خاکِ شہیداں

جو ذرہ ترے پاؤں پڑا، سر تھا کسی کا!

❦ ❦ ❦

ثابت قیام و شیب رکوع و فنا سُجود

در ہستی و عدم نقواں بُو نماز کرو

جوانی قیام، بوجہ رکوع اور فنا سجدہ ہے ۞ ہستی و عدم نماز کے بوا کچھ نہیں

قطعہ

قیام یعنی جوانی ، بڑھا پا یعنی رکوع

فنا! علامتِ سجدہ ہے بندگی کے لیے

یہ راز کاش سمجھ لے تو زندگی بن جائے

حیات و موت، عبادت ہے آدمی کے لیے

در طلسمِ پیریم از خوابِ غفلت چارہ نیست

بیش دازد سایہ دیوارے کہ مایل می شود

گر قمار طلسم بھی کہ خوابِ غفلت سے چارہ نہیں ۞ ٹھکی ہوئی دیوار کا سایہ زیادہ ہوتا ہے

زیادہ قیند سے چارہ نہیں ہے عہدِ پیری میں

کہ دیوار خمیدہ اور سایہ دار ہوتی ہے

گا ہے ہلکھہ می روم و گہ بسوے دیر
دیوانہ ام ز ہر طرفم سنگ میزند
کبھی کبھی کی طرف جاتا ہوں کبھی دیر کی سمت ❀ مجھ دے انے ہر طرف سے پھر آتے ہیں
کبھی کعبہ کی جانب اور کبھی بُت خانہ جاتا ہوں
میں دیوانہ ہوں مجھ پر ہر طرف سے سنگ آتے ہیں



کوشش موج و قطرہ ہا ہمقدم است با محیط
ہر کہ بہر کجا رسد، از تو جدا نمی رسد
موج اور قطروں کی کوششیں سمندر کے ہمقدم ہیں ❀ ہر کوئی کہیں بھی جائے تجھ سے جدا نہیں ہوتا
موج اور قطرے بہ ہر صورت سمندر کے اسیر
کوئی بھی، جائے کہیں تجھ سے جدا ہوتا نہیں



سر بزمین گلندہ را بیج بلا نمی رسد
سایہ نیمین عاجزی ایمین از آب و آتش است
عاجزی سایہ کو پانی اور آگ سے پہنچتی ہے ❀ خیمہ سر تک کوئی بلا نہیں پہنچ سکتی
عاجزی سے سایہ سرد و گرم سے محفوظ ہے
سر خیمہ تک کوئی آفت پہنچ سکتی نہیں

از حوادثِ خاطرِ آزادِ مانگیں نہد

جہہٴ ایں بحرِ از سنی ہوا پر چلیں نہد

میرا آزاد مزاجِ حوادث سے مٹا نہیں ہوتا ﴿﴾ سرکش ہوا اس سمندر کی بیچانی پر قلم نہیں کرتی

حوصلہ مندوں پہ طوفانِ حوادث بے اثر

اس سمندر کی جہیں ہوتی نہیں ہے پُر شکن

خفت کش ہم چشمی اقبالِ کباب است

بے مغزے اگر صاحبِ افسرِ خدہ باشد

اس کو ہم چشمی اقبالِ کباب کی بھی سنی ﴿﴾ پڑے گی اگر کوئی بے مغز صاحبِ تاج ہو جائے

کسی جائے گی پھبتی، ہو گیا مثلِ کبابِ آخر

اگر بے مغز کوئی صاحبِ تاجِ شہی ٹھہرے

اے برگِ گلِ بلند است اقبالِ پائے بوش

رنگِ حناست آنجا، کس دسترسِ نثار د

رنگِ گلِ یار کے پاؤں کا بوسہ لینا - حادث ہے ﴿﴾ رنگِ حنا کے ہوا، یا حرا کسی کھانسی نہیں ہو سکتا

بلند رُتبہٴ باپوسِ یار ہے اے گل

ہواے رنگِ حنا، دسترسِ کسی کو نہیں

اشفاق است آنکہ ہر دشوار آسان می کند
 ورنہ از تہ ہر یک ناخن گرہ نتوان کشود
 اشفاق سے ہر دشوار آسان ہو جاتا ہے ❀ ورنہ ایک ناخن سے گرہ نہیں کھلتی
 سہل ہو جاتی ہے ہر مشکل پہ یمن اشفاق
 ایک ناخن سے گرہ کھل جائے ممکن ہی نہیں

❀❀❀

چہ بلند ی و چہ پستی، چہ عدم چہ ملک ہستی
 نشئیدہ ایم جائے کہ کس آرمیدہ باشد
 کیا بلند ی کیا پستی، کیا عدم و ہستی ❀ نہیں نہ کہ کسی جگہ کوئی آرام سے ہے
 وہ بلند ی ہو کہ پستی، ہو عدم کہ ملک ہستی
 کوئی بھی، کسی جگہ بھی، آرام سے نہیں

❀❀❀

راحت جاوید در ضبط معنائ آرزوست
 بال و پر گر جمع گردد آشیانے می شود
 دائمی سکون آرزو کو کام دینے سے ملتا ہے ❀ بال و پر سمٹ کر آشیانہ بن جاتے ہیں
 ضبط آرزو ہی سے دل سکون پاتا ہے
 بال و پر سمٹنے سے آشیانہ بنتا ہے

بیدل ! مباحثِ عِزّۂ سامانِ اعتبار
ہر چند، رنگِ بالِ نثار و پرندہ است



سامانِ اعتبار پہ بیدل ! نہ کر غرور
اڑتا ہے رنگ، گرچہ نہیں رکھتا بال و پر!



ذرّۂ نیست کہ خورشیدِ ثنائی نکلے
گردِ رُہت چہ قدر آئینہ انداختہ است



کوئی ذرّہ جلوۂ خورشید سے خالی نہیں
آئینے کئے یہاں ہیں تیری گردِ راہ میں



برائے خاطرِ غم آفریدند

طفیلِ چم منِ غم آفریدند

غمِ مرے دل کے لیے بنا یا گیا ❦ مری آنکھوں سے ٹھیل گئی

مرے دل کے لیے غم کو بنایا

بنے آنسو مری آنکھوں کی خاطر

جہاں خوں ریز بنیاد است ہمدار

سر سال آ ز محرم آفریدند

بھار جہاں خوں ریز ہے بھیار روئے سال کی بعد اعظم سے ہوتی ہے

ہے بنیاد جہاں خوں ریز ہشیار!

بنائے سال ہے ماہ محرم!



جہاں جوش بہار بے نیازیت

بیک صورت دو گل کم آفریدند

دنیا اس کی بہار بے نیازی کی آئینہ دار ہے کہ ہم گل و بھول بھی بنائے ہیں

عجب ہے یہ بہار بے نیازی

بیک صورت بنائے کم ہی دو گل!



دلم بیدل! مدارم چارہ آزداغ

تکلیں را ببر خاتم آفریدند

بیدل! میرے دل کو داغ سے طر نہیں مجھے کو انگوٹھی کے لیے ہاتھ تھامے

بیدل نہیں ہے دل کو مرے داغ سے مفر

تخلیق اس تکلیں کی انگوٹھی کے واسطے

نہ مخورے نہ متے، چست بیدل!

دماغت از چہ عالم آفریدند؟

بیدل! نہ تو مخور ہے نہ متے ❀ آفریدہ دماغ کس عالم سے بنا ہے

تجھ پہ بیدل! نکلے ہستی اثر کرتا نہیں

جانے کس عالم سے ہے حیرا دماغ

❀❀❀

معصیت زر بار گاہِ رحمتش

خندہ ہا بر بے گنا ہے می زند

اُس کی بارگاہِ رحمت میں، معصیت ❀ بے گناہوں کی فہمی اُڑا رہی ہے

معصیت اُس بار گاہِ کُطف میں

خندہ زن بے بے گناہوں پر بہت

❀❀❀

راحتِ جاوید زر ضبطِ عینانِ آرژوست

بال و پر گر جمع گردد آشیانے می شود

راحتی سکون آرژوست کو کام دینے سے متا ہے ❀ بال و پر سے کر آشیانہ بن جاتے ہیں

ضبطِ آرژوست ہی سے دل سکون پاتا ہے

بال و پر سمیٹنے سے آشیانہ بنتا ہے

بے فکر آشکار نگرود عیارِ مرد

بختِ سہ بود محکِ اعتبارِ مرد

افلاس میں مرد کے جوہر کھلتے ہیں ❀ یہ بختِ انسان کے اعتبار کی کسوٹی ہے

بے زری میں مرد کے ہوتے ہیں جوہر آشکار

بے سہ بختی کسوٹی ہمتِ انسان کی

❀❀❀

چوں یقینِ مخرف افتاد بولایلِ بالید

راستی رفت کہ ممنون عصایم کر دند

جب یقین کم ہوتا ہے دلائل سہار دیتے ہیں ❀ جب قہر جھٹکے تو عصا کی ضرورت ہوتی ہے

بے یقین انسان لیتا ہے دلیلوں کی مدد

قد جھکے تو آدمی ہوتا ہے ممنونِ عصا

❀❀❀

و محبت نیز رنگِ زرد دارد اعتبار

ہر کے را شمعِ عزت روشن از زرمی شود

محبت میں بھی زرد رنگ کی اہمیت ہے ❀ ہر کوئی اپنی عزت کی شمعِ زرد سے روشن کرتا ہے

بے محبت میں بھی رنگِ زرد عالی اعتبار

روحِ زرد سے جلاتے ہیں سبھی شمعِ وقار

قماشِ کسوتِ ہستی نمی توان در یافت

حریر و ہم بموجِ سراب می یافتند

لہا پستی کے بے پیر دستیاب نہیں ہو سکتا ❀ یہ ایسا ہے گویا سراب سے رہم وہم بننا چاہئے

قماشِ جامہٴ ہستی نہ ہو سکا در یافت

حریر و ہم بہ تارِ سراب بکھا ہوں

❀❀❀

چہ حاجتِ مطرب دیگر طرب گاہِ محبت را

کہ از یک دلِ طیبِ دن کارِ چندیں سازی آید

طرب گاہِ محبت کو دوسرے مطرب کی ضرورت نہیں ❀ کہ دل کی تڑپ کئی سازوں کا کام کرتی ہے

نہیں حاجتِ مُقتنی کی طرب گاہِ محبت میں

کہ دل کی اک تڑپ سے سیکڑوں نغمے نکلتے ہیں

❀❀❀

نخن در پردہٴ خوں سازے ہواست از عرضِ اظہارِ ش

کہ از تحسینِ ایں بے دانشاں، دُشنام می خیزد

خاموشی، گھما سے بہتر ہے جو کہنم سے کہاجائے ❀ کہ ان بے دانشوں کی تحسین حرفِ دُشنام ہے

رہو خاموش کم فہموں کے آگے یہ ہی بہتر ہے

کہ ان بے دانشوں کی داد بھی دُشنام ہوتی ہے

دوش، جبر و اختیار سے مجبِ تحقیق داشت

جُو نکیرت دم کو دیدل! چہ سازد بندہ بود؟

کل مضموع بحث و تحقیق، جبر و اختیار تھا۔ یہ تو حیرت زدہ خاموش رہا، کیا کرتا بندہ جو تھا

گفتگو تھی اختیار و جبر کی تحقیق میں

بندہ مجبور دیدل، دم بخود سُٹتا رہا!

خرابات یقین فرقتے نثارِ دُلف و مظرِ فُش

مے و مینا ہماں، یکدانشِ انگور می باہد

اہل یقین طرف اور مظرِ فُش میں فرق نہیں کرتے۔ دانہ انگور یک وقت شراب اور طرف شراب ہے

فرق ہم کرتے نہیں یس طرف اور مظرِ فُش میں

دانہ انگور خود میں، مے بھی ہے، مینا بھی ہے

میں و سازِ دُکانِ خود فروشیہا چہ حرف است اس

جُو نے اس فُضولے، ذرِ سرِ مَصور می باہد

میں دُکانِ خود فروشی کھولوں! یہ کیا شے ہے؟ یہ جُوں فُضول تو سرِ مَصور میں ہے

سجاو میں دُکانِ خود فروشی، یہ نہیں ممکن!

یہ سودا تو فقط مخصوص ہے، مَصور کے سر سے

بحرف راست نیاید پیامِ مشاقاں
مگر چلیدنِ دل، بے لب و دہن گوید
پیامِ مشاقاں لفظوں سے جان نہیں ہو سکتا ﴿۱﴾ مگر دل کی تڑپ بے لب و زبان کہہ دیتی ہے
یہاں لفظوں میں ہو سکتا نہیں پیغامِ مشاقاں
مگر دل کی تڑپ ہر بات بے لفظ و زبان کہہ دے
﴿۲﴾ ﴿۳﴾

ہر موج نیست قابلِ گوہر دریں محیط
از صد ہزار ریشہ یکے دانہ می کشد
اس صند میں ہر لہر موتی بننے کے قابل نہیں ﴿۴﴾ صد ہزار قطرہں میں ایک قطرہ کچھتا ہے
گہر بننے کے قابل ہر کوئی دانہ نہیں ہوتا
ہوں قطرے لاکھ محبوبِ صدف بس ایک ہوتا ہے
﴿۵﴾ ﴿۶﴾ ﴿۷﴾

جو کاش جاں نیست ز ہم صحبت سرکش
گریاں و دآں موم کہ با حعلہ ندیم است
﴿۸﴾

نہیں ملتا ہواے رنج سرکش کی رفاقت سے
ندیم حعلہ ہو کر موم کو رونا ہی پڑتا ہے!

از حیا با چہ ب طبعاً بر نیاید بچ کس
آب در ہر جا کہ دیدم، زیر دستِ روغن است
❀

مقابل چہ ب طبعوں کے حیا ناکام رہتی ہے
کہ سطحِ آب پر، روغن کو بالا دست ہی دیکھا!
❀ ❀ ❀

آہ ازیں جلوہ فردشانِ مروت دُشمن
کز تغافل چہ قدر آئینہ آہن کردند
آہ ایں مروت دُشمن جلوہ فردشوں نے ❀ اپنے تغافل سے کھد آئینوں کو کھد کر دیا ہے

ان حسینانِ جفا پیشہ، تم کیشاں نے، آہ!
اپنی بے مہری سے کتنے آئینے ٹھہر کیے
❀ ❀ ❀

رہرو از رنجِ سفر چارہ ندارد بیدل!
موجِ دائمِ زحبابِ آبلہ پا دارد
بیدل! داد، ز دورِ رنجِ سفر سہای چاہے ❀ موج کے پاؤں میں ہمیشہ آبلہ ہوتا ہے
مسافر کو بھلا رنجِ سفر سے کب مفر بیدل!
آبلہ رہتا ہے پائے موج بھی ہر دم

تا حشر رو سیاہی داغِ فحالت است
 مرداں دے کہ چوں سپر از پخت رو کنند
 تا حشر بھی سے داغِ رو سیاہی نہیں جائے گا ﴿۱﴾ مرد اگر ذوال حال کی طرح پیٹہ دکھائے
 جائے گا ہرگز نہ داغِ رو سیاہی حشر تک
 مرد گر میدان سے منہ پھیر کر دکھائے پیٹہ

﴿۲﴾

اے خوش آں جو کہ از خجلیت وضع سایل
 لب با ظہار نیا زند با یما بخشند
 اے خوشا جو! کہ سائل کی حظ آئے دے لے ﴿۳﴾ طلب سے پہلے اندازے سے مطا کرتا ہے
 اے خوشا جو! پے حظ وقار سائل
 عطا کرتا ہے ہمیشہ وہ طلب سے پہلے

﴿۴﴾

جنابِ کرم افسون و رع پیش مبر
 بے گناہی، گھبے نیست کہ آنجا بخشند
 کریم کے حضور زُہد و تقویٰ کی نمائش نہ کر ﴿۵﴾ بے گناہی، وہ گناہ ہے جو یہاں نہیں بخشا جاتا
 زُہد و تقویٰ کی نمائش نہ کرو پیش کریم
 بے گناہی، وہ گناہ ہے نہیں بخشش جس کی

خانہ داری دیگر است، صحرانوردی دیگر است

تاب و لٹکی نثار د آں کہ مجنوں می شود

خانہ داری اور صحرانوردی میں فرق ہے ﴿﴾ جو مجنوں ہو جائے وہ لٹکی برداشت نہیں کرتا

خانہ داری اور بے صحرانوردی اور بے

ہو نہیں سکتا کبھی دلتنگ جو مجنوں ہوا

﴿﴾

در سواد فقر گم شو، زندہ جاوید باش

در ہمیں خاک سیاہ آب بقا پوشیدہ اند

سواد فقر میں گم ہو کر ابدی زندگی حاصل کر ﴿﴾ آب ہوا اسی سیاہ خاک میں پوشیدہ ہے

بے سواد فقر میں رازِ حیاتِ جاوداں

بے اسی خاکِ سیہ میں چشمہ آب بقا

﴿﴾

ز بے تابی چراغِ خلوتِ دل کردہ ام روشن

تجلیِ فرشِ ایں آئینہ از سیماب می گردد

بے تابی سے چراغِ تنہائی دل روشن کیا ﴿﴾ اس آئینے کے فرش کی تجلی پارے کی مریوں ہے

کی ہے روشن شمعِ تنہائی دلِ بے تاب سے

فرشِ آئینہ بھی روشن ہوتا ہے سیماب سے

اگر عشق بجاں کفر است بیدل!

کے جو کافر ایمانے نثار د

بیدل! اگر عشق بجاں کفر ہے ❀ تو کافر کے ہوا کوئی صاحب ایمان نہیں

اگر عشق بجاں ہے کفر بیدل!

تو جو کافر کوئی مومن نہیں ہے

❀❀❀

شمع را انجام کار آذ تیرہ روزے چارہ نیست

عزت ایں انجمن آخر مذلت می شود

شمع کو انجام کار روزہ سیاہ دیکھنا پڑتا ہے ❀ اس محفل کی عزت آخر کار ذلت ہو جاتی ہے

دیکھنا پڑتا ہے آخر شمع کو روزہ سیاہ

عزت اس محفل کی بن جاتی ہے ذلت صبح تک

❀❀❀

دل خاکِ سر کوے وفا ہد چہ بجا ہد

سرِ ذر، رو متغی تو فدا ہد چہ بجا ہد

دل کوے وفا کی خاک ہو گیا ہی دیکھا ہوا ❀ سرِ ذری گوار کی راہ میں ہوا ہوا کیا ہی دیکھا ہوا

دل ہوا خاکِ سر کوے وفا خوب ہوا

سر ہو اتغی پہ تیری جو فدا خوب ہوا

دل قطرۂ اہلکے اُھلے د غلطیدہ پیاہت

یس خوں کُھد، ہم چشمِ حنا کُھد چہ بجا کُھد

دل قطرۂ اہلک میں وصل کرتے پاؤں پہ ٹار بٹوا ﴿﴾ دل خوں ہو کر ہم رنگ حنا بٹوا کیا ہی لہتا بٹوا

بن کے آنسو دل مرا قدموں پہ تیرے گر گیا

گویا خوں ہو کر بٹوا مثلِ حنا ! لہتا بٹوا

﴿﴾ ﴿﴾ ﴿﴾

با رُوے تو گل لافِ طراوت زد آن رُو

پا مالِ رُو بادِ صبا کُھد چہ بجا کُھد

گل نے ترے رخ کے مقامی شگفتگی کا ٹوٹی کیا ﴿﴾ اس کی سزا میں صبا نے پا مال کیا، لہتا کیا

کی گل نے تھکی ترے رخسار کے آگے

گستاخ کو پا مال کیا بادِ صبا نے !

﴿﴾ ﴿﴾ ﴿﴾

کینۂ خصم بد اندیش ملائم گفتار

نیشِ خار بست کہ در آبِ نہاں می باشد

دشمن بد اندیش کی نرم مٹھکوا کیا کینہ ہے ﴿﴾ کو پا خار کی نوک پانی میں پوشیدہ ہے

گفتگوئے نرم دشمن، کینۂ پوشیدہ ہے

جیسے نوکِ خار پانی میں نہاں ہو جائے ہے

برنگ سایہ ام عبرت نماے چشم مغروراں
 مرا ہر کس کہ می بیند نگاہے زیر پا دارو
 میرا سایہ مغرور انگہوں کے بے عبرت نما ہے ﴿ مجھے ہوگی دیکھتا ہے اس کی نگاہ زیر پا آجائے ہے
 میرا سایہ درس عبرت ہے پئے اہل غرور
 دیکھنے والا مجھے، دیکھے بے آخر زیر پا



نسیم زلف تو، صُجے گوشت از گلشن
 بہو ز سلسلہ موج گل، بجوں خیز است



نسیم زلف تیری سُجدم گلشن سے گوری تھی
 مگر زنجیر موج گل بجوں آٹا رہے اب تک!



ہلکے بہ نالہ، حرف چمن را مُقتر است
 یارب! زبانِ کہتِ گل تر جہاں کیست؟



اگر حرف چمن کا نالہ ہلکے مُقتر ہے
 الہی! ہے زبانِ کہتِ گل تر جہاں کس کی؟

نمی باشد ز ہم ممتاز نقصان و کمال این جا
خطِ پر کارِ دَر ہر ابتداے اجتہادِ وارو
یہاں نقصان و کمال میں امتیاز نہیں ہے ﴿ خطِ پر کار کی ہر ابتدا، اجتہاد کہتی ہے
یہاں ممکن نہیں ہے فرق ناقص اور کامل میں
خطِ پر کار کی ہر ابتدا میں اجتہاد بھی ہے



حائلِ رُعبِ افکار پیدا می کند بیدل!
بخاموشی نفسِ سوختِ مریم تا مسحا شد
بیدلِ انظر بہ خیالات پیدا کرنے لیں ﴿ مریم نے فرشتی التجیر کی تو مسحا پیدا ہوئے
بلکند افکار خاموشی سے پیدا ہوتے ہیں بیدل
رکھا مریم نے چپ کار و زبانی عیسیٰ ہوئے پیدا



ز وہم متہم ظرفِ کم نحو اہی شد
مُحیط اگر نشدے قطرہ ہم نحو اہی شد
کسی صورتِ کم ظرفی کا الزام نہ لے ﴿ اگر سمندر نہیں بن سکتا تو قطرہ بھی نہ بن
کسی صورتِ کم ظرفی کا الزام نہ لے اپنے سر
سمندر نہیں بن سکتا تو قطرہ بھی نہ بن ہرگز

سحر طلوع گلِ دعا کہ مرادِ اہلِ ہم رسد
 دلِ سرِ مردِ حُرسِ راہِ مردِ آہِ و الم رسد
 سحر کا وقت ہے دعا کہ لیلِ شک کو مرادِ حاصل ہو ﴿ اور سرِ مردِ حُرسِ راہِ مردِ آہِ و الم رسد سے
 ہے سحر طلوع! دعا کرو کہ مرادِ اہلِ ہم ملے
 دلِ سرِ مردِ حُرسِ کو ہمہ آہِ و دردِ و الم ملے
 (بیدل کے صنعتِ غیر منقوط شعر کا ترجمہ بھی صنعتِ غیر منقوط میں کیا گیا ہے)



بے زبانی باے بیدل! عالےِ رادِ اغ کرد
 از خموشیِ برقیِ اس آتشِ بخشک تر رسید
 بیدل! کی بے زبانی نے اک عالم کو اجاڑ دیا ہے ﴿ خموشی کی اس آگ کے ٹپکے خشک دھڑ تک پہنچ گئے
 کر دیا بیدل! خموشی نے مری دُنیا کو راکھ
 خشک و تر تک ہے رسائیِ آتشِ خاموش کی!



کس نیا مدِ محرمِ رازِ نفسِ دُزدِ یدِ غم
 ورنہ ایں شمعِ خموشِ از دودِ مانِ نالہ بود
 کوئی بھی جیسے میں گھٹ جانے والی آگ کا محرم نہیں ﴿ ورنہ یہ شمعِ خموشِ خاندانِ نالہ سے ہے
 آہِ جو دل میں گھٹی اُس کا کوئی محرم نہیں
 ہے یہ شمعِ بے زباں بھی خاندانِ نالہ سے

سرد در جیب آزاد است از ترا کب آفت ہا
 مُعقِمِ گوشہ دل حکمِ آہوے حرم دارد
 گرچہاں مجر سر آفت سے محفوظ رہتا ہے ﴿ گوشہ دل میں مُعقِم آہوے حرم کی مثال ہے
 گرچہاں مجر سر آزاد ہو آفت سے رہتا ہے
 مُعقِمِ گوشہ دل، مثلِ آہوے حرم ٹھہرا



خاکدانِ دہر بیدلِ امر کو آرام نیست
 خوابِ ما آخر بریں بستر پریشاں می شود
 بیدلِ یہ خاکدانِ عالمِ آرام کی جگہ نہیں ﴿ میرا خواب آخر اسی بستر پر بکھر جائے گا
 خاکدانِ زندگی بیدلِ انہیں جائے سکون
 منتشر ہو گا اسی بستر پہ خوابِ زندگی



ایں زمین و آسماں ہنگامہ شورا ست و بس
 گر بود آسودگی در عالمِ دیگر بود
 ہنگامہ شور سے سوا یہ زمین و آسماں کچھ بھی نہیں ﴿ راحت اک اور عالم میں ہے، یہاں نہیں
 یہ زمین و آسماں بس شور بے ہنگام ہے
 اور عالم ہے، میسر ہے جہاں آسودگی

بگلشن گر بگویم وصفِ لعلِ میروشِ او
 محسرتِ شاخِ گل از آستینِ ساغرِ برون آرد
 لعلِس میں گرائیں کاپِ میروش کی تو صفِ کروں شاخِ گل تمہارے میں آستین سے ساگر کا لے
 جو گلشن میں لبِ لعلینِ میگوں کا کروں چہ چا
 تو شاخِ گل لیے ساغر، گدائی کے لیے نکلے



کشاوِ دلِ نواں خواستنِ زقطعِ اُمید
 بنا خنے کہ بریدند محقدہ وانشود
 مایوس سے کشادہ دلی کی خواہش نہ رکھ کئے ہوئے باطن سے زگرہ نہیں کھلتی
 نہ ہو دل تنگ کیوں انسان جب مایوس ہو جائے
 زگرہ کھل ہی نہیں سکتی اگر ناخن بریدہ ہو



چہ افسونست یارب! چشمِ بندِ یہاے اُلقتِ را
 کہ بکُبلِ جُو چمن، پروانہ جُو محفلِ نمی داند
 الٰہی چشمِ بندانِ اُلقت پر یہ کیا جادو ہے کہ بکُبلِ وہ پروانہ چمن و محفل کے سوا کچھ نہیں جانتے
 یہ کیا جادو کیا یارب! نظرِ بندانِ اُلقت پر
 کہ بکُبلِ بس چمن، پروانہ بس محفل پہ شیدائے

دل باز بہ جوشِ یارب! آمد
 شب رفت و سحر نشد، شب آمد
 دل میں بھر جوشِ یارب! کہتا رات گئی، سحر نہ ہوئی، رات آگئی
 دل میں بھر ہنگامہ آوازہ یارب! ہوا
 رات گزری، دن نہ نکلا، رات بھر سے آگئی



از اہل ذوقِ حیا مجو یید
 اخلاق کجاست؟ منصب آمد
 ماکوں میں حیا تلاش نہ کرو *** ان تک اخلاق نہیں منصب آیا ہے
 حکمرانوں میں نہ کر خلق و مروت کی تلاش
 ان میں اخلاق نہیں، بکڑا منصب آیا



بیدل! نشد م دُچارم تحقیق
 آئینہ بدستِ من شب آمد
 بیدل! میں تحقیق نہ کر سکا *** آئینہ رات کو مرے ہاتھ آیا
 بیدل! مجھے تحقیق کا موقع نہ ملا
 آئینہ مرے ہاتھ میں شب کو آیا

خوں بدل، خاک بر، آہ بلب، اشک چشم

بے جہالے تو چہا بر من مسکین آمد

دل خون، سر پہ خاک، لب پر آہ، آنکھ میں آنسو ❀ ترے حال کی فرقت میں مجھ پر کیا کچھ نہ ہوا

لبوں پر آہ، دل پر خون، آنسو آنکھ میں اور خاک ہے سر پر

تری فرقت میں اس مسکین پہ کیا کیا آفتیں ٹوٹیں

❀❀❀

از عاجزی من جگرِ خصم کباب است

از آب ککد آتش سوزندہ چہاں بحث

❀

عاجزی سے میری دشمن کا کلیجہ جل گیا

آگ ممکن ہی نہیں پانی پہ قابو سا سکے

❀

ٹھہارِ ہلکودہ ز روشن دلاں نمی جوہد

در آب چشمہ آیینہ، نیست شیون موج!

❀

دل روشن دلاں سے، کب ٹھہارِ ہلکودہ اٹھتا ہے

کہ آب چشمہ آئینہ سے موجیں نہیں اٹھتیں

ہستی براے بچ کس آسودگی نہ خواست
 گر دوست ایس کند بتو، دشمن چہ می کند
 زندگی کسی کو آسودہ دیکھنا نہیں چاہتی ❀ جب دوست یہ کرتا ہے تو دشمن کیا کرے گا
 ہستی کسی کے واسطے راحت طلب نہیں
 یہ حال دوست کا ہے، تو دشمن سے کیا امید

❀ ❀ ❀

دُر جستجوے مانہ کشے زحمّت سراغ
 جائے رسیدہ ایم کہ عنقا نمی رسد
 میرے سراغ کے لیے تو جستجو نہ کر ❀ جہاں میں ہوں وہاں عنقا کی پہنچ نہیں
 مری تلاش میں تو زحمّت سراغ نہ کھینچ
 میں اُس جگہ ہوں کہ عنقا نہیں پہنچ سکتا

❀ ❀ ❀

نیمت دیوانہ ز کیفیت صحرا غافل
 از جنوں ہم سبق ہوشِ گرفتار دارد
 دیوانہ صحرائی کیفیت سے بے خبر نہیں ❀ وہ جنوں سے بھی ہوشِ گرفتار حاصل کرتا ہے
 کیفیت صحرا سے دیوانہ نہیں غافل
 سیکھے بے جنوں سے بھی کہ درسِ خود آگاہی

گل بسر، جام بکف، آں چمن آئین آمد

میکشاں مُودہ، بہار آمد و رنگین آمد

۱۔ وہاں چمن، گل بسر، جام بکف آیا ہے ﴿﴾ میکشاں مُودہ کہ بہار رنگینی اور روحانی کے ساتھ آئی

گل بسر، جام بکف، وہ چمن آرا آیا

میکشو! مُودہ کہ عہدِ گل و بادہ آیا

غیر من زیں قَلوم حیرت کبابے گل نہ کرد

عالے صاحب دل است لقا کسے بیدل نہد

اس بحر حیرت میں میرے سوا کوئی حباب نہ اُبھرا ﴿﴾ کوئی من دل والے بہت نہیں مگر بیدل کوئی نہیں

کوئی اس قَلوم حیرت میں نمایاں نہ ہوا

صاحب دل تو بہت ہیں کوئی بیدل نہ ہوا

نِظت کش از خلق و باظہارِ غنا و کوش

ہر چند بدستِ تو زر و مال نباشد

قامت اظہارِ ک، ہاتھ پھیلا کر ذلیل نہ ہو ﴿﴾ ہر چند کہ تو زر و مال نہیں رکھتا

نِظت نہ اٹھا خلق سے، اظہارِ غنا کر

ہر چند ترے پاس زر و مال نہیں ہے

شکوہے کہ دارِ جہانِ قناعت

بخا قان و قیصر نباشد نباشد

یہ شکوہ و شانِ جہانِ قناعت میں ہے ﴿۱﴾ وہ دربارِ خاقان و قیصر میں نہیں

قناعت میں جو ہے شکوہ و مجمل

وہ خاقان و قیصر میں ہرگز نہیں ہے

﴿۲﴾

خروشِ بے مزہ صوفیاں کبابِ کم کرد

دُعا کنید کہ میخانہ خانقاہ شود

صوفیوں کی بے مزہ بات وہ مراد لیتا ہے ﴿۳﴾ دُعا کرتے ہیں کہ میخانہ خانقاہ بن جائے

مجھے کبابِ کرے ہے یہ صوفیوں کا خروش

دُعا یہ کرتے ہیں میخانہ صومعہ ہو جائے

﴿۴﴾

بیدل! کسے، بعرشِ حقیقت نمی رسد

تا خاکِ راہِ احمدِ مُرسِل نمی شود

بیدل! کوئی عرشِ حقیقت تک نہیں سکتا ﴿۵﴾ جب تک کہ خاکِ راہِ احمدِ مُرسِل نہ ہو

حقیقتِ نورِ مطلق کی وہی سمجھے گا اے بیدل

جو راہِ سُنّتِ خیرِ البشر میں گامزن ہو گا

مُدّعی ! درگور از دعوٰی طرزِ بیدل !

سحر مشکل کہ بکیقیتِ اعجاز رسد !

اے مدّعی! طرزِ بیدل کے دعوے سے باز! ﴿﴾ مشکل ہے کہ چاروں نظامِ اعجاز تک پہنچے!

کرنہ دعوئی، طرزِ بیدل کا کبھی اے مدّعی

سحر کی کیا قدر، اعجازِ سخن کے سامنے !

﴿﴾﴿﴾﴿﴾

اگر دشمن تواضع پیشہ است، لیکن مٹو بیدل

بخوں ریز کی دے دے پاک، شمشیرے کہ خم دار د

بیدل اگر دشمن انکسارِ ظاہر کرے تو خوش ہندو ﴿﴾ خنجر و تھوڑا دشمن ریز کی میں نہادہ کار ہوتی ہے

تواضع سے اگر پیش آئے دشمن، خوش نہ ہو بیدل

کہ شمشیرِ خنجر اور بھی خوں ریز ہوتی ہے !

﴿﴾﴿﴾﴿﴾

مداارے زشت صورت خواہشِ تحسینِ حق گویاں

کہ اسبابِ خوشامد ، خانہ آئینہ کم دار د

اے ہر صورتِ جوں سے تعریف کی آئینہ نہ رکھ ﴿﴾ خانہ آئینہ میں اسبابِ خوشامد نہیں ہوتا

نہ رکھ اے زشت صورت خواہشِ تحسینِ حق گویاں

بری ہے سیرتِ آئینہ ، الزامِ خوشامد سے !

ہداے خامشاں ، دُور پردۂ دُورِ دستِ ایں جا
 گھوئی ، شمعِ تنہا ، گریہ دارِ د ، نالہ ہم دارِ د
 دل سے اُلتاؤں کو پ رہے والے کی آواز ۞ ہے شمعِ صرفِ روتی نہیں فریاد بھی کرتی ہے
 پہ شکلِ دُورِ دل یاں خامشی فریاد کرتی ہے
 نہیں ہے صرف گریاں شمع کو نالہ گناں بھی ہے

سوئےِ دلمِ از گریہ ، چرا محوِ فکرِ د
 بر آتشِ اگر آبِ ظفر داشتہ باہد
 برا سوئےِ دل رونے سے دُور کیوں نہیں ہوتا ۞ اگر پانی آگ پہ قلیاب ہوتا ہے
 کیوں گریہ مرے دل کی تپش کم نہیں کرتا
 کہتے ہیں کہ آتش پہ ظفرِ یاب ہے پانی !

دُرشْتِ نُو ، سَکَشِ عافیتِ شرمِ بود
 صداے تارِ رگِ سنگ ، بُجو شمرِ رِ بود
 سختِ ہوا کی بات میں اثر نہیں ہوتا ۞ مٹھری آوازِ چکاری کے ہوا کچھ نہیں ہے
 دُرشْتِ نُو کا سخنِ دل نشیں نہیں ہوتا
 صداے سنگ ، شمرِ ر کے ہوا کچھ اور نہیں !

سُراغِ مَنولِ مقصد، ز خاکساروں پُرس

کے چو چادہ، دریں دشت را بہر نپو!

خاکساروں سے مَنولِ مقصود کا پتا نہ چھو، اس دشت میں راستے سے لٹھا کوئی رہنا نہیں ہوتا

نشانِ مَنولِ مقصود پہ چھو، خاکساروں سے

کوئی رستے سے بہتر رہبر مَنول نہیں ہوتا!

دِ محبت نیز رنگِ زرد دارد اعتبار

ہر کسے را شمعِ عزت روشن از زرمی شود

❦

بے محبت میں بھی رنگِ زرد عالی اعتبار

روحِ زَر سے جلاتے ہیں سبھی شمعِ وقار

❦

اشفاق است آنکہ ہر دُشوار آساں می کند

ورنہ از تہ پیر یک ناخن گرہ نتواں کشود

❦

سہل ہو جاتی ہے ہر مشکل بہ یمنِ اشفاق

ایک ناخن سے گرہ کھل جائے ممکن ہی نہیں

چراغِ برقِ تھکتے ، نمی باہد دریں وادی
 سیاہی کر دایں جا ، گر ہمہ خورشید پیدا ہند
 جب چراغِ تحقیق اس وادی میں نہیں ہے تو ﴿﴾ یہاں کہنے ہی خورشید پیدا ہوں ، تیرگی کم نہیں ہوگی
 نہیں ہے جب چراغِ برقِ تحقیق اس زمانے میں
 اندھیرا ہی رہے گا ، لاکھ ہوں شمس و قمر پیدا !

﴿﴾

غیر را در دل شکو و عشقِ مینا پیش نداد
 خانہ خورشید از خورشید مالا مال بود
 شکو و عشق نے ، دل میں غیر کی جگہ نہیں چھوڑی ﴿﴾ اس طرح خانہ خورشید میں صرف خورشید ہے
 غیر کی دل میں نہ چھوڑی جا شکو و عشق نے
 خانہ خورشید ، مالا مال ہے خورشید سے

﴿﴾

گرانے نیست ، اسبابِ جہاں دوشِ مجرّ ورا
 اَلَف باہر چہ آمیزد بحال است ایں کہنوں گردو
 شانہ مجرّ و دے اسبابِ دنیا بوجہ نہیں ہوتا ﴿﴾ اَلَف کسی حرف سے بدل کر تون نہیں جتا
 نہیں لاتا ہے خاطر میں تجرّ و ، بار دنیا کو
 اَلَف تحریر میں جیسے بھی آئے خم نہیں ہوتا

دوش، جبر و اختیار سے مجبِ تحقیق داشت

جُوَ کھیرت دَم کو دھیدال! چہ سازد بندہ بود؟

کل مضموع بحث و تحقیق، جبر و اختیار تھا ﴿﴾ یہ تو حیرت زدہ خاموش رہا، کیا کرتا بندہ بود؟

گفتگو تھی اختیار و جبر کی تحقیق میں

بندہ مجبور بیدال، دَم بخود سُٹتا رہا!

خرابات یقین فرقتے نذار دِ نظرف و مظر فِش

مے و مینا ہماں، یکدانشہ انگور می باہد

اہل یقین طرف اور مظر و فِش میں فرق نہیں کرتے ﴿﴾ دانشہ انگور یک وقت شراب اور مظر و فِش ہے

فرق ہم کرتے نہیں یقین طرف اور مظر و فِش میں

دانشہ انگور خود میں، مے بھی ہے، مینا بھی ہے

میں و ساز دُکانِ خود فروشیہا چہ حرف است اس

جُو نے ایں قُصو لے، ذر سرِ مَصور می باہد

میں دُکانِ خود فروشی کھولوں! یہ کیا شے ہے؟ ﴿﴾ یہ جُوں قُصو تو سرِ مَصور میں ہے

سجاو میں دُکانِ خود فروشی، یہ نہیں ممکن!

یہ سودا تو فقط مخصوص ہے، مَصور کے سر سے

ہندگی ، شاہی ، گدائی ، مفلسی ، گردن گشی

خاکِ عبرتِ خمیر ما ، صدرِ رنگِ شہمت می کشد

ہندگی ، شاہی ، گدائی ، مفلسی ، گردن گشی ﴿ میری ہمتِ غیرِ خاک پر حتیٰ نہیں ملے گی ﴾

”ہندگی ، شاہی ، گدائی ، مفلسی ، گردن گشی“

کس قدر الزام ہیں ، اک ذرّہ ناچیز پر!



رُنجِ دنیا ، فکرِ عقلی ، داغِ حراماں ، ذرّہِ دل

یک نفسِ ہستی ، بدوشمِ عالمے را بار کرد

غمِ دنیا ، خیالِ آخرت ، داغِ محرومی ، ذرّہِ دل ﴿ اک لب کی زندگی پر دنیا بھر کا بوجھ رکھ دیا ﴾

”رُنجِ دنیا ، فکرِ عقلی ، داغِ حراماں ، ذرّہِ دل“

ایک جانِ ناتواں پر ، بوجھِ اتنا رکھ دیا!



ذرِ خموشی ، لفظ و معنی قابلِ تفریق نیست

حرفِ بے رنگِ از گشاؤ لب ، دو پہلوی شود

خموشی میں ، لفظ و معنی کی تفریق نہیں ہو سکتی ﴿ حرفِ سادہ سے لے کر لفظِ پیلو تک جو جاتا ہے ﴾

ہے لباسِ لفظ و معنی سے ، خموشی بے نیاز

صوتِ بن کر ، فکر میں تفسیر کے پہلو بہت!

گلنی جراتِ کارے کہ نباید کردن
 گر شوی این قدر آگہ کہ خدای پیند
 کوئی اس کام کی نرات نہ کرے جو نہ کرنا چاہیے ﴿﴾ اگر اس بات کو جان لے کہ خدا کو کچھ رہا ہے
 غیر ممکن کہ بے سر زد ہو کبھی تم سے گنہ
 بات گر اتنی سمجھ لو کہ خدا دیکھتا ہے



مرداں ز استقامت و ہمت ، برنگِ شمع
 از جانی رَوَد ، اگر سر بُریدہ اند
 اہل استقامت و ہمت کی طرح ﴿﴾ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے ، چاہے سر قلم ہو جائے
 مردانِ استقامت و ہمت ، مثالِ شمع
 اپنی جگہ سے ہلے نہیں ، چاہے سر ہی جائے



ز تیغِ یارِ سرِ ما ، بلند ہُد بیدل !
 بہ موج ، خیمہ نازِ کباب می بافتد
 بیدل میرا سرِ صغیرِ یار سے اونچا ہوا ﴿﴾ جس طرح کباب کا خیمہ از موج سے نکلتا تھا
 صغیرِ یار نے کیا بیدل کا سر بلند
 یعنی بنا ہے موج نے خیمہ کباب کا

بُر ما خطا گر فتن، از کیشِ شرم دُور است
 کس عیبِ گس نہ پند، تا بے حیا نہ اُفد
 خطایِ گرفت کرنا آئینِ شرم سے دور ہے ❀ لوگوں کے عیب، بے حیا دیکھتا ہے
 اس لیے چشمِ پوش ہوں، میرا یہ اعتقاد ہے
 اصل میں بے حیائی ہے دیکھنا دوسروں کے عیب



اندیشہ خود بنی از وضعِ ادب دُور است
 آئینہ نمی بافد، آنجا کہ حیا بافد !
 ادب کے تقاضے سے خود بنی محاسن نہیں رکھتی ❀ جہاں حیا ہو، وہاں آئینہ نہیں ہوتا
 خود بنی نہیں ہر گز، آئینِ ادب کیساں !
 ہوتی ہے حیا جس جا، آئینہ نہیں ہوتا !



دلِ مُردہ غافلِ افتاد، ز مالِ کارِ ہستی
 سرِ زندہ ندارد کہ غمِ فنا ندارد
 مُردہ دل ہی زندگی کے انجام سے غافل ہے ❀ کوئی باہوش ایسا نہیں ہے، جسے فنا کا غم نہ ہو
 مالِ کارِ ہستی سے دلِ مُردہ ہی غافل ہے
 نہیں کوئی سرِ زندہ، فنا کا غم نہ ہو جس کو !

زترانہ ہاے ابرام، فخل است فطرت اما
 چہ گند زبان سائل کہ غرض حیا ندارد!
 مسلسل قاضوں سے میری فطرت شرابی ہے ﴿ غرورت نہ کیا کرے غرض بے شرم ہوتی ہے
 نواہاے التجا سے، گو فخل ہے میری فطرت
 کرے کیا زبان سائل کہ غرض حیا سے عاری

چوں یقین مخرف اُفتاد، دلائل بالید
 راستی رفت کہ ممنون عصایم کردند

﴿

بے یقین انسان لیتا ہے دلیلوں کی مدد
 قد جھکے تو آدمی ہوتا ہے ممنون عصا

﴿

﴿

﴿

﴿

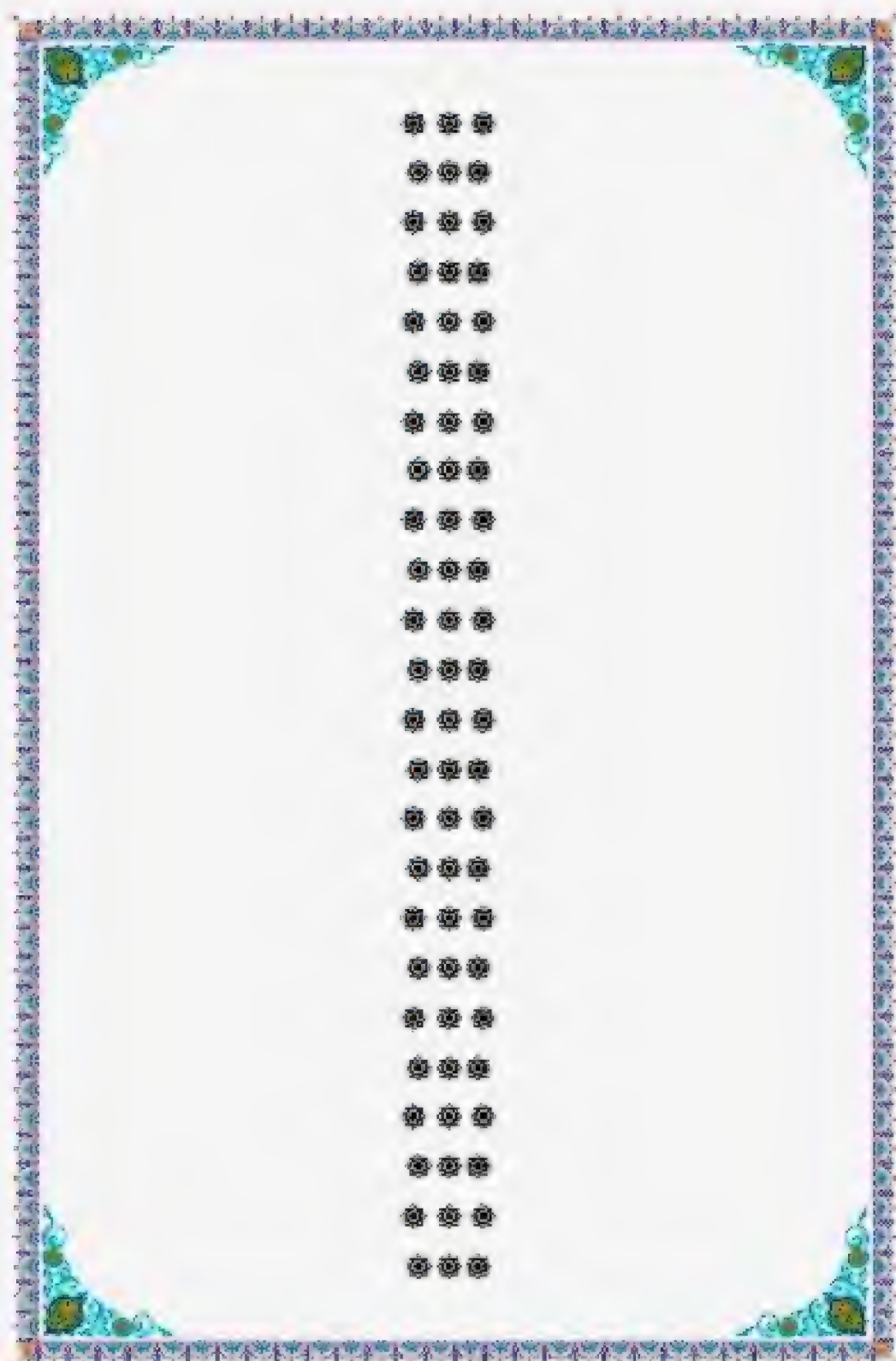
﴿

﴿

﴿

﴿

﴿



ثابت قیام و شیب رکوع و فنا سُجود
 در ہستی و عدم نتواں جو نماز کرد



قطعہ

قیام یعنی جوانی ، بڑھا پا یعنی رکوع
 فنا! علامتِ سجدہ ہے بندگی کے لیے
 یہ راز کاش سمجھ لے تو زندگی بن جائے
 حیات و موت عبادت ہے آدمی کے لیے



مندرجہ بالا شعر کا ترجمہ قطعے کی صورت میں کیا گیا



کدام قطرہ کہ صد بحر ذر رکاب مدارد

کدام وزہ کہ طوفان آفتاب مدارد

قطرہ کہاں ہے جس میں بیگروں سمندر نہ ہوں ﴿﴾ کوئی وزہ نہیں کہ جزاوں آفتاب نہ دکھتا ہو

موجزن ہیں ایک قطرے میں سمندر ریکٹروں

ایک وزے میں ہیں پوشیدہ ہزاروں آفتاب



سازِ طرب کھل اقبال شکست است

جامے کہ خدیو تو ، فلک بر سرِ آجم زد!

خوش بختی کے سازِ طرب کا انجام نہ جانا ہے ﴿﴾ جس جام کی اوجھ تھی فلک نے آجم کے سر پہ مارا

ہر اک سازِ طرب کا ٹوٹ جانا ہی مقدر ہے

فلک نے ساغرِ جمشید اُس کے سر پہ دے مارا



زمر آشنائے معنی ، ہر محیرہ سرِ باخدا!

طبعِ سلیم فضل است ، ارشِ پدِ رنہ باخدا!

ہلم کا ہر غدی ، معنی آشنا نہیں ہوتا ﴿﴾ طبعِ سلیم انعام خدا ہے ، میرا احباب و خد نہیں

رُموذِ حرف و معنی ، ہر کسی پر کھل نہیں سکتے

نخن نہیں ہے فضلِ رب نہیں میراثِ آبائی!

دل چو آزاد تعلقُ عُد ، مُؤر می شود

قطرہ کز موج دامنِ چید ، گو ہر می شود

دل ملائق لڑنا سے آزاد ہو کر نکل رہا جاتا ہے ﴿ جیسے موج سے دامن بچا کے قطرہ موتی بن گیا

ہو کے آزاد تعلق ، دل مُؤر ہو گیا

موج سے دامن بچا کے ، قطرہ گو ہر ہو گیا



از رگ گل می تو اں فہمید مضمون بہار

فیضِ معنیہاے ما ، تحریرِ روشن می کند

میں نے رگ گل سے مضمون بہار سمجھا ہے ﴿ میرے فیضِ معانی نے تحریر کو روشن کر دیا ہے

میں نے سمجھے ہیں رگ گل سے مضامین بہار

فکرِ عالی کو ، کیا روشن مری تحریر نے



تنگِ رسوائیِ مدارو ، ساز تا خامش نواست

زمرِ صد عیب و بئر ، تقریرِ روشن می کند

ساز کی خاموشی اسے رسوائی سے محفوظ رکھتی ہے ﴿ لیکن گفتگو عیب و بئر ، لہایاں کرتی ہے

ذلتِ تشہیر سے محفوظ ہے ، سازِ خموش

کاشفِ عیب و بئر ہے ، گفتگو انسان کی !



طبع خاموشاں ، بجور شرم روشن می شود
 در چراغِ حسنِ گوهر ، آبِ روغن می شود
 طبع خاموشاں نور شرم سے روشن ہوئی ہے ۞ چراغِ حسنِ گوہر کے لیے ، پانی روغن بن گیا ہے
 بجور شرم و بقیضِ عورت ہوئی ہے طبعِ خوشِ روشن
 بنا ہے جس طرح آبِ روغن ، چراغِ حسنِ گوہر کی خاطر !



صنعتِ خوں ریزی تیغش ، متناثر کردنی است
 ہسبلِ ما ، می نشاند بال و گلشن می شود
 اس کی تلواری کاٹ دیکھنے والی ہے ۞ زخمی یوں پھڑ پھڑایا کہ قتل گھٹاں ہو گیا
 دید کے قابلِ پسِ اس شمشیر کی خوں ریزیاں
 رقصِ ہسبلِ یوں ہوا ، مقتل گھٹتاں ہو گیا



مباش بے خبر از درسِ بے ثباتیِ عمر
 کہ ہر نفس ، ورتے ، زیں کتابِ می ریود
 عمر کے سبق بے ثباتی سے غافل نہ رہ ۞ ہر سانس اس کتاب کے ورق کم کر رہا ہے
 نہ ہو غافل ، کتابِ زندگی کی بے ثباتی سے
 کہ ہر اک سانس پر اس کے ورق کم ہوتے جاتے ہیں

شوخی بادِ خزاں ، سرِ مایہ اکسیر داشت
 نیست زیں گلشن ، ہر کا ہے کہ او، ز زیں نشد
 شوخی بادِ خزاں ، ہیما کا اثر رکھتی ہے ﴿ گلشن میں کوئی جنکا نہیں جو زیں نہ ہو گیا ہو
 شوخی بادِ خزاں کی ہیما سازی تو دیکھ
 اُس نے گلشن کا ہر اک بینک سنبھرا کر دیا !



ترک خود داریت مشکل ، ورنہ مُہبتِ خاکِ مَن
 طرفِ دامانے گر آفتابِ نمد ، ہیما باں می شود
 ترک خود داری ممکن نہیں ورنہ میری مُہبتِ خاک ﴿ اگر گوشہ دامن جھاڑے ہیما باں پیدا ہو جائے
 ترک خود داری ہے مشکل ، ورنہ میری مُہبتِ خاک
 گر جھٹک دے گوشہ دامن ، ہیما باں پیدا ہو !



چوں فنا نزدیکِ ہُد ، مشکل بود ضبطِ حواس
 در دمِ پرواز ، بالِ و پر ، پریشاں می شود
 فنا دیک ہو تو حواس کا قابو میں رہنا مشکل ہے ﴿ پرواز کے وقت بال مڑ بکھا نہیں رہے
 ز ہیں اوسان قائم ، وقتِ آخر غیر ممکن ہے
 دمِ پروازِ بالِ و پر ، پریشاں ہو ہی جاتے ہیں !



آہڑومی خوانی ، آڑ اظہار حاجت شرم دار
 ایں ترنم را ، ز قانون حیا نمر روده آند
 آہڑو چاہتا ہے تو ضرورت کا اظہار نہ کر ﴿ کہ ساز حیا یہ یہ راگ نہیں گایا جاتا !
 اگر بے خواہش عزت ، نہ پھیلا اپنے دامن کو !
 نہ گایا جائے گا ، ساز حیا پر نعمہ حاجت !



سُرائِ عاقبت خوانی ، ہمید ان شہادت رو
 کہ صد بالینِ راحت ، آڑ پر یک تیر می جوہد
 معجزت کی طلب ہے تو میدانِ شہادت کا رخ کر ﴿ صد سحرِ راحت ، ایکہ بر تیر میں جوش زن دہن
 سُرائِ خلد ہمید ان شہادت ہی سے ملتا ہے
 کہ پرواز پر یک تیر پہنچاتی ہے جنت میں



آز کف بے مایگاں ، کار گھائی محو او
 دسٹ چو کوتاہِ عُہد ، ناخنِ پامی شود
 دسٹ بے مایہ سے کار گھائی کی توقع نہ کر ﴿ غالی باتھ پاؤں کے ناخن کی طرح ہو جاتا ہے
 دسٹ بے زر سے کسی کو فائدہ ہوتا نہیں
 دسٹ بے زر ناخنِ پا کی طرح بے فیض ہے



حرمِ بصد عز و جاہ، ذر ہمہ صورت گداست
 گر بھناخت رے، کُتر غنا می شود
 لا محذورت و جاہ کے باوجود بیکاری ہے ﴿﴾ غنا قناعت سے، مٹی کا ہم زبہ ہو جاتا ہے
 حریصِ جاہ و عزت تو بہر صورت گدا گر ہے
 قناعت کو اگر پہنچے تو مفلس بھی تو نگر ہے

نخن در پردہ خوں سازے بہ است از عرض اظہار
 کہ از تحسینِ ایں بے دانشاں، دُشنام می خیزد

❦

رہو خاموش کم فہموں کے آگے یہ ہی بہتر ہے
 کہ ان بے دانشوں کی داد بھی دُشنام ہوتی ہے

❦

گلِ بسر، جامِ بکف، آں چمنِ آمین آمد
 میکشاں مُودہ، بہار آمد و رنگین آمد

❦

گلِ بسر، جامِ بکف وہ چمنِ آرا، آیا
 میکھو! مُودہ کہ عہدِ گل و بادہ آیا

گفتگو کم گن، اگر عافیت منظور راست

بحر ہم می زود آرز خود، چو ہوا بیش شود

اگر عافیت منظور ہے تو زیادہ باتیں نہ کر *** ہوا تیز ہو تو حمد رہی حد عبور جاتا ہے

گفتگو اتنی نہ کر، گر عافیت منظور ہے

بحر بھی خود میں نہیں رہتا، ہو اگر تیز ہوا



سرمایہ نشاط ٹو، رفع تعلق است

از ترک برگ، لئے بمقام نوا رسید!

تیری خوشی اسی میں ہے کہ ناپا سے اچھا ہے کر *** پاسری یوں کوڑک کر کے مقام نغمہ کی

ترک تعلقات دہر، وجہ مسرت و نشاط

برگ سے بے نیاز لئے، نغمہ مقام ہو گئی!



وحدت سراے دل نشو و جلوہ گاہ غیر

عکس است جہمت کہ بر آئینہ بستہ اند

وحدت آواز دل انمیری جلوہ گاہ عکس ہے *** عکس ایک جہمت ہے جو آئینے پر لگی ہوئی ہے

وحدت سراے دل میں نہیں غیر کا مقام

آئینے پر ہے عکس کی جہمت لگی ہوئی!



بدائع آرزوے ، می تو اس تعمیرِ دل کردن
 بناے خانہ آئینہ ، یک دیوار بس باہد
 میں نے دایع آرزو پر خانہ دل کی بجاد رکھی ✽ تعمیر خانہ آئینہ صرف اک دیوار سے ہوئی
 فقط اک آرزو پر ، خانہ دل کی بنا رکھی
 اساس خانہ آئینہ ، اک دیوار کافی ہے !

ترسم شود آزرده ز تابِ گلہ گرم
 زخسارِ ثو ، از سایہ ہوگاں گلہ دارد
 ڈرتوں مری گاؤں کی بخش سے خفا ہو جائے ✽ تیرا زخسار! لکھوں کے سامنے سے گلہ رکھتا ہے
 کیا گرم لگا ہی سے وہ آزرده نہ ہوگا ؟
 زخسار! جسے سایہ ہوگاں سے گلہ ہے !
 ✽✽✽

آئینہ دل را ، ز نفس نیست رہائی
 دریا عبث از شوخی طوفاں گلہ دارد
 جب آئینہ دل کو سانسوں سے رہائی نہیں ہے ✽ تو دریا کو طوفاں کے زور سے عبث دکھاتا ہے
 آزاد نفس ، آئینہ دل بھی نہیں ہے
 بحر کو کیوں شوخی طوفاں سے گلہ ہے ؟
 ✽✽✽

از طاقتِ دائمِ جگرِ شعلہ کباب است

از آبلہ آم ، خارِ مغیلاںِ گلہ وازد

مرے دل کی تابلی سے جگرِ شعلہ کباب ہو گیا ۛ مرے ہاں کے چھالوں سے کانٹے شاکر ہیں

دانوں سے مرے ، بے جگرِ شعلہ کو چشمک

چھالوں سے مرے ، خارِ مغیلاں کو گلہ بے

بیدل ! منم آں گوہرِ ذریاے تمکل

کز لنگرِ من ، شورشِ طوفاںِ گلہ وازد

بیدل میں ذریاے تمکل کا ہوتی ہوں ۛ جس کی برداشت سے شورشِ طوفاں عازم ہے

ذریاے تمکل کا وہ گوہرِ ہوں میں بیدل !

ہمت سے مری ، شورشِ طوفاں کو گلہ بے

جاہ را ، با آبروے خاکساری ہا مسخ

نیست ممکن ، گردنِ موجِ از سرِ ساحل بلند

دلی جاوی کاغذ کی واقعی خاکساری نہ تھی ۛ ممکن نہیں کہ گردنِ موجِ ساحل سے بلند ہو

جاہ کو ٹو آبروے خاکساری سے نہ تول

پست ہو جاتی ہیں موجیں آ کے ساحل کے قریب

چشمِ اہلِ بھودا گرمی داشت رنگے امتیاز

اس قدر ہر گونہی خُدا، نالہ سائل بلند

اگر حق کی آنکھ خردتِ بندہ کو پہچانتی ﴿ تو آوازِ سائلِ اسقدر بلند نہ ہوتی

چشمِ اہلِ بھودا میں ہوتا اگر ذوقِ تمیز

اس قدر ہر گونہ ہوتا نالہ سائل بلند !

باغِ زورِ نازِ او، مشکلِ بر آید عجزِ ما

گردِ بھجوں نازِ سا و دامنِ محمل بلند

اُس کے غرورِ مذکورِ میرِ اعجاز نہیں مٹتی سکتا ﴿ خاکِ جنوں کی زسائی، محملِ بختی بھی نہیں ہوتی

اُس کے کبر و ناز پر، غالب نہ ہوگا میرِ اعجز

گردِ بھجوں نازِ سا ہے، دامنِ محمل بلند !

چوں باسائشِ رسیدے شعلہٴ دلِ مردہ گیر

از جرسِ مشکل کہ گردِ نالہ در منزل بلند !

راحتِ حاصل ہو تو شعلہٴ دلِ تابہ نہیں رہتا ﴿ منزل پر پہنچ کر جس خاموش ہو جاتی ہے

ہو اگر آسودگی حاصل تو بچھ جاتا ہے دل

منزلِ مقصود پر خاموش رہتی ہے جرس

گھبارے نیست از پست و بلند موجِ دریا را
 حقیقت ہے نیازِ اختلافِ کفر و دینِ دارو
 موجِ دریا کی ہستی و بکدلی سے غبار نہیں اٹکتا ۞ حقیقت، اختلافِ کفر و دین سے بے نیاز ہے
 نہیں ہوتی گھبار آلودہ ہر گونہ موجِ دریا کی
 ہے بالاتر حقیقت، اختلافِ کفر و ایمان سے

درسِ کتابِ معرفت، حوصلہ خواہ خاموشیت
 گر تختِ بلندِ مُہد، تا سرِ داریِ رسد
 کتابِ معرفت کا خاموشی کا مطالبہ کرتی ہے ۞ اگر تو نے راز افشا کیا، تو سرِ دریا جا ہوگا
 درسِ کتابِ معرفت، طالبِ ظرف و ضبط ہے
 جس نے کیا سخن بلند، موجبِ دار ہو گیا
 ۞ ۞ ۞

گر نہ منظورِ کرم، بخششِ عبرتِ باہد!
 چہ خیالیست کہ دولتِ با آرازلِ بخشد
 اگر کریم اور ہی عبرت دے گا نہیں چاہتا تو ۞ کبھی عجب بات ہے کہ مایلوں کو دولت بخشی
 درسِ عبرت نہیں منظور، تو اسے صاحبِ نمود!
 کیا قیامت ہے، رفیلیوں کو عطا کی دولت؟
 ۞ ۞ ۞

مُتَعَمَّانِ اَزِ اَکْثَرِ یَکِ رَکْرِ پِیشانی

راوِ صَد رَکِی طَلَبِ، ہَرْ لَبِ سَمَائِلِ بَسْتَنَدِ

صاحبانِ ڈرنے، تیوری کے ایک بل سے ۱۰۰ سالوں پر، طلب کا، ہر راستہ بند کر دیا

مالِ داروں نے چڑھا کر تیوری قہلِ طلب

سالوں پر بند کر دی ہے، ہر اک راوِ سوال!

اَزِ اَہْلِ دَوَّلِ حِیَا مَجُو یَیْدِ

اخلاقِ کجاست؟ مَتَّصِبِ آمِد!

❦

حُکمرانوں میں نہ کر خُلق و مَروءت کی تَلاش

اِن میں اخلاق نہیں، عَزَّوَجَلَّ مَتَّصِبِ آیَا

❦

بیدل! نَعْدَم دُچارم تَحْقِیقِ

آپینہ بدستِ مَن شَبِ آمِد

❦

بیدل! مجھے تَحْقِیقِ کا مَوقع نہ ملا

آئینہ مرے ہاتھ میں شَبِ کو آیا

کینہ می باید رواج، از سرد مہری ہاے دہر
 آہر دے آتش آہروں، در زمستان می شود
 زمانے کی سرد مہری سے کینہ رواج پائے گا ۞ سردی میں آگ کی قدر یاد جاتی ہے
 سرد مہری سے جہاں کی پائے گا کینہ رواج
 موسم سرما میں، بڑھ جاتی ہے قیمت آگ کی!

چارہ نتواند نہفتن، رازِ ماخوئیں دلاں
 زخمِ گل از مٹیہٗ ھمہم نمایاں می شود
 ہم زخمی دلوں کا حال چھپ نہیں سکتا ۞ ھمہم نے بھولوں کے زخم اور نمایاں کر دیے
 رازِ ہم خوئیں دلوں کا، چھپنا ممکن ہی نہیں
 زخمِ گل ھمہم کے ٹانگوں سے نمایاں تر ہوا

تختِ مشقِ حوادثِ کرد، مارا عاجزی
 زخمِ دندانِ بیشتر، وقفِ لبِ زیرینہ بود
 عاجزی نے مجھے حواص کے لیے غمزدہ کیا ہے ۞ کہہ انت نچلے ہونٹ ہی کو کچی کرتے ہیں
 تختِ مشقِ حوادث، عاجزی نے کر دیا
 زخمِ دندان، بیشتر لگتے ہیں نچلے ہونٹ پر!

تنگ دارِ دمرگ ، از وضعِ رُسومِ زندگی

مُردہ را ، کمرِ دند آریں رُو ، جامہٴ ماتمِ سپید

موت کے لیے زندگی کی رکھیں، باعثِ دُعا ہوں ﴿﴾ اسی لیے مُردے کا لباس، تم سفید ہوتا ہے

زندگی کا ہر نشان ہے موت کے نزدیک تنگ

اس لیے پہنے ہے مُردہ جامہٴ ماتمِ سفید

ز آہنگِ گدازِ دل ، مباحِ اے بے خبرِ غافل

زبانِ شمعِ خاموش است ، لقا گفتگو دارِ دل!

بے خبر! آوازِ گدازِ دل سے غفلت نہ کر ﴿﴾ زبانِ شمعِ چپ رہے ہوئے بھی کھٹکھٹاتی ہے

ہے اک اظہارِ کاسُلوبِ آہنگِ گدازِ دل

زبانِ شمعِ چپ رہ کر بیاں کرتی ہے افسانے

غافلِ مٹو ز حالِ خوشاں کہ از حیا

صد رنگِ نالہ ، درِ جگہٴ عجزِ بستہٴ اند

حیا سے خاموش رہنے والوں کا خیال رکھو ﴿﴾ اُن کی نگاہِ عجز میں کھوپان لگاں جو جہاں ہے

حیا خاموش رکھتی ہے ضرورت مند کو لیکن

نگاہِ عجز میں ، فریادِ صد آہنگ ہوتی ہے

ہر سخن بنجے کہ خواہد صید معنیما مکنند

چوں زباں می باید اول خلوتے پیدا مکنند

جو سخنور تازہ معانی شکار کرنا چاہتا ہے ﴿۱﴾ وہ زبان کی طرح پہلے خلوت اختیار کرے

جو سخنور ، خواہش صید معانی رکھتا ہے

ہو زبان و دل کی صورت پہلے وہ خلوت نشیں

﴿۲﴾ ﴿۳﴾

می مکنند یک دیدہ بیدار ، کار صد چراغ

روز نے ، زیں خانہ تاریک ، بر دل واکند

ایک دیدہ بیدار ، کار صد چراغ کرتا ہے ﴿۴﴾ اس خانہ تاریک نے دل پر روزن نور کھولا ہے

سو ، چراغوں سے بھی افضل دیدہ بیدار ہے

باعث تنویر دل ہے ، خانہ تاریک چشم!

﴿۵﴾ ﴿۶﴾

بے رنگ دریں محفل ، آیینہ نمی باہند

آں دل کہ تہی باہند از کینہ ، نمی باہند

اس محفل میں ہر آئینہ رنگ آلود ہے ﴿۷﴾ جو کینے سے خالی ہو ، وہ دل کس نہیں ہے

بے رنگ زمانے میں ، آئینہ نہیں کوئی

میں دل تو بہت لیکن ، بے کینہ نہیں کوئی

ندارد چشمہ حیاں ، حضور آبِ پریکانت

ز یادِ زخمِ او ، جاں در تنِ نحیر می آید

آبِ حیات، آبِ پریاں سے نیاہ ننگی اٹھ نہیں آس زخمِ پریاں کی یاد سے حضور میں جاں ملتی ہے

ہے اُس کا آبِ پریاں چشمہ حیاں سے جاں افزا

کہ یادِ زخم سے اُس کے تنِ مُردہ میں جاں آئے

چوں نقشِ ، ز بسکہ نگوں بختِ فطرتیم

ہوگاں نمی شود ، بتما شاے ما بلند !

نگوں پا کی طرح بس قسمت و فطرت ہوں مجھے دیکھنے کے لیے پگھیں بھی بند نہیں ہوتیں

میں نقشِ پا کی طرح ! تا پستِ قسمت ہوں

بلند ہو نہ سکیں ، میری دید کو پلکیں !



ہیادِ پست و دعویٰ عزتِ جنون کیست

مُو ، سر بلند نیست ، شود تا گجا بلند !

جو پست بنادو، اُس کا دعویٰ عزت کون ہے ؟ بالِ سر بلند نہیں ہو سکتے، چنے بھی طویل ہوں

جو پست ہیاد ہو وہ ہر گز ، کرے نہ دعوائے شان و شوکت

ہوں کتنے ہی اُوچے بالِ سر کے، ملے نہ اعزازِ سر بلندی



وصفِ بہارِ حُسنِ ، گر در چمن بگویم

چوں بُلبلِ از گلستاں بگلِ نعرہ زن بر آید

اگر اُس کی بہارِ حُسن کا بیان چمن میں کروں ❀ بُلبل کی طرح ببول چمن سے نعرہ زن نکلتے

کروں اُس کی بہارِ حُسن کا گر باغ میں چر چا

تو بُلبل کی طرح بگلِ باغ سے نعرہ گناں نکلتے!



ہر کہ از وصفِ خطِ نوخیزِ خواباں غافل است

در نیام لب ز بَاش ، تیغِ بے جوہر بود

جو حسیوں کے زخموں کا مدح خواں نہیں ❀ اُس کی زبان، نیام میں زنگ آلود ہوا رہے

جو نہیں مذاہجِ حُسنِ مد و شان و گلِ رُخاں

بے زبان اُس کی نیام لب میں زنگ آلود تیغ



خاکساراں ، تا گجا دارند ، پاسِ آبِرو

سایہ را ، از عاجزی ، ہر گس تہ پامی ٹکند

خاکسار کہاں تک قہر کی پادشاهی کریں ❀ سارے پر عاجزی کے سبب ہر کوئی پاؤں رکھتا ہے

خاکساروں کے لیے مشکل ہے پاسِ آبِرو

سارے کی قسمت میں لکھا ہے ، رہے زیرِ قدم!

بظاہر گر زمیں گیرم، ز مقصد نیستم غافل
 کہ چشم نقش پا، از جادوہ بر معول نظر دارد
 ﴿ ہر زمیں پر ہوں مگر مقصد سے غافل نہیں ﴾ چشم نقش پا، راستے سے معول پر نظر رکھتی ہے
 ہوں پیوستہ زمیں، لیکن نہیں مقصد سے میں غافل
 کہ چشم نقش پا، یوں بھی نظر رکھتی ہے معول پر

اگر عشق بجاں کفر است بیدل!
 کسے جو کافر ایمانے ندارد



اگر عشق بجاں ہے کفر بیدل!
 تو جو کافر کوئی مومن نہیں ہے



مدعی! درگور از دعویٰ طریزیدل
 سحر مشکل کہ بکیفیت اعجاز رسد!



کرند دعویٰ طریزیدل کا بھی اے مدعی
 سحر کی کیا قدر، اعجازِ سخن کے سامنے!



سواہِ ہر دو عالم سُستہ است اٹکے کہ من دارم
 رواجِ سُرمہ ، ذرِ اقلیم چشمِ تر نمی باشد
 میرے اشکوں نے وہ عالم کی سیاہی جوئی ہے ﴿﴾ ملکِ چشمِ تر میں سرے کا رواج نہیں ہوتا
 دو عالم کی سیاہی میں نے دھوڑا لی ہے اشکوں سے
 رواجِ سُرمہ ، ملکِ دیدہ تر میں نہیں ہوتا



امروز ، گر انصاف دہد داہِ طبائع
 گس مُنظرِ مہدی و دجالِ نباشد!
 اگر آج انصاف درودا داری مہتر ہو جائے ﴿﴾ تو کوئی مہدی و دجال کا بھکار نہ کرے
 اس عہد میں انصاف کیسے ہو ، تو ہر گو
 کوئی نہ رہے مُنظرِ مہدی و دجال!



سفلہ ز گسبِ کمال ، قدِ بر مزیٰ شکست
 قطرہ چو گوہر شود ، بد گہری می شکند
 نیچ انسان کمال پا کر مزیٰ کی قدر نہیں کرتا ﴿﴾ قطرہ گہری کے صدف کا احسان بھول جاتا ہے
 نہیں کرتا کبھی کم ظرف و عزت اپنے محسن کی
 نہیں رکھتا صدف کو یا قطرہ بھی گہر بن کے!

چشمِ حرص افزود ، مقدارِ جهانِ مختصر
 ہم چو اعدادِ اقل ، کز صفر اکثر می شود
 جهان فانی کو لالچی کی آنکھ داغی بھتی ہے ﴿ جس طرح کم قیمت ہذا دکان پر لایا رہ کرنا ہے
 لالچی ذرے کو دیتا ہے مقامِ آفتاب
 جیسے کم قیمت ہذا دکان کو ، صفر کرتا ہے کثیر !



صور ، در پردہ نومیدیِ دل ، خوابیدہ است
 یارب ! ایں بھنہ نوا ، قابلِ فریادِ مباد !
 مایوسِ دل میں ، شورِ قیامت خوابید رہے ﴿ یارب ! ایں بھنہ نوا کو ، قابلِ فریاد نہ کر
 دلِ مایوس میں ، پوشیدہ ایک شورِ قیامت ہے
 نہ دینا جراتِ فریاد ، یارب ! قلبِ مضطرب کو !



قاصدِ ہاں از بختِ امدادِ یاراں فارغند
 موجِ ہر گودشش از آبِ گہرِ بالانہند
 قاصدِ ہندوستان کی مند و کھان نہیں رہتی ﴿ اسے موجِ تازیانہ سے گہرے نہیں نہ رہتی
 قناعتِ تُو ، کبھی شرمندہٴ احساں نہیں ہوتے
 کہ دستِ موجِ دریا ، کمتر از آبِ گہرِ ظہر !



مقصدِ خلق، از تب و تابِ ہوس موہوم ماند

پئے غلط کر وند از بس جاوہ با، باریک بود

ہوس کی چمک نے مقصدِ تخلیق سے دور کر دیا ﴿﴾ نکل دے خطر راستوں میں آنا قدم غلط ہوا

ہو گیا حرص و ہوس میں مقصدِ تخلیق گم

پاؤں رکھا ہے غلط اور راستے تئیں پر خطر!

جلوہ شخص ز تماشال عیانت ایں جا

از تو غافل نبود ہر کہ مرا، می بیند

یہاں جیسے سے، صاحبِ جہیم غائب ہے ﴿﴾ مجھے دیکھنے والا، مجھ سے غافل نہ رہے گا

تیرے ہونے کی نشانی، مرا بیکر ہے یہاں

مجھ کو پہچانے گا ہر شخص، جو دیکھے گا مجھے

کسے کہ دست، بدامانِ انفات تو زد

مقیم الجمن سایہ ہما گر دید

تیرا نامی انفات جس کے کی گرفت میں آجائے ﴿﴾ گویا دوزخِ سعادت کا سکہ نہیں ہو گیا

جو تیرے سایہ لطف و عطا میں آجائے

مقیم الجمن سایہ ہما ٹھہرے!

ز چشم تر ، مال انتظارِ شوق پر سیدم
 جگر خوں گشت و گشت ، احوالِ مہنتا قاتلِ چہیں بائد
 چشم تر سے ، انتظارِ شوق کا انجام یہ چھاتو ❀ بگر خونِ تیرا اور کب تک قاتلِ یار پہ یہی گزرتی ہے
 مالِ انتظارِ شوق پر چھا چشمِ گر یاں سے
 جگر خوں ہو کے بولا ، ہے یہی انجامِ مہنتا قاتل !



خوشی چشمِ جوشتِ دریاے معانی را
 مدد از سُرمہ دارِ دچوں قلم ، ہر گسِ سخن دارد
 خوشی و مایہ معانی کچھ سرمہ دارِ جوش ہے ، جو کلمہ ❀ کچھ کہانے قلم کی مانند سرمہ سے مدد لیتے
 خوشی چشمِ پر جوش ہے بحرِ معانی کا
 قلم کو بھی تو سرمے کی مدد و رکارہ ہوتی ہے



ہر گل کہ دیدم ، آبلہ خوں چکیدہ بود
 یارب ! چہ خار ، در دلِ گلشن شکستہ آمد
 ہر پھول اک شون پکا تا آبلہ بنے محسوس ہوا ❀ ایسی گلشن کے دل میں کیسا کچھ بکھانے؟
 ہر پھول ، مثلِ آبلہ خوں چکیدہ ہے
 یو ست کیسا خار ہے گلشن کے قلب میں؟

طراوتِ چمنِ اچھا رہِ حُسن ، حیا ست !
 چراغِ رنگِ گلِ از آبِ می کند روشن
 شرم ! چمنِ حُسن کی شادابی ہے ❀ چراغِ رنگِ گل، پانی سے روشن ہوتا ہے
 حیا سے حُسن کے گھوار میں آتی ہے شادابی
 چراغِ رنگِ گل کو، آب سے ملتی ہے تابانی



گہے برسر، گہے بربدل، گہے ذریعہ جادازد
 اُٹھارے راہِ بکو لانِ ٹو ، پامنِ کارِ بادازد
 کبھی سر پہ کبھی دل، کبھی آنکھ میں جکڑتا ہے ❀ تری ریتور کاٹھا، دھڑ سے بہت کام رکھتا ہے
 کبھی سر پر، کبھی دل میں، کبھی رہتا ہے آنکھوں میں
 اُٹھارے رہ گور تیرا ، بہت ہے مہرِ باں مجھ پر !



بیاں اگر ہمہ مصروفِ خامشی با ہند
 چہ ممکن است کہ پامالِ مدعا نمود
 زبانِ اگر یوں ہی بیخِ خاموش رہی ❀ تو ممکن نہیں کہ مدعا پامال نہ ہو
 رہی زبانِ جو مصروفِ خامشی یوں ہی
 تو کیا عجب ہے کہ پامالِ مدعا ہو جائے

ہڈر ویشی غنیمت دار عیش بے گلا ہی را
 کہ غیر از درد و دوش و گردن از افسر نمی خیزد
 دروغی میں عیش بے سرو سامانی غنیمت ہے ﴿ تاج سے گردن و شانہ کو درد ہی بھلا ہے
 غنیمت جان ، درویشی و عیش بے گلا ہی کو
 ہواے دردِ شانہ ، دردِ سر ، کیا تاج سے حاصل



اگر دشمن تو اشع پیشہ است ایمن مٹو بیدل !
 بخوں ریزی و دے باک شمشیرے کہ خم دارد



تو اشع سے اگر پیش آئے دشمن ، خوش نہ ہو بیدل
 کہ شمشیر خمیدہ اور بھی خوں ریز ہوتی ہے



روا دارد چرا ، بر دختر ز رنگِ رُسوائی
 گرازِ انصاف پُرسی محتسب ہم دخترے دارد !



روا ، انگور کی بیٹی کی رُسوائی نہیں ہرگز
 خدا لگتی کہیں گے ! محتسب بھی بیٹی والا ہے



صفحہ دل را، بدانغمی تو اں آیینہ کرد
لفظ از یک نقطہ، صاحب معنی دیگر شو و
صفحہ دل کو، داغ عشق نے آئینہ بنا دیا ﴿ ایک نقطے سے لفظ کا مطلب بدل جاتا ہے
داغ اُلفت نے مرے دل کو بتایا آئینہ
ایک نقطے سے بدل جاتے ہیں معنی لفظ کے
﴿ ﴿ ﴿

امر و زقد ر ہر گس، مقدار مال و جاہ است
آدم نمی تو اں گفت، آں را کہ زر نہاھد
ان دونوں ہر شخص کی قدر کا پیمانہ جاہ و مال ہے ﴿ اُسے آدمی نہیں سمجھتے جس کے پاس دولت نہ ہو
کیا جاتا ہے جاہ و مال سے عزت کا اندازہ
جو بے زر ہے اُسے اس دور میں انسان نہیں کہتے
﴿ ﴿ ﴿

زاں یک نوائے ”گن“ کہ بھوں، کردہ در آزل
چندیں ہزار نغمہ، بہر ساز دادہ اند
اک نوائے ”گن“ جو روز آزل بلند ہوئی تھی ﴿ اُس نے ہر ساز کو ہزاروں نغمے عطا کیے
اُس اک نوائے ”گن“ کا کرشمہ تو دیکھیے
جس نے ہزار نغمے ہر اک ساز کو دیے

بڑھئے ، اگر اپنی قشقہ بڑجیں وازد
 بھد ہزار تاج ، صنم نخواستی شد
 برہمنی چوٹی پر کھائی قشقہ لگائے ❀ کہیں کسی جہم میں گادہ نہ چاہے گا
 ہزار قشقہ جہیں ہو ، صنم پرست مگر
 کسی جہم میں نہ چاہے گا وہ صنم ہونا !
 ❀ ❀ ❀

ساغر آبلہ ما ، ز ادب سرشار است
 جادۂ وادی تسلیم ، رگ تاک کلید
 میرا ساغر دل ، بے ادب سے بھرا ہوا ہے ❀ رگ تاک ، وادی تسلیم و رضا ہو گئی
 ساغر دل بے بے خلق و ادب سے سرشار
 بن گیا میرے لیے راوِ رضا ، رخصت تاک
 ❀ ❀ ❀

آں قدر رفعت ندارد پایہٴ آربابِ قال
 واعظانِ را ، اوجِ عزت تا سرِ منبر بود !
 تمام آربابِ قال اتانہند نہیں ہے ❀ واعظوں کی جوتھ منبر تک محدود ہے
 حاملِ رفعت نہیں ہے پایہٴ آربابِ قال
 اوجِ عزت واعظوں کا ہے فقط منبر تک

سنگ ہم گرو اے گانے ، یاری آید ہڑوں

ایں صدا از پستون و سعی فرہاد مرسید!

اگر تھر بھی تراش کے تو یاری صورتِ خاں ہوگی ❁ پستون و کوششِ فرہاد سے یہ صدا آتی ہے

جو تھر بھی تراشو ، یار کی تصویرِ ظاہر ہو

صدا یہ ، پستون و کوششِ فرہاد سے آئی!



مقصدِ نالہٴ دل از من مد ہوش مہرس

شوقِ مست ، ندانم چہ تقاضا دارد؟

مجھ مد ہوش سے ، مقصدِ فریاد نہ پوچھ ❁ نہیں جانتا کہ بے خودی شوق کیا چاہتی ہے

مقصدِ نالہٴ دل ، پوچھ نہ مد ہوشوں سے

شوق بے خود ہے نہیں جانتا کیا چاہتا ہے



ز عیب پوشی اہناے روزگار مہرس

یکے گر آپہ نہ پرداخت ، دیگر ایں زنگ اند

اُنہا سے روزگار کی عیب پوشی کو کیا کہیں ، کوئی آئینہ ❁ بنائے تو دوسرے سے زنگ آئو دہرتے ہیں

ز رالی ہے اداے عیب پوشی اس زمانے کی

بنائے آئینہ کوئی تو ڈالیں لوگ خاک اُس پر

قطرہ محیط می شود، چوں ز سحاب مُجدِا

رُوح زد ہم خود عبث ترکِ بدن نمی کنند

بازل سے الگ ہو کر، قطرہ حمد رہ گیا ﴿ روح نے کچھ کچھ کر ہی جان کو ترک کیا ہے

ہو کے سحاب سے مُجدِا، قطرہ محیط ہو گیا

رُوح نے اپنے جسم کو ترک عبث نہیں کیا

عیشِ ما، غیر گرفتاریِ دل چیزِے نیست

یارب! ایں صیدِ زدام و تفسِ آزاد مباد!

میری آنودگی، گرفتاریِ دل پہ منحصر ہے ﴿ الہی! اس صید کو دام و تفس سے آزاد نہ کر

بے خوشیِ میری، گرفتاریِ دل پر موقوف

کاش یہ صید نہ ہو، دام و تفس سے آزاد!

نہِ آنودگی، دُر ساغرِ یاس است و بس!

راحبِ جاویدِ دآرد، ہر کہ بیدل می شود!

آنودگی کا شکر صرف، جامِ یاس میں ہے ﴿ اسے راحبِ دوام میں ہے جو بیدل ہو جائے

نہِ آنودگی، بس یاس کے ساغر میں ہے

راحبِ جاویدِ اُس کی، جو بھی بیدل ہو گیا!

خود گداز است، شرارے کہ بجائے نہ نرسد
 نالہ در بے اٹھری سخت تباہ و آرد
 آگ نہ لگائے تو چکاری خود را کہ ہو جاتی ہے ﴿ نالہ بے آڑ نالہ کساں کو خاک کر دیتا ہے
 ہوگا خود سوز شرر، گر نہ ہو آتش افروز
 بے اٹھر آہ میں ہوتا ہے تباہ زیادہ



شرر در سنگ می رقصند، مے لہر رتا کی می جوہد
 مخیر رختہ ساز است و خاموشی صدا دارد
 مخیر میں چکاری رقصاں ہے مے انگور میں جوشاں ﴿ مخیر آہنگ ساز ہے خاموشی آواز ہے
 شرر بے سنگ میں رقصاں شراب انگور میں جوشاں
 مخیر ہے ترنم ریز و خاموشی ہے گویائی



در آں محفل کہ حیرت ترجمانِ رازِ دل باہد
 خموشی دارد اظہارے کہ گویا گنگو دارد
 اس محفل میں حیرت دل کا راز کھولتی ہے ﴿ خموشی وہ اظہار ہے جو گنگو سے زیادہ مؤثر ہے
 تری محفل میں حیرت ترجمانِ رازِ دل ٹھہری
 خموشی یوں کرے اظہار، گویا بات کرتی ہے

دماغ شکوہ ندارم ، وگر نہ می شکستیم

بدوستان ز فراموشیم دعا برسد

شکایت کرنا پسند نہیں ہے ، ورنہ نہیں کہتا ﴿﴾ جن احباب نے بھلا دیا ، انہیں دعا پہنچے

دماغ شکوہ نہیں ہے وگر نہ میں کہتا

جو مجھ کو بھول گئے ہیں انہیں دعا پہنچے

﴿﴾ ﴿﴾ ﴿﴾

سو زِ دلم از گریہ ، چرا محو نگرود

بر آتش اگر آب ظفر داشتہ باہد

﴿﴾

کیوں گریہ مرے دل کی تپش کم نہیں کرتا

کہتے ہیں کہ آتش پہ ظفریاب ہے پانی!

﴿﴾

چراغِ برق تھکتے ، نمی باہد دریں وادی

سیاہی کرد ایں جا ، گر ہمہ خورشید پیداہد

﴿﴾

نہیں ہے جب چراغِ برق تحقیق اس زمانے میں

اندھیرا ہی رہے گا لاکھ ہوں شمس و قمر پیدا

دل وفا، بکھل نوا، واعظ فُسوں، عاشق جُوں

ہر کسے دُرِ ہمتِ خود، پیشہ پیدا می کند

دل وفا، بکھل نوا، واعظ فُسوں، عاشق جُوں ﴿ ہر کوئی اپنی ہمت کے مطابق پیشہ اختیار کرتا ہے

”دل وفا، بکھل نوا، واعظ فُسوں، عاشق جُوں“

ہر کوئی اپنائے بے پیشہ، بقدرِ ظرفِ خود!

خواہ رنگِ حلاوت، ز گفتگو بیدل!

نئے کہ نالہ کند، قابلِ ہلکے مہود

بیدل بر گفتگو میں محاسن نہیں ہوتی ماسری ﴿ جس سے نالہ کھائے اس میں ہلکے نہیں ہوتی

نہ کہ بیدل تمنا ہرزہ گو سے حرفِ شیریں کی

نئے نالہ کھائے بھی حاملِ ہلکے نہیں ہوتی

روادارد چرا، بر دخترِ رز رنگِ رسوائی

گر از انصافِ رُسی محتسب ہم دخترے وارد!

دختر انگور کو رسوا کرنا، کس طرح جائز ہے ﴿ اگر انصاف کی وجہ سے محتسب بھی بی بی والا ہے

روا، انگور کی بیٹی کی رسوائی نہیں ہرگز

خدا لگتی کہیں گے! محتسب بھی بی بی والا ہے

اے غافل از نزاکتِ معنی تاملے

مہ را، کے شناخت کہ سیرِ ہلال کرو

غافل! معنی ماڑی ہے، ہر پہلو سے غور کرو ﴿ اس لیے کہ ہلال سے مہتاب کا سراغ ملتا ہے

غافل ذرا نزاکتِ معنی پہ غور کر

راؤ قمر نکلتی ہے کوئے ہلال سے!

﴿ ردیف "ر" ﴾

اے ابر! نے بہ باغ نہ ذر لالہ زار بار

یادے ز اہکِ من کن و ذکر کوئے یار بار

اے ابر! نہ باغ نہ لالہ زار ہے، یہ باغ ﴿ میرے اہکِ یاد کرو اور کوئے یار ہے، یہاں

اے ابر! باغ پر، نہ برس لالہ زار پر

کر میرے اہکِ یاد، برس کوئے یار پر

﴿ ﴿ ﴿

ہر چند آستانِ کرم تھنہ وفاست

آپ رخِ طلبِ نتواں ریخت بار بار

آستانِ کرم بھی میری دفاؤں کا تھنا ہے ﴿ تو اپنی کمرورہ کا بار بار اظہار نہ کر

گو آستانِ مجھو بھی ہے تھنہ وفا

برسانہ آپ روئے طلبِ اتنا بار بار

﴿ ﴿ ﴿

بر خویش ہم در حسدت بازی شود
گر گل کند حقیقت احباب در نظر
ہمیں اپنے آپ پر شک آنے لگے ❀ اگر تم پر دوستوں کی حقیقت ظاہر ہو جائے
تمہیں کردار اپنا ناز کے قابل نظر آئے
اگر تم پر حقیقت دوستوں کی فاش ہو جائے



خونِ ہمد، دل از تکلفِ اسبابِ زندگی
یک لفظِ پوچ و آں ہمہ اعرابِ در نظر
تکلفاً یہ زندگی دیکھ کر دل خون ہوتا ہے ❀ اک لفظ پوچہ اس قدر دیر و ذرا لگے نہیں
دل خون ہوا ہے، دیکھ کے اسبابِ زندگی
اک لفظِ پوچ، زیر و زبر اُس پہ اس قدر



تا دل از آسید غافل بود تشویشِ نبود
سازِ استغنائے مارا کرد، باطل انتظار
بے محال دل کو کوئی تشویش نہیں ہوتی ❀ استغنائے مجھ ہر چیز سے بے نیاز کر دیا
دل ہے جب تک بے تمنا، دُور ہے تشویش سے
بے نیازی نے مری باطل کیا ہر انتظار



ہو خود ستم مکن اے ظالمِ حسد بھیاں
کہ ہست یک سر پیکاں ہمیشہ دردِ دل تیر

اے ظالم تو خود بھی اپنے ستم سے محفوظ نہیں ﴿﴾ کہ تیر کے دل میں ہمیشہ پکان چھا ہوتا ہے

تو خود پر بھی ستم کرتا ہے اے ظالمِ حسد پیشہ
کہ دل میں تیر کے پیوست ہوتا ہے سر پیکاں

﴿﴾﴿﴾﴿﴾

در محبت ، آرزو ، را ، اعتبار دیگر است
ایں حریفان وصل می خواہند ، بیدل انتظار

محبت میں آرزو کے کئی پہلو ہوتے ہیں ﴿﴾ یہ حریف طالبِ وصل ہیں ، بیدلِ انتظار کا

قطعه بند

اعتبارات آرزو کے بہت
اس میں بھی باوقار ہے بیدل!
طالبِ وصل ہیں حریف مگر
طالبِ انتظار ہے بیدل!

﴿﴾﴿﴾﴿﴾

اہلِ دُنیا رازِ جستجوئے دُنیا چارہ نیست
می کشد ناچار کرگسٹِ جانبِ مُردار، سرا!

انسان کو غم و ریا سے زندگی کی تلاش کرنی پڑتی ہے ﴿﴾ گدہ بھوک سے مجبور ہو کے مُردار کھاتا ہے

اہلِ دُنیا کو نہیں اسبابِ دُنیا سے مفر
جائے بے مجبور ہو کے جانبِ مُردار، گدہ!

﴿﴾﴿﴾﴿﴾

خاک ما نامہ ہا بجاہپ یار
می نوید دے، خطِ نگہار

میری خاک نہیں پار کا تپ رہا، میں نے خطِ نگہار میں تھیں

یہ میری خاک نہیں ہے فراقِ نامے میں
خطِ نگہار میں لیکن کسے گئے تحریر

گر در مزاجِ جوشِ غنا کسب، چنگلی است

دیگِ شعور را نسزد تنگ و عار، بار

اگر مزاج میں جذبہ ہے نازی پختہ ہو جائے، تو شعور بھی تنگ و عار کو قبول نہ کرے

پختہ ہو گر مزاج میں خودداری و آنا

ظرفِ شعور میں نہ جگہ پائے تنگ و عار

قدرتِ بجزِ اخلاق، ز مرداں نہ پسندد

گیرائی اگر دستِ دہد، ترکِ حسدِ گیر!

قدرتِ مردوں میں اخلاقِ حمیدہ چاہتی ہے، اگر طاقت ہے تو ترکِ حسد پر حرکتِ معبود رکھ

اخلاق ہے علامتِ مردانِ خوشِ بہاد

مقدار ہے، تو ترکِ حسد اختیار کر!

مُتَلَبِّ رُسُوائی نداشت، ساز تا خاموش نواست
زمر صد عیب و بضر، تقریر روشن می نماند



ذلت تشبیر سے محفوظ ہے، ساز خاموش
کاشف عیب و بضر ہے، گفتگو انسان کی!



چوں فنا نزدیک ہُد، مشکل یو و ضبط حواس
دردم پرواز، بال و پر، پریشاں می شود



رہیں اوسان قائم، وقت آخر غیر ممکن ہے
دردم پرواز بال و پر، پریشاں ہو ہی جاتے ہیں



تو اے زاہد، ممکن چندیں جفا در حق چینی
بر آ، از خلوت و کیفیت صنعِ حُدا بنگر

اے زاہد! اپنی جان ہی کا کلمہ نہ کر ❦ خلوت سے باہر آ، حُدا کی شان و کدورت دیکھ

نہ کر اتنی جفا، زاہد تو اپنی چشم بینا پر
نکل باہر، حُدا کی شان و کدورت کا تماشا کر!



جیدل ز ہر دو کون، فراموشیت خوش است
 زیں بیش نیست، گر ہمہ گویم ہزار بار!
 جیدل! دو عالم کو بھلائی بہتر ہے ﴿ اگر یہ بات ہزار بار کہوں، بھر بھی زیادہ نہیں
 جیدل! ہو بے نیاز دو عالم، یہی ہے خوب
 کم ہے اگر کہوں یہ سخن میں ہزار بار! ﴿ ﴿ ﴿

سیر ایں گلشن شیمت وال کہ فرصت بیش نیست
 در طلسم خندہ گل، بال و پر دارد بہار!
 گلشن کی سیر کو شیمت جان، وقت کہتے خندہ گل ﴿ کے ہوتے میں بہار ان کے کہتے قول دی ہے
 وقت کم ہے سیر گلشن کو شیمت جانے
 خندہ گل، موسم گل کا پر پرواز ہے ﴿ ﴿ ﴿

لالہ داغ و گل گر بہاں چاک و پلنگل نوحہ گر!
 غیر عجزت زیں چمن، دیگر چہ بردارد بہار؟
 لالہ داغ و گل گر بہاں چاک و پلنگل نوحہ گر ﴿ بہار کے پاس اسے چمن بہرے کے سوا کچھ نہیں
 ”لالہ داغ و گل گر بہاں چاک و پلنگل نوحہ گر!“
 فصل گل میں کچھ نہیں، سامان عجزت کے سوا! ﴿ ﴿ ﴿

چند باید بود ، مغرور طراوت ہاے وہم
 شہنشاہ نیست بیدل ! چشم تر و آرد بہار
 ظاہری خرونازی سے دھوکا نہ کھاؤ ﴿ بیدل یہ شہنشاہ نہیں ، بہار دوری ہے
 زلف و سر سبزی گلشن ، تمہارا وہم ہے
 شہنشاہ نہیں بیدل ہے گریاں فصل گل !



وعدہ احسان ، بمعنی آرزو گدائی نیست کم
 بر کرم ظلم است ، گر خواہد ز سائل انتظار !
 احسان کا وعدہ کرنا بھی اک قسم کی گدائی ہے ﴿ سائل سے انتظار چاہنا غصے کرم پر ظلم ہے
 وعدہ احسان کم اصلاً ، گدائی سے نہیں
 بے کرم پر ظلم گر سائل سے چاہو انتظار !



اتهام از دشمن عاجز کھیدن کار نیست
 گر تو مردے ! ایں خیال پوچ از خاطر بر آ
 کمزور دشمن سے اتهام لینا ہاڈی نہیں ہے ﴿ اگر تو مرد ہے تو اس حقیر خیال سے باز آ
 بُود لی ہے دشمن عاجز سے لینا انتقام
 اس خیال پوچ سے باز آ ، اگر تو مرد ہے



اے حباب از رُوزِ قی خود ایں قدر غافل مباحث
 نیست در، دریاے امکان جو نفس موجِ خطر
 اے حباب اس درجہ غافل اپنی گشتی سے نہ ہو
 جو نفس موجِ خطر، دریاے امکان میں نہیں!

❁ ردیف "ز" ❁

بہرہ تحقیق از تقلید بدون مشکلات
 خضر نتواں مُہد کئے گر جامہ و دستار مہر
 تقلید سے تحقیق کی صلاحیت ہی مشکل ہے ❁ جامہ و دستار کو ہنر، گھٹے سے آدمی خضر نہیں ہو سکتا
 ہو مُقلدِ صاحبِ تحقیق، یہ دُشوار ہے
 خضر ہو نا غیر ممکن پہن کر ملبوس مہر

❁ ❁ ❁

سایہِ خفّت کشِ اندیشہ پا مالی نیست
 خاکساری سببِ ننگِ گلزد ہر رگو
 سایہ کو پا مال ہونے کی خفّت کا اندیشہ نہیں ہوتا ❁ خاکساری ننگ و مار کا ہر گھر سبب نہیں ہوتی
 سایہ محفوظ ہے پا مالی کے اندیشے سے
 خاکساری سببِ ننگ نہیں ہوتی ہے

❁ ❁ ❁

چشم مستش عین ناز، ابروئے مُشکس نازِ محض
 ایں چہ طوفانست یارب! ناز پر بالائے ناز
 اُس کی چشم مست بعد ناز و زوئے سیاہِ راپاز ❀ اہی! اہب طوفان ہے یہ کناز پر ناز ہے
 ابروئے مُشکس سراپا ناز، آنکھیں عین ناز
 کیا قیامت ہے خدایا! ناز ہے بالائے ناز

حدیثِ عشق، مزارِ گوشِ زاہد نیست
 زلالِ آبِ گہر، ذرِ دہانِ مارِ مریز
 گوشِ زاہد حدیثِ عشق تھے کے قابل نہیں ❀ آبِ دلف گہرِ مانگ کے محض نہیں ہوتے
 گوشِ زاہد، داستانِ عشق کے قابل نہیں
 آبِ گوہرِ سانپ کے منہ میں بے پکانا عیبت!



غبارِ می کند از خاکِ رفتگاں فریاد
 کہ سُرْمہ ایمِ نگاہے بسوئے مائداز
 خاکِ رفتگاں کا غبارِ فریاد کرتا ہے ❀ کہ میں سُرْمہ ہوں میری طرف بھی نگاہ کرو
 صدایہ خاک سے آتی ہے جانے والوں کی
 کہ میں ہوں کھل بھراک نگاہِ میری طرف



نشد مَحْرَمِ انْجَامِ رَعُونَتِ بیدل!

شمع ہر چند، بکس گشت کہ گردنِ مفر از!

بیدل! میں بحر بھی تھمڈ کے انجم کو نہ سمجھا ۛۛۛ مالا شمع مجھ سے کہتی رہی، کہ گردن اُونچی نہ کر

نہ ہوا محرمِ انجمِ تلمبُرِ بیدل!

شمع کہتی رہی ہر چند، نہ سر اُونچا کر!



تھیلے بدل بے خبر، ز داغِ افروز

علاجِ خانہ تاریکِ گمن، چراغِ افروز

ممنوعِ دل غافل، آنہیں داغ سے روشن کر ۛۛۛ چراغ جا کر گھر کے اندھیرے کا علاج کر!

جو ہو سکے، دلِ غافل میں کوئی داغِ جلا

علاجِ خانہ تاریکِ کر، چراغِ جلا!



ز آفتابِ قیامت اگر خبر داری

بفرقِ بے گاہاں، سایہ گمنِ عجبِ سریز

اگر آفتابِ قیامت کی گرمی کا اندازہ ہے ۛۛۛ تو دیکھتا ہوں کہ سر پہ سایہ کر، خاک نہ ڈال

ہے آفتابِ قیامت کا کچھ خیال اگر

سر فقیر پہ، کر سایہ اُس پہ خاک نہ ڈال!



دوش، جبر و اختیار سے بحثِ تحقیق داشت
 مجبوریتِ دم کو بیدار! چہ ساز و بندہ بود؟
 ❀

گفتگو تھی اختیار و جبر کی تحقیق میں
 بندہ مجبور بیدار، دم بخود سُٹھا رہا!
 ❀❀❀

در خموشی، لفظ و معنی قابلِ تفریق نیست
 حرفِ بے رنگ از گشاد لب، دو پہلو می شود
 ❀

بے لباسِ لفظ و معنی سے، خموشی بے نیاز
 صوتِ بن کر، فکر میں تفسیر کے پہلو بہت!
 ❀❀❀

﴿ روایت ” س “ ﴾

زحجر بہ سنگ محک عیب و بخر نیست
رمز کرم و خست مردم ز گدا پُرس
عیب و بخر کی سوئی بخر نہ ہے ﴿ لوگوں کی خصلت نخل و کرم گدا سے پوچھ
کسوٹی عیب و بخر کی ہے حجر بہ ہی فقط
نشان نخل و کرم پوچھے فقیروں سے

﴿ ﴿ ﴿

زموج بحر مجہد جہد خودداری
چہ ممکنست در آمد ہد اختیار نفس
حسد کی موجوں میں خودداری تلاش نہ کر ﴿ سانس کی آمد و رفت میں خود اختیار کی ممکن نہیں
موج دریا میں تلاش جہد خودداری نہ کر
آنے جانے میں نفس کے آدمی بے اختیار

﴿ ﴿ ﴿

علم و دانش یکقلم ہیست و پوچ
لہندہر میبایدت فہمید و بس
ہم و دانش یکقلم ہے و پوچ نہیں بس استدر ہی سمجھ سکاؤں
علم و دانش سرسریں ہے و پوچ
میں تو اتنا ہی سمجھ پایاؤں بس

ذوقِ شہرت ہا دلیلِ فطرتِ خام است و بس

صورتِ نقشِ نگین، خمیازہ نام است و بس

شہرت کی خواہش فطرتِ خام کی دلیل ہے ﴿۱﴾ انمولگی کا نقشِ نمود نام کی طلب کا نتیجہ ہے

ہے دلیلِ فطرتِ ناچختہ یہ شہرت کا ذوق

صورتِ نقشِ نگین، خمیازہ نام و نمود!

﴿۲﴾

از نشانِ کعبہ مقصودِ آگہ عیسم

ایں قدر دانم کہ ہستی سازِ احرام است و بس

نشانِ کعبہ مقصود سے واقف نہیں ہوں ﴿۱﴾ اتنا جاننا ہوں کہ زندگی سازِ احرام ہے

میں نشانِ کعبہ مقصود سے واقف نہیں

استقدر اور اک ہے بس زندگیِ احرام ہے

﴿۲﴾

فطرتِ بیدل ہماں آئینہ معجز نماست

ہر سخن کز خامہ اش می جوشد الہام است و بس

بیدل کی فطرت اک آئینہ معجز نما ہے ﴿۱﴾ ہر سخن جو اس کا ہم تحریر کرتا ہے الہام ہے

فطرتِ بیدل ہے اک آئینہ معجز نما

جو قلم اس کا لکھے! سمجھو اسے الہام ہی!

از قبولِ عام ، نواں زیت مغز و کمال
 آنچہ تحسین دیدہ کی زیں قوم دُشنام است و بس
 عامیوں میں قبول ہو کر اپنے کمال پر غور نہ کر ۞ ان لوگوں کی تحسین ، دُشنام کے ہوا کچھ نہیں !
 تحسینِ ناشناس ، تو متکِ کمال ہے !
 تحسینِ ناشناس کو ، دُشنام ہی سمجھ !



بیدل ! اَسبابِ جہاں ، چیزے فُود
 زندگی ! خواب پریشاں دید و بس !
 بیدل اَسبابِ جہاں کی کوئی حقیقت نہیں ہے ۞ زندگی خواب پریشاں سے لیا وہ کچھ نہیں
 شرح ، اَسبابِ جہاں کی اور بیدل کیا کروں
 زندگی خواب پریشاں کے ہوا کچھ بھی نہیں !



❦ روایت "ش" ❦

ایں پیستوں قلمز و برقی جمال کیست
ہر سنگ دارد آتش شوق گدازِ خویش
یہ پیستوں کس کی برقی کُسن کی جاگیر ہے ❦ ہر گھر اپنے عشق کی آگ سے پھل رہا ہے
کس کی برقی کُسن کی جاگیر ہے یہ پیستوں
آرزو میں جس کی گھر خود ہی پگھلا جائے ہے

❦ ❦ ❦

از جراحت زارِ دل غافل مباش
رنگہا دارد دُکانِ گل فروش
جراحت زارِ دل سے غافل نہ ہو تم ❦ دُکانِ گل فروش ہے ہمارے رنگ رکھتی ہے
زخم زارِ دل کی رنگینی سے تو غافل نہ ہو
رنگ رکھتی ہے ہزاروں یہ دُکانِ گل فروش

❦ ❦ ❦

ز شیخ مغرِ حقیقت مجھو کہ بھو حباب
سرے ندارد اگر وا کنند دستارش
شیخ کا دماغ مثالی حباب ہے حقیقت ہے ❦ اس کی دستار کے نیچے سر نہیں ہے
دماغِ شیخ مثالی حباب ہے لوگو!
اُتارے گر یہ عمامہ تو سر نہیں ہوگا

چہ می دانند خواباں قیمتِ دلہاے مشتاقاں
 بکفِ جنسے کہ مفت آمد نباشد قدر چند انش
 نصیب اپنے عاشقوں کے دلوں کی قدر کیا جائیں ❀ جو چیز ملت با تھا آئے اس کی قدر نہیں ہوتی
 سمجھ سکتے نہیں عشاق کے دل کی، جسیں قیمت
 ملے جو چیز بے قیمت نہیں ہوتی ہے قدر اس کی



گر نہ عین تماشا، حیرتِ سرشار باش
 سر بسر دلدار یا آئینہ دلدار باش
 گر چشم تماشا نہیں ہے تو حیرت سے سرشار ہو ❀ محبوب کی صورت انبی ر کر محبوب کا آئینہ بن
 گر نہیں چشم تماشا، تو، تجھ زار بن
 سر بسر دلدار یا آئینہ دلدار بن



بے حضور وصلِ جاناں، چستِ فردوسِ بریں
 بے شرابِ لطفِ ساقی، کیستِ آبِ کوثرش!
 اگر محبوب سے وصل نہ ہو تو حیات بے کیف ہے ❀ شرابِ لطفِ ساقی کے بغیر آبِ کوثر کی کیا حیثیت
 بے سُورِ وصلِ جاناں، کیا ہے فردوسِ بریں
 بے شرابِ لطفِ ساقی، آبِ کوثر کچھ نہیں!

چہ مہنا طیس حل کرد است یارب! خونِ پھیرش
 کہ پیکاں یک قدم پیش است، از سعی پر ترش
 یارب! غار کے خون میں کیسا مہنا طیس حل کر دے گا کہ پیکاں تیرے زور سے ایک قدم آگے ہوتا ہے
 کیا حل کیسا مہنا طیس، خونِ صید میں یارب!
 پر پرواز سے ہوتا ہے آگے اک قدم پیکاں!



فیمِ دُرِ خاکساری، ہم بساطِ آبلہ اُٹا
 سرے دازم کہ دُرِ ہر گام، باید کرد پامالش
 عینِ خاکساری میں مثالِ آبلہ ٹٹیں توں لیکن کہ جسے ہر قدم پامال ہونا چاہیے وہ ہر رکھتا ہوں
 نہیں ہوں خاکساری میں مثالِ آبلہ لیکن
 جسے پامال ہونا چاہیے وہ سر تو رکھتا ہوں



از کفِ بے مایگاں، کار گھائی مخواہ
 دستِ چو کو تاہِ ہُد، ناخنِ پامی شود



دستِ بے زر سے کسی کو فائدہ ہوتا نہیں
 دستِ بے زر ناخنِ پا کی طرح بے فیض ہے

ترسم شود آزرده ز تابِ گلے گرم
رخسار تو، از سایهٔ موگاں گلہ دارد



کیا گرم لگاتی سے وہ آزرده نہ ہوگا؟
رخسار! جسے سایۂ موگاں سے گلہ ہے!



من نمی گویم، کہ زیاں کن یا بشکر سود باش
اے زفر صفت بے خبر! در ہر چہ باشی زود باش!

میں نہیں کہتا کہ نقصان کرنا فائدہ کی طرف سے ہے ❦ اسے وقت کی کمی سے ہے خبر، جو کہنا ہے جلد کر!

میں نہیں کہتا کہ تُو نقصاں اٹھا یا فائدہ!
بے خبر! مہلت ہے کم، کرنا ہے جو بھی جلد کر!



پیدائی حق ، تنگِ دلائل پسند
خورشید نہ چسے است کہ بجوے پھر آغش!

ذاتِ حق کو پسند نہیں کہ اسے دلائل سے لایا جائے ❦ آفتاب کو چراغ لے کر تلاش نہیں کیا جاتا

نہیں یہ ممکن ہو ذاتِ حق کو، پسند تنگِ دلیل و منطق
کبھی سنا ہے؟ کیا کسی نے چراغ لے کر تلاش سورج

﴿ روایت ”س“ ﴾

ہر طرف مگوں کشائی عالمِ خمیازہ است
 از زمیں تا آسماں چاک است از دامنِ حرص
 جس طرف دیکھو اک عالمِ رنج و غم ہے ﴿ زمین سے آسماں تک دامنِ حرص چاک ہے
 جس طرف دیکھو پاپے مٹھر رنج و الم
 بے زمیں سے آسماں تک چاک، دامنِ حرص کا

﴿ ﴿ ﴿

تا بکے باشد کسے سودائی سود و زیاں
 تختہ می گرد و بیکِ خشتِ لحد و کمانِ حرص
 کوئی کب تک دیوانہ نقصان و غم رہے ﴿ آخر کار دکانِ حرص میں تختہ و قبر کی انتہی ہی ہوگی
 کوئی کبھی کتنا ہی رہے دیوانہ سود و زیاں
 حرص کا حاصل سوائے قبر اور کچھ بھی نہیں

﴿ ﴿ ﴿

اے حریصاں رحم بر احوالِ یکدیگر کنید
 آب شد سخیِ نفس، جانِ شما و جانِ حرص
 اے حریصو! ایک دوسرے کے حال پر رحم کرو ﴿ خیمہ باری اور حرص کی منہ سے زندگی رانگاں ہو جائے گی
 حرص کے بند و کرم، اک دوسرے کے حال پر
 تم فنا ہو جاؤ گے، باقی نہ ہوگی جانِ حرص

خواہ بر کنج قناعت خواہ در قصر رغنا
 روز گئے چند است بیدل ہر کسے مہمان حرص
 چاہے گوشہ قناعت میں چاہے قصر نعمت میں رہے ﴿بیدل ہر شخص کچھ دن حبس کا مہمان رہے گا﴾
 خواہ کنج فقر میں یا قصر نعمت میں رہے
 کتنے دن بیدل رہے گا کوئی بھی مہمان حرص
 ﴿روایف "ش"﴾

سُراغِ الجمنِ کبر یاز دل بھستم
 طہید و گشت ہمیں یک قدم بزبونِ غرض
 دل سے برا دیکھ کر کبر یا کانٹان معلوم کی ﴿بے انجیا رکھا بس اک قدم غرض سے ڈور ہے﴾
 جو دل سے پوچھا مقامِ خودی تو بول اٹھا
 کہ بس ہے ایک قدم، حلقہ غرض سے نکل
 ﴿﴾

بزوے کس موہ از شرم پر نہ داشتہ ایم
 مباد بیدلِ ما لہتدر زبونِ غرض
 کسی کے چہرے پر شرم سے نگاہ طلب نہ ڈالی ﴿میرا بیدل، استہد رکھی باتوں نہیں ہوا﴾
 کسی کا چہرہ نہ دیکھا چہے طلب ہر رگو
 ہوا خراب نہ بیدل نہ کبھی براے غرض

بیہودہ بر ترانہ وہم و گماں بھیج

قانونِ ایں بساطِ ندارد نوائے فیض

ترانہ وہم و گماں ہے بے کار چچا دنا ب نہ کھا ۞ اس محفل کا ساز آوازِ کرم نہیں رکھتا

نغمہ وہم و گماں پر رنج سے کیا فائدہ

سازِ اس محفل کا آوازِ کرم رکھتا نہیں

مباد، دامنِ کس گیرم از قسوں غرض

کفِ اُمید، حنا بستہ ام بخونِ غرض

ضرورت کسی کا دامنِ قتل سے پر آمادہ نہ کرے ۞ کفِ اُمید پر خونِ قرمز سے مہندی لگائی

نہ تھاموں کھیر کے دامن کو مجبورِ غرض ہو کر

کفِ اُمید پر، مہندی لگائی ہے قناعت کی!

۞ ردیف "ط" ۞

عشقِ حالِ ضعیفاں بر بزرگاں تنگ نیست

خار و خس ہم چو گل جامید ہد بر سر محیط

ضعیفوں پر شفقت کرنا بزرگوں کے لیے تنگ نہیں ۞ خار و خس کی مثل گل جامید ہد بر سر محیط

بڑوں کو زیب دیتا ہے ضعیفوں پر کرم کرنا

جلد دیتا ہے دریا خار و خس کو مثل گل سر پہ

﴿ ردایک " ظ " ﴾

نبود نقطه از علم این کتاب غلط

مغویر ناقص ما کرد انتخاب غلط

اس کتاب کا ایک نقطہ بھی غلط نہیں ﴿ مہری کم جہی نے معنی کا انتخاب غلط کیا

کتاب زیست میں نقطہ نہیں ہے کوئی غلط

یہ اور بات اسے ہمیں سمجھ نہیں پایا

﴿ ردایک " ظ " ﴾

نمی شود کس از یں عبرت انجمن مخلوط

مگر چو شمع کنی دل بسوختن مخلوط

اس انجمن عبرت میں کوئی خوش نہیں ہے ﴿ مگر شمع کی طرح جو جلتے پہ خوش ہو

اس انجمن میں کوئی خوش ہو غیر ممکن ہے

مگر جوں شمع جو ہو شاد اپنے جلنے سے

﴿ ﴿ ﴿

در جنوں زن و از کلفت لباس برا

چہ زندگیست کہ باشد کس از کفن مخلوط

در جنوں پہ دیکھ دے کلفت لباس چھوڑ ﴿ یہ کیا زندگی ہے کہ کوئی کفن پہن کر خوش ہو

کر اختیار جنوں، کلفت لباس کو چھوڑ

وہ زندگی ہی نہیں گزرے جو کفن پہنے

﴿ روایت ”ع“ ﴾

آو عاشق آتشِ دل را دلیلِ روشن است

فاش شد ہر چند درِ خویشِ پنہاں کر و شمع

عاشق کی آو، آتشِ دل کی روشن دلیل، شمع لاکھ درد چھپائے ظاہر ہو جاتا ہے

آو عاشق آتشِ دل کی ہے اک روشن دلیل

فاش ہو جاتا ہے کتنا ہی چھپائے در و شمع

با تاب و تب بساز و دے چند صبر کن

تا صبحِ پاک می شود آخرِ حسابِ شمع

تا بندگی و جوش سے روشنی جو چند لمبے صبر کر، صبح تک آخرِ حساب کا حساب پاک ہو جائے گا

روشنی و جوش سے لے کام، چند صبر کر

جل بجھے گی صبح تک آخر یہ شمعِ زندگی

کدام قطره کہ صد بحرِ درِ رکابِ ندارد

کدام ذرہ کہ کھوفانِ آفتابِ ندارد

❦

مؤ وزن بیس ایک قطرے میں سمندرِ سیکڑوں

ایک ذرے میں بیس پوشیدہ ہزاروں آفتاب

زرتخی یارِ سرِ ما، بکند ٹھہر بیدل!
بہ موج، خیمہ نازِ کباب می بافند



شمشیر یار نے کیا بیدل کا سر بکند
یعنی بنا ہے موج نے خیمہ کباب کا



خاموشی ہم ترجمانِ حالِ ماست
بے سخن پیدا است بیدلِ رائے شمع

مری خاموشی بھی میرے حال کی ترجمان ہے ❦ بیدل! منگھو کے بغیر شمع کا راز ظاہر ہے

میری خاموشی بھی میرے حال کی ہے ترجمان
بے سخن ظاہر ہے بیدلِ ہر کسی پر حالِ شمع



ضامنِ رونقِ ایں بزمِ گدازِ دلِ ماست
سوختن بہرِ نشاطِ دیگرانِ واردِ شمع

رونقِ بزمِ میرے گدازِ دل سے ہے ❦ شمع دوسروں کی خوشی کے لیے جلتی ہے

بزم کی رونق کا ضامن ہے گدازِ دلِ مرا
جس طرح بہرے نشاطِ دیگران جلتی ہے شمع

سرکشی ہا زیں ادا آغوشِ رحمت می شود
دیگر اے غافل چہ می خواہی ز اعجازِ رکوع

اس ادا کی سرکشی آغوشِ رحمت ہو جاتی ہے ﴿۱﴾ اے غافل! رکوع کا اور کیا اعجاز چاہتا ہے

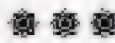
سر اٹھانا جس میں رحمت کا سبب ہو جائے ہے
اور کیا چاہے اے غافل تو اعجازِ رکوع



ماضعیفاں را، بسا مانِ سلیمانی بس است
بجدہ ایجادِ نگین و خاتمِ اندازِ رکوع!

ہم ضعیفوں کے لیے بھی سامانِ سلیمانی کافی ہے ﴿۲﴾ کہ بجدہ رکوع، نگینہ و انگشتی کے مرادل ہیں

ہم فقیروں کو بھی حاصل ہے سلیمانی شکوہ
صورتِ بجدہ، نگینہ! صورتِ خاتم، رکوع!



پیری و عشرتِ ایامِ جوانی غلط است
محمد رنگ نہ بندِ گلِ ہیوے چراغ

پیری میں ایامِ جوانی کی عشرت کی تمنا ہے غلط ﴿۳﴾ وقتِ صبح رنگِ دہے چراغِ ماند پڑ جاتی ہے

عہدِ پیری میں جوانی کی تمنا ہے عبث
ماند پڑتی ہے وقتِ صبح رونقِ شمع کی

میکرت خم کرد پیری ، از فنا غافل مباحث
تخت نزدیک است بیدل ، بجده با ساز ز رکوع



کیا بے چیری نے جسم کو خم نہیں رہے اب حواس باہم
نہ بھول وقف فنا کو بیدل ! رکوع سے بے قریب بجده



نخود شکوہ گرہ ، در دل روشن گھبراں
وود ، در سینہ محال است رہاں وار و شمع !

شکایت صاف باخوں کے دل میں گر نہیں ڈالتی ❦ محال ہے کیش کے سینے میں دھواں پوشیدہ رہے

قلب روشن میں نہیں پڑتی شکایت سے گرہ
غیر ممکن ہے رہے شمع کے سینے میں دھواں



❦ رویہ "غ" ❦

قرب شعلہ مزاجاں بخود آتش زدہ است
نیست پروانہ ما بے خبر از خوے چراغ

شعلہ مزاجوں کی قربت کا نتیجہ آگ میں جتنا ہے ❦ میرا پروانہ چراغ کی آتش مزاجی سے واقف ہے

قرب شعلہ مزاجاں میں شہادت کی نوید
میرا پروانہ ہے واقف اپنے اس انجام سے

دریں بساط کہ حیرت دلیل پینائست
 بغیر سوخنِ خود چہ دید چشم چراغ
 بساط دنیا میں عباتی کی دلیل حیرت ہے ﴿۱﴾ اپنے جلنے کے سوا چشم چراغ کیا دیکھتی ہے
 چشم حیراں اس جہاں میں ہے بصارت کی دلیل
 اپنے جلنے کے سوا دیکھے ہے کیا چشم چراغ
 ﴿۲﴾

خون در پردہ بالے می زند اتنا چسود
 شوخی این نغمہ موقوفست بر مضرب تیغ
 خون زرد و دوحش کرتا ہے لیکن کیا فائدہ ﴿۱﴾ اس تلخی کی بجائے مضرب تیغ پر موقوف ہے
 جوش زن ہے خون در پردہ مگر کیا فائدہ
 صوت نغمہ تیغ کی مضرب پر موقوف ہے
 ﴿۲﴾

از سرکشان جاہ ، توقع مدار چشم
 فشاندہ گیر دست شمر زیں چنار باغ
 سرکشان جاہ سے لطف و نوازش کی توقع نہ کرو ﴿۱﴾ اس باغ چنار سے چل حاصل نہیں ہوں گے
 مہربانی کی توقع؟ سرکشان جاہ سے؟
 تم کو پھل دے گا نہیں ہر گوبھی باغ چنار

در آفتاب یقین، چرخ و انجمنش عدم است
 چو شب گمان تو طاؤس بست بر پر زراغ
 آفتاب یقین کے نزدیک، زم ٹلک معدوم ہے ﴿﴾ جیسے رات کو پر زراغ پر طاؤس کا گمان ہوتا ہے
 آفتاب یقین کے نزدیک رونق آسمان کچھ بھی نہیں
 جس طرح رات کے اندھیرے میں مثل طاؤس زراغ لگتا ہے

﴿﴾

اختلاف وضعها بیدل، لباس بیش نیست
 ورنہ یک رنگ است خوں در میکہ طاؤس و زراغ!
 بیدل دونوں میں صرف لباس کا فرق ہے ﴿﴾ ورنہ سوراخ کو رے کے خون کا رنگ ایک ہے
 میکہ بہن ہے اُن کا بیدل، صرف وجہ اھیاز
 ایک سا ہے رنگِ خون میکہ طاؤس و زراغ!

﴿﴾

یارب! از سر منزل مقصد چہاں یا ہم سُرُاع
 دیدہ حیرانت، ہمیں بے دست و پا، دل بے دماغ
 یارب! اخول نہ ادا کا ہمارا کس طرح ملے گا ﴿﴾ آنکھ حیران، دل بے دماغ، ہمیں بے دست و پا
 منزل مقصود کا یارب! نشان کیوں کر ملے
 آنکھ بے حیران، ہمیں بے دست و پا، دل بے دماغ

﴿ روایت ”ن“ ﴾

سایہ را از چنگلِ اندیشه تعظیم نیست
 نا توانے عالے دار و تکلف بر طرف
 سایہ کو کسی سے تعظیم کی سزا نہیں ہوتی ﴿ تکلف بر طرف ناتواں اک عالم رکھتا ہے
 سائے کو تعظیم کی خواہش کسی سے بھی نہیں
 ناتواں رکھتا ہے اک عالم تکلف بر طرف

﴿ ﴿ ﴿

اے زنگِ زرگست آئینہ جامِ مل بکف
 شانہ از زلفِ تو ہمیشہ یک چمن سنبھل بکف
 تیری چشمِ زری کے گھس سے آئینہ جامِ مل بکف ﴿ تیری زلف نہیں، وجہ شانہ میں سنبھل جان کی نہیں ہے
 اے کہ تیری چشم سے آئینہ جامِ مل بکف
 زلف سے شانہ ہوا ہمیشہ چمن سنبھل بکف

﴿ ﴿ ﴿

بے زنگِ دریں محفل، آئینہ نمی باہد
 آں دل کہ تھی باہد از کینہ نمی باہد

﴿

بے زنگِ زمانے میں، آئینہ نہیں کوئی
 جس دل تو بہت لیکن، بے کینہ نہیں کوئی

بدر ویشی غنیمت دار، عیش بے گلا ہی را
کہ غیر از درد و دوش و گردن از آفرینِ خیر!

❦

غنیمت جان، درد ویشی و عیش بے گلا ہی کو
ہوائے دردِ شانہ، دردِ سر، کیا تاج سے حاصل!

❦❦❦

لطفِ معافی از لب ہدیاں نوا، بخواہ
چوں پاسِ آبرو ز دمِ تیغ بے غلاف
بیہودہ کوئے کجِ معافی کی امید نہ رکھ ❦ جسے تیغ بے گام پاسِ آمد نہیں رکھتی

لبِ بیہودہ کو محروم ہے لطفِ معافی سے
کہ پاسِ آبرو تیغِ برہنہ کو نہیں ہوتا ہے

❦❦❦

عُزلت از حادثہ دھر بردوں تاغتن است
موجِ دریا نشود دست و گریبانِ صدف
گوشتیں کو حادثہ زمانہ تارن نہیں کرتا ❦ موجِ دریا صدف سے دست و گریبان نہیں ہوتی

سدا محفوظ ہے گوشتہ نشیں آفاتِ دُنیا سے
کہ جوں مامون رہتا ہے صدفِ امواجِ دریا سے

تمثالِ نقشِ پاہم از یں دشتِ گلِ نکر د

از بسِ ہلکت و خاکِ ہند آہنہٴ سلف

اس دشت سے اُن کے ٹھوس پاہیں تھیں ۞ گو اسلاف کا آئینہ ٹوٹ کر خاک ہو گیا

اُن کے ٹھوس پاہ نہ مئے دشتِ دھڑ سے

گو ٹوٹ کے بکھر گیا آہنہٴ سلف

بیدل! ز حکمِ غالبِ تقدیرِ چارہ نیست

صفہا کشادہ تیر و بیک نقطہٴ دل ہدف

بیدل! کامیابِ تقدیر کے حکم سے مفر نہیں ۞ بے شمار تیر صف بستہ نہیں، ایک نقطہٴ دل نشان

بیدل! نہیں ہے لکھے سے تقدیر کے مفر

نہیں ہے شمار تیر نشانہٴ بے ایک دل

۞ ردیف ”قی“ ۞

ہر کہ می بینی بقدرِ شہرتِ خود رفتہ است

سود نامے ہم تحصیلِ زیاں و آردِ عشق

جس کو دیکھو بقدرِ شہرتِ خود، بے خود ہے ۞ عشق کو اپنے نقصان میں بھی فائدہ ہے

اپنی شہرت کے مطابق ہر کوئی دیوانہ ہے

فائدہٴ نقصان میں شہرت کا رکھتا ہے عشق

بے جگر خوردن میسر نیست پاسِ اعتبار

آبرو و در موجِ خونِ دل نہاں دارد عشق

جگر کو خون کے دھڑا اجا رنگن نہیں عقیق کی آبرو موجِ خونِ دل میں پوشیدہ ہے

میسرِ حفظِ اعتبار نہ ہو بے جگر کو خون کے

بے خونِ دل میں نہاں موجِ آبرو کے عشق

خونِ دل را در بساطِ دیدہ رنگے دیگر است

آبرو و در خاتمِ افزوں تر ز کاں دارد عشق

خونِ دل پر دھنم میں اور ہی رنگ رکھتا ہے عموماً میں عقیق کی طرح دھن سے زیادہ ہوتی ہے

چشمِ پینا میں جدا ہوتا ہے خونِ دل کا رنگ

ذی کُسم ہو جائے بے کچھ اور خاتمِ میں عشق

سادگیِ دائرِ الامانِ بے تمیزاں بودہ است

حلقہ ہائے دامِ را، خاتمِ گماں دارد عشق

سادگی بے خدو کی چاہ بچا ہے حلقہ ہائے دام پر عشق کو گمان خاتم ہے

بے شعوروں کے لیے ہے سادگیِ دائرِ الامان

حلقہ ہائے دام کو خاتم سمجھتا ہے عشق

﴿ روایف ”ک“ ﴾

اے مُودۂ دیدار تو چوں عید مبارک

فردوس بخشے کہ ترا دید مبارک

تیرا مُودۂ دیدار عید کی مانند مبارک ہے ﴿ آنکھوں میں عکس فردوس چھگی کہ تیری مبارک دے

عید کے چاند سے بڑھ کر ترا دیدار آئین

آنکھ میں جلوۂ فردوس اتر آیا کہ تیری صورت

﴿ ﴿ ﴿

اے نیر اداں غزۂ اقبال مہاشید

ذولمت ہوو بر ہمہ جاوید، مبارک

بے حقوق! مال و جاوید تمہیں نہ کرو ﴿ ذولمت سب کے لیے دائمی و مبارک نہیں ہوتی

نہ ہونا بے ہر دو! جاہ و مال پر نازاں

کہ مال سب کے لیے دائمی نہیں ہوتا

﴿ ﴿ ﴿

کارِ مطلبِ ظلی سخت کشاکش دارد

آرزو تشنہ لب و وادی استغنا خشک

اپنے مطلب کو طلب کرنا سخت باعث کشاکش ہے ﴿ آرزو تشنہ لب اور وادی استغنا خشک ہے

اپنے مطلب کو طلب کرنا سببِ خفت کا

آرزو تشنہ لب اور وادی استغنا خشک

اَلْفِت دُنیا نگرود و لعینِ بتم
 کردہ اند آپیہ ام از نقشِ ایں تمثالِ پاک
 دُنیا کی مہت میرے دل میں گھر نہیں جاسکتی ﴿﴾ میں نے آجیے کو اس نقشِ بھ سے پاک کر دیا
 بنا سکتی نہیں گھر میرے دل میں اَلْفِت دُنیا
 کہ بے آئینہ میرا پاک اس بھ کی نجاست سے

غیر خواہاں قدردانِ دل نمی باشد کسے
 عزتِ آئینہ باید دید در بزمِ مُلوک
 حسینوں کے سوا کوئی دل کا قدردان نہیں ﴿﴾ آئینے کی عزت شاہوں کے دربار میں ہوتی ہے
 نہیں ہے قدردانِ دل حسینوں کے سوا کوئی
 مشرفِ آئینہ شاہوں کے درباروں میں ہوتا ہے

کامِ اُمید چساں جامِ تسلی گیرد
 کہ کرمِ تشنہ سوال است و زبانِ ماشتک
 اُمید و آرزو کو جامِ تسلی کیسے حاصل ہو ﴿﴾ کرمِ سوال کا طالب میری زبان ہے خشک
 ملے تو کیسے ملے جامِ آرزو مجھ کو
 کرمِ سوال کا تشنہ میری زبان ہے آب

سیلِ بے پرداے ما، مہمانِ بحرِ رحمتِ است

دامنِ آلودہ گر آلودہ تر باشد چہ باک

میرا سیلِ تنہا بحرِ رحمت کا مہمان ہے ﴿﴾ دامنی آلودہ اگر اور آلودہ ہو تو کچھ حرج نہیں

سیلِ عصیاں میرا، بحرِ مغفرت کا میہماں

دامنِ آلودہ اور آلودہ ہو جائے تو کیا



نہست غیر از عرقِ شرم، شفاعتِ گرما

یارب! ایں چشمہٴ رحمت، فلکِی فردا خشک

مراقبِ اہمال کے سوا، میرا کوئی شفاعت نہیں ﴿﴾ یارب! اس چشمہٴ رحمت کو فردا خشک نہ کر دے

کون ہے میرا شفاعتِ گر، سوائے آبِ شرم

کرندے فردا، کہیں اس چشمہٴ رحمت کو خشک



قد رت بجزِ اخلاق، ز مردان نہ پند د

گیرائی اگر دستِ دہد، ترکِ حسدِ گیر!



اخلاق ہے علامتِ مردانِ خوش نہاد

مختار ہے، تو ترکِ حسد اختیار کر!

لالہ داغ و گل گر بہاں چاک و پیکل نو حد گر!
غیرِ عمرت زیں چمن، دیگر چہ بردار و بہار؟

’لالہ داغ و گل گر بہاں چاک و پیکل نو حد گر؟‘
فصلِ گل میں کچھ نہیں، سامانِ عمرت کے سوا
❁ ردیف ”گل“ ❁

اے بے خبر، دریں چمن اسبابِ عیش کو
ایں جاست بے بقا گل و بے اعتبار، رنگ
اسے بے خبر! اس چمن میں اسبابِ عیش کھل گئے ❁ یہاں گلِ فانی اور رنگِ بے اعتبار نے
اے غافل! اس چمن میں نہیں کطف و انبساط
فانی بے پھول اور بے اعتبار، رنگ
❁ ❁ ❁

قسمت وریں چمنِ بہار اس قوی تر است
آفاقِ غرقِ خوں کھدِ نگہِ رفتِ خارِ رنگ
اس چمن میں قسمتِ بہاروں سے قوی تر ہے ❁ سارا چمن رنگین ہو گیا مگر خارِ بے رنگ رہا
تقدیر! اس چمن میں بہاروں سے بے قوی
آفاقِ غرقِ رنگ ہیں بے رنگ بھر بھی خار

مجھو ایں کہ کلفتِ بے جا کھد چہ سازد کس
 جہاں الم کدہ و آرزو نشاط آہنگ
 بجا تکلیف اٹھانے کے سوا کوئی کیا کرے ؟ کیا رنج کدہ ہے اور آرزو نشاط طلب
 سوائے کلفتِ بجا نہیں کوئی چارہ
 الم کدہ ہے جہاں ، آرزو نشاط طلب



باجنوں کن صلح و از تشویش پیرا ہن بر آ
 ورنہ در پیش است باہر خار دامن گیر جنگ
 جنوں سے صلح کرو اور تشویش لہاس سے نکل ؟ ورنہ ہر خار دامن گیر و آمادہ جنگ ہوگا
 صلح کر دیو انگلی سے ، فکرِ جامہ چھوڑ دے
 ورنہ دامن گیر و جنگ آمادہ ہوگا خار خار



﴿ ردیف ”ن“ ﴾

گر گرفتارم ، گرفتارم ، گرفتار !
 نمی دانم نفس دامت ؟ یا دل ؟
 گرفتار ہوں ، گرفتار ہوں ، گرفتار ؟ میں نہیں جانتا کہ نفس دامت یا دل
 میں قیدی ہوں ، میں قیدی ہوں ، میں قیدی
 نہیں واقف ، نفس ہے دام یا دل !

اسراہِ سخنِ بُو بخموشِ نواں یافت

مُلتاحِ درِ گنجِ معانیتِ تا مَل

اسراہِ سخنِ غمِ رہنے سے کھلتے ہیں کلمہ خزانہ معانی تا مَل ہے

ہے کافِ اسراہِ سخنِ صرفِ خموش

مُلتاحِ درِ گنجِ معانی ہے تا مَل

برگِ لبِ از چہستانِ تہم

موجِ لبِ تیرے نگاہِ تو ز عینِ تغافل

تیرے لب چہستانِ تہم کی بیاں ہیں تیری نگاہِ بحرِ عینِ تغافل کی موج ہے

لبِ تیرے گلستانِ تہم کی بیاں

تیری نگاہ، دُرِ تغافل کی موج ہے

دُکُورِ مالِ بتا کید، زہتِ استِ دلیل!

گُشاوہِ دستِ نمیِ خواہدِ آستینِ طویل!

کُورِ مالِ بخلِ زہت کی دلیل بتا کید ہے کُشاوہِ نمیِ آستینِ طویل کی کھل جائے

دلیلِ بخلِ یہی ہے مال کی کھرت

فراخِ دستِ نہیں رکھتا آستینِ طویل

﴿ ربِّ ”م“ ﴾

ہر کجا رستم کھار زندگی در پیش بود
یارب! ایں خاک پریشاں از کجا برداشتیم
جہاں بھی جاؤں کھار زندگی سامنے آتا ہے ﴿ الہی! یہ خاک پریشاں کہاں کی ہے
جس جگہ جاؤں کھار زندگی در پیش ہے
یہ پریشاں خاک یارب! کس جہاں سے آئی ہے

﴿ ﴿ ﴿

زورِ بازوے تو کُل ، نا خداے دیگر است
بے غم ساحلِ دریں در یا شنائی میکنم
بازوے تو کُل کی قوت ، دیگر خدا ہے ﴿ بے نیاز غم ساحل ہو کے دریا میں تیرتا ہوں
زورِ بازوے تو کُل ، نا خدا ہے دوسرا
ہو کے بے پرواے ساحل تیرتا رہتا ہوں میں

﴿ ﴿ ﴿

تیرہ بختی فرشِ من ، آفتنی اسبابِ من
حلقہ زلفِ سیاہ کیست یارب! خانہ ام
تیرہ بختی میرا فرش اور آفتنی میرا اسباب ہے ﴿ میرا گھر خدا! کس کا حلقہ زلفِ سیاہ ہے
تیرہ بختی فرش ہے ، آفتنی اسباب ہے
میرا گھر یارب! ہے کس کا حلقہ زلفِ سیاہ

بیدل! مجھ دیت لباسِ خیالِ من

گر صد ہزار سال برآید کہنِ نیم

بیدل! میرے خیال کے لباس میں غم مجھ دے ۞ گر صد ہزار سال بھی گزر جائیں میرا نہیں ہوگا

بیدل! میرا خیال مجھ دے سرشتِ بے

گر صد ہزار سال بھی گزریں نہ ہو قدیم

بیدل! اگر مِ عیب کسے در نظر آد

انصافِ عرقِ گشت و کشیدِ آئینہِ پاشم

بیدل! جب کسی کے عیب پر نظر پڑتی ہے ۞ تو انصافِ عرقِ آلودہ کر آئینہ دیکھتا ہے

بیدل! کسی کے عیب پہ پڑتی ہے جب نظر

انصافِ فرطِ شرم سے دیکھے بے آئینہ

ظرف و منظر و افہارِ عالمِ تحقیق نیست

وہم می گوید کہ اوجِ است من ویرانہ ام

عالمِ حقیق میں ظرف و منظر و افہار نہیں ہوتا ۞ وہم کہتا ہے کہ ویرانہ میں ویرانہ ہوں

ظرف اور منظر و افہارِ تحقیق میں کیا اعتبار

وہم کہتا ہے کہ وہ ہے گنجِ میں ویرانہ ہوں

بصویر خیال اے آئینہ زراں جلوہ قانع شو
 ہاں تمثال خواہی دید اگر کشے مقابل ہم
 اے آئینے اس جلوے کی خیالی تصویر ہی پر قناعت کر ۛ اُس کے مقابل ہر کے بھی تو عکس ہی دیکھے گا
 تو اے آئینے! جلوے کے تصوّر پر قناعت کر
 نظر آئے گا تجھ کو عکس ہی اُس کے مقابل بھی

ۛۛۛ

خویر بیدل! فریب تازگی از تھلل امکاں
 کہ من عمر یست می بینم ہماں چرخ وہماں انجم
 بیدل! تھلل امکاں سے تازگی کا فریب نہ کھا ۛ کہیں کہ عمر سے بھی فلک و نجوم دیکھتا ہوں
 بیدل! نہ کھا فریب حجب و جہان سے
 گزری ہے عمر ماہ و فلک دیکھتے ہوئے

ۛۛۛ

بہرہ تحقیق از تقلید بدون مشکلت
 خضر نتوانند کنے گر جامہ و دستار سبز

ۛ

ہو مقلد صاحب تحقیق، یہ دُشوار ہے
 خضر ہو نا غیر ممکن پہن کر ملبوس سبز

فطرتِ بیدل ہماں آئینہٴ معجز نماست
ہرخن کز خامہ اش می جوشد الہام است و بس

❦

فطرتِ بیدل بے اک آئینہٴ معجز نما
جو قلم اُس کا لکھے الہام ہی سمجھو اُسے

❦❦❦

دامنِ دھتِ عدم، منظرِ دھتِ ماست
کاش از تنگیِ ایں کوچہٴ فشارے گیرم

میری دھت کے انظار میں دھتِ عدم ہے ❦ کاش اس غم کو بچے سے نکلنے کی کوئی تدبیر ہو

منتظر کب سے ہے دھتِ کامری دھتِ عدم
کاش اس کوچے کی تنگی سے رہائی مل جائے

❦❦❦

ملکِ آفاقِ گرِ قہیم و گدائی باقیست
بادشاہیم اگر کنجِ مزارے گیرم

ملکِ آفاق پہ کبریت بونے پہ بھی گدائوں ❦ کنجِ مزار پہ میرا اقتدار ہو گا تو بادشاہ بنوں گا

میری آفاق پہ شاہی ہے گدائوں بکھر بھی
ہاں! شہنشاہ بنوں، قبر کی پا کر جا گیر

پیش از ایجاد ، ہامید ظہور احمد

داشت نور احمد ، در کفِ حلقہٴ میم

مالکی بجا سے پہلے ظہور احمد کی امید میں نہ ہونے کے لئے مجھے (انسان کو) اللہ نیم کے سامنے میں دکھا

قبلِ ایجاد ، ہامید ظہور احمد

ہو گیا نور احمد ، معکفِ حلقہٴ میم

ز فرق و اختیارِ کعبہ و قیرم ، چہ می پرسی

اسیرِ عشقِ یو دم ہر چہ پیش آمد پرستیدم

ذیرِ کعبہ کے لائق و حجاز کو کھستہ کیا ہے چھتے ہو *** اسیرِ عشق کی راہ میں جو بھی پیش آیا اس کی پوہا کی

غرض مجھ کو نہیں کچھ ذیر و کعبہ کے تفاوت سے

اسیرِ عشق ہوں جو کچھ بھی پیش آیا پرستش کی

طالبِ صحبتِ معنیِ فکر اں باید بود

خاکِ درِ صحنِ پیشے کہ نثارِ آدم

صحبتِ اصحابِ علم و فکر کی خواہش کرو *** خاکِ درِ صحنِ پیشے پر جس میں آدم نہیں

صحبتِ اہلِ نظر بے رُہبِ صدِ خلدِ بریں

خاکِ اسِ بحث کے آگن پر جہاں آدم نہ ہو

ناموس بے نیازی، مہربان سوال است

کم نیست حاجت اکما، طبع گدا اندازم

غیرت بے نیازی نے مہربان سوال پر ہر گناہی ہے ❀ نہیں حاجت مند ہوں، لیکن گدا مزاج نہیں!

بے گراں حرف طلب، ناموس غیرت مند پر

میں ضرورت مند ہوں طبع گدا رکھتا نہیں

❀❀❀

از نقش ما، ہیئت آفاق خواندنی است

پُوں موج، کارنامہ دریا نوشتہ ایم

میری ذات سے آفاق کی ہیئت کھتا ممکن ہے ❀ ہمیں نے موج کی طرح کارنامہ دریا لکھا ہے

مُجھ سے ہوئی ہیئت آفاق مُکشف

لہروں سے کارنامہ دریا لکھا گیا

❀❀❀

مشق خیال ما، بتامے نمی رسد

اے بے خوداں، ہمہ و ترقی ناموشتہ ایم

میرا نقش زہیت، ابھی مکمل نہیں ہوا ❀ کہا نہیں ایسا ذوق ہوں جس پر کوئی قرع نہیں

نقش خیال، پہنچا نہیں ہے کمال تک

مگویا میں آج تک و ترقی ناموشتہ ہوں

قاصد چو رنگ ، باز نگرید سوسے ما

معلوم کُند کہ نامہ بعثقا نوشتہ ایم

قاصد اڑے سوسے رنگ کی طرح واپس نہیں آیا ﴿﴾ ایسا لگا ہے کہ میں نے عہد کے نام خط لکھا تھا

مانند رنگ ، جا کے نہیں آیا نامہ ہر

ظاہر ہوا کہ نامہ وہ عہد کے نام تھا

﴿﴾﴿﴾﴿﴾

قدر دانے در بساطِ امتیاز و ہر نیست

ورنہ من در ملک بے دانشی علامہ ام

بساطِ امتیاز پر اچھا زکرنے والے قدر دان نہیں ﴿﴾ ورنہ میں ملکِ علمی کا علامہ وقت ہوں

جو ہر شناس کوئی نہیں بزمِ دہر میں

مسند نشین مہمل بے دانشی ہوں میں

﴿﴾﴿﴾﴿﴾

ترجمہ: عقیدہ صحیح ذوق فہمین



اہل دنیا را مُطیعِ خویشِ کردنِ کار نیست
 پر با سامانے تو اں داؤن، بچوبِ خام، غم
 دنیا داروں کو اپنا مطیع کرنا معمولی کام ہے ❦ جیسے کہ کچی ٹکڑی ہسانی موڑی جا سکتی ہے
 طالبِ دنیا کو اپنانا کوئی مشکل نہیں
 جیسے آسانی سے ہو جاتی ہے چوبِ خام، غم



بسکہ فر صجا، پر آفشانِ ہواے وحشت
 از وصالِ داغِ دلِ می جو خد، از پیغام، غم
 زیادہ وحشت و آفات بھی وجہِ وحشت ہے ❦ وصل سے داغِ دل جوش کرنا ہے پیغام سے غم
 تجھ سے مل کر بھر بھر کچھڑنے سے سوں میں وحشت زدہ
 اپنے دامن میں لیے ہے، وصل کا پیغام، غم



محملِ موجِ نفس، از بحرِ امکاں شستہ است
 عافیتِ درِ کشورِ ما، دارد از آرام، رَم
 کھلی موجِ نفسِ دامِ بحرِ امکاں میں پھنسی ہے ❦ میری کھوہِ زندگی سے عافیت گریز کرتی ہے
 بے رواں بحرِ فنا میں گشتی موجِ نفس
 میری ہستی سے ہمیشہ کرتا ہے آرام، رَم

از تجالت در لب گل ، خندہ شبنم می شود
 با تہسم آشنا گر سازد آں گلفام ، ثم
 شرم سے بھول کی فہمی پانی پانی ہو جائے ❁ اگر اس گلفام کے لب نہسکرانے پر آمادہ ہوں
 شرم سے ہو پانی پانی ، خندہ گل باغ میں
 گر تہسم آشنا تیرا ہو ، اے گلفام ، ثم
 ❁ ❁ ❁

آنچہ ما ، در حلقہ داغ محبت دیدہ ایم
 نے سکندر دید در آئینہ ، نے در جام ، ثم
 نہیں نے جو کچھ حلقہ داغ محبت میں دیکھا ہے ❁ نہ سکندر نے آئینے میں دیکھا نہ تم نے جام میں
 قطعہ

ترجمہ : بھید صنعت ذوقا فہمین
 میں نے جو چاہا ، دکھایا ہے محبت نے مجھے
 زندگی میں ہلکے ایزد ، میں ہوا ناکام ، کم
 کیا ملا مجھ سے سکندر کو ، بتا اے آئینے ؟
 کچھ نہ حاصل کر سکا مجھ سے کبھی اے جام ، ثم

ایں پیستون قلمرو برقِ جمال کیست
ہر سنگ دارد آتش شوقِ گدازِ خویش



کس کی برقِ حُسن کی جاگیر ہے یہ پیستون
آرڈو میں جس کی تھر خود ہی پکھلا جائے ہے



ز شیخ مغرِ حقیقت مجھ کہ ہجوِ حباب
سرے ندارد اگر وا کنند دستارِش



دماغِ شیخِ مثالِ حباب بے لوگو!
اُتارے گر یہ عمامہ تو سر نہیں ہوگا



بہارِ آرڈو درِ دل، گلِ اُمید درِ دامن
بہر رنگے کہ می آیم، چمنِ بردارِ می آیم

دل میں آرڈو کی بہار، دامن میں اُمید کے گلے، چمن میں ہر صورت چمن سازی رہوں گا

بہارِ آرڈو دل میں، گلِ اُمید دامن میں
کسی بھی رنگ میں آؤں، چمن پر داز آؤں گا

بچوں پر غفلتِ بے کاری ما، رحمِ کرد آخر
 گرِ بیاں گر، بدستِ منِ نمی آمد چہ می کردم
 بچوں کو آخر مری بیماری پہ دم آئی گیا ❀ اگر میری دھڑ میں گر بیاں نہ ہوتا تو کیا کرتا
 بچوں کو میری بیماری پہ رحم آئی گیا آخر
 گرِ بیاں ہاتھ میں، میرے نہیں آتا تو کیا کرتا



تیغے ، بجادۂ دمِ اُلفتِ نمی رسد
 شیرِ ہزار راو خطرناک کردہ ام
 راہِ اُلفتِ توار سے زیادہ دشمنِ رنج ہے ❀ ہزار خطرناک راہوں سے گور کے یہ اندازہ ہوا
 ہلاکتِ خیز ہے شمشیر سے بھی راہِ اُلفت کی
 قدمِ میرے ہزاروں پر خطر رستوں سے گورے ہیں



بُوے ٹھنچہ نہتِ کردہ او، طرِ نہ کلامتِ را
 زبَانِ بَرگِ گل، دَرِ عُدِ رِاسِ تَقصیرِ خواہم
 تیرے طرِ نہ کلامِ کو نوے ٹھپے سے نہتِ رخ ❀ اس قصیر میں زبانِ برگِ گل کا نیا بتاؤں
 تیرے طرِ نہ گفتگو کو، بُوے ٹھنچہ کیوں کہا
 اس خطا پر کاٹ دوں گا میں زبَانِ بَرگِ گل

کفر است فغو لے، بہ اذہب گا ہے حقیقت

دَر خانہ خورشید ، دلائل چہ فروشم!

بارگاہِ حقیقت میں، فضول مکتوم کفر ہے ﴿ خانہ خورشید دلائل سے بے نیاز ہے

کفر ہے اثباتِ ذاتِ حق میں، یہ چون و چرا

خانہ خورشید ، محتاجِ دلائل تو نہیں!



قابلِ بارِ امانت ، مگو آساں ہدیم

سرکشی با خاکِ ہُد ، تا صورتِ انساں ہُدیم

یہ نہ سمجھو کہ امانتوں کا سزاوارِ بآسانی ہوا ﴿ تمام سرکشی چھوڑنے کے بعد انسان بنا

قابلِ بارِ امانت ، کیا کوئی آساں ہوا

سرکشی جب چھوڑ دی تب صورتِ انساں ہوا



قابلِ برقِ تجلی ، نیست جو خاشاکِ من

کُسن ہر جا جلوہ پرداز است ، من آیینہ ام

میری خاک ہی تجھے پہ تو جلوہ کے قافی ہے ﴿ جلوہ کُسن ہر جگہ ہے ، اس کا آئینہ صرف میں ہوں

قابلِ برقِ تجلی ، صرف میری خاک ہے

ہر طرف وہ جلوہ فرما اور میں آئینہ ہوں

مرگ می نحدود ، فہم غافل من تا ابد
بے ٹوگر یک لحظہ خود را ، زندہ باور می گنم

میری نادانی پر ، موت تا ابد نصے گی ❀ اگر میرے بغیر خود کو ایک لحظہ زندہ تصور کروں

ہنسے گی تاقیامت ، موت میری بے تمیزی پر
جدائی میں حری ، گر زندگی کو ، زندگی سمجھوں



از بال ہما کیست کشد ، تنگ سعادت
بیدل ز سر ما نھود ، سایہ ما کم !

دل ہما سے تنگ سعادت کون کواد کرے ❀ بیدل ! پس مرے سر سے دمر اسایہ نہ اٹھاندو

احسان ہما ! اہل عزیمت کے لیے تنگ !
بیدل ! مرے سر سے دمر اسایہ نہ جد اہو !



حرمن ہستی ، برق وہم عقلمی سو ختم
آہ آزاں آتش کہ ماہور یادش اس جا سو ختم

عقلمی میں جو بے ہی کی آگ میری ہستی کھلا رہی ❀ آہ وہ آتش جس کا خوف یہاں بھی چلا رہا ہے

برق عقلمی سے ہے سوزاں ، حرمن ہستی مرا
آہ وہ آتش کہ جس کی یاد میں جلتا ہوں میں

فرصت زرنگِ ماست ، پر افشانِ نیستی

غافل ز ما ، مباش کہ ناگاہ رفتہ ایم!

میری تہاجِ زندگی سے رنگِ بزمِ ظاہر ہے ﴿﴾ مجھ سے غافل نہ رہ کہ اچانک مٹور جاؤں گا!

میری ہستی میں بھی پنہاں ہے نشانِ نیستی

دیکھتے ہی دیکھتے معدوم ہو جاؤں گائیں!

﴿﴾﴿﴾﴿﴾

ٹور جاں ، در ظلمتِ آبادِ بدنِ گرمِ کردہ ام

آہ! از یندِ یوسف کہ من در سیرِ ہنِ گرمِ کردہ ام

روشنیِ جاں کو، ظلمتِ کدہِ جسم میں گرم کر دیا ﴿﴾ حیف اس یوسف کو جس نے سیرِ ہن میں گرم کر دیا

ٹور جاں کو ظلمتِ آبادِ بدن میں گرم کیا

آہ اس یوسف کو جس نے سیرِ ہن میں گرم کیا

﴿﴾﴿﴾﴿﴾

بمعنی آں ہمہ ، محتاجِ ہیستم لیکن

ز قدرِ دانیِ نازِ غنی ، گداۃِ ام

حقیقی معنوں میں محتاج نہیں ہوں ، لیکن ﴿﴾ حق کا نازِ قائم رکھنے کو گداۃ کی جے

نہیں محتاج لیکن مرتبہِ دانِ سخاوت ہوں

رہے نازِ غنی قائم ، بناؤں اس لیے سائل!

اے حریفان! قدرِ استغنائے دلِ فہمید نے است
 من بایں یک آبلہ ، پا بر ہزار افسرِ زدم
 اے حریف اولہ ہے نیاز کی قدر بچاؤ! میں نے اس آبلے کے دل پر تاج ٹھکرائے
 اے حریفو! تم کو استغنائے دل کا کیا شعور
 تاج کیا کیا میں نے اس کے زور سے ٹھکرائے ہیں



دریں گلشنِ نثار و چچ گس بر حالِ دلِ رحے
 و گر نہ ہم چو گل ، صد جا گرِ بیاں بازیِ کرم
 اس گلشن میں کوئی مالِ دل پر رحم نہیں کرتا! ورنہ میں ہر گلِ نوجہ گرِ بیاں کھول کر دکھاتا
 نہیں آتا کسی کو حالِ دل پر رحم گلشن میں
 و گر نہ مثلِ گل میں بھی گرِ بیاں چاک کر دیتا



بایں گردِ علاق ، نیست ممکن چشمِ واکردن
 بچوں بر عالمے پاؤ کہ من بیدار گردیدم
 معنائے ہی اس گرد میں آنکھ کھولنا ممکن نہیں! اے بچوں! دنیا کو ٹھکرا کہ میں آنکھ کھولوں
 گہوارِ احتیاج اتنا کہ آنکھیں کھولنا مشکل
 بچوں عالم کو ٹھکرائے تو میں بیدار ہو جاؤں

تا کہے باشند کسے سودائی سود و زیاں
تختہ می گرد و بیکِ حُشّت لحد و گمانِ حرص

❦

کوئی کیتا ہی رہے دیوانہ سود و زیاں
حرص کا حاصل سوائے قبر اور کچھ بھی نہیں

❦

خواہ بر کنجِ قناعت خواہ در قصرِ عِنا
روز گئے چند است بیدلِ ہر کسے مہمانِ حرص

❦

خواہ کنجِ فقر میں یا قصرِ نعمت میں رہے
کیتے دن بیدلِ رہے گا کوئی بھی مہمانِ حرص

❦

دامنِ وحشتِ عدم، مُنتظرِ وحشتِ ماست
کاش از تنگیِ ایں کوچہ، فشارِے گیرم

معرے عدم میری جولائی وحشت کا مُنظر ہے ❦ کاش زندگی کے غم کو چہ سے آزاد ہو سکوں

میری وحشت کا بیانِ عدم ہے مُنتظر
میں نکل کے اس جہاں سے بیکراں ہو جاؤں گا

مُشیتِ خاکِ تیرہ را آئینہ کردن حیرت است
 جلوہ ائی کردی کہ ماہم دیدہ حیراں کھدیم
 نعلِ خاکِ حیرہ کو آئینہ نما حیرت انگیز ہے ﴿ ایسا جلوہ کیا کہ ہم دیدہ حیراں بن گئے ﴾
 خاکِ تیرہ کو بنایا آئینہ حیرت ہے یہ
 اُس نے وہ جلوہ دکھایا ہم بھی حیراں ہو گئے

دُنبالِ ہائے ابرو و ت از دل گُوشته است
 می آید از کمانِ تُو ، کارِ خدنگِ ہم
 تیرے ابرو کے ڈالنے دل میں کھب گئے ﴿ تیری کمان بھی تیر کا کام کرتی ہے ﴾
 بجز وچِ دل ہے ابرو کے دُنبالہ دار سے
 تیری کمان کرتی ہے ، کارِ خدنگ بھی !

ز اُتو زدن ز خصم ، مہندارِ عاجزی
 پیدا است ایں ادا ، دمِ کینہِ مُفنگِ ہم
 دشمن کے ٹھکنے چنے کو ، عاجزی نہ تھو ﴿ آدو دشمن ٹھنک کا بھی یہ انداز ہوتا ہے ﴾
 دشمن جو گھٹنے ٹیکے ، نہ جان اس کو عاجزی
 رکھتی ہے یہ ادا ، دمِ کینہِ مُفنگِ بھی

چشمِ وا کر دم و کھوفانِ قیامت دیدم
 زندگی روزِ جزائست کہ من می دانم
 آنکھ کھولی تو بچشمِ وار و غیر نظر آئی ۛ میں نے جانا کہ یہی روزِ قیامت ہے
 آنکھ کھلتے ہی وہ کھوفانِ قیامت دیکھا
 زندگی روزِ جزا ہے ، یہی سمجھا میں نے

دُر آغازِ ایجا دیدم ، سحرِ راشام فہمیدم
 ازل تا پردہ بردار و تماشاے عدمِ کر دم
 ایجا میں ایجا دیکھی ، خورشام محسوس ہوئی ۛ ازل کا پردہ اٹھتے ہی عدم کا خطر دیکھا
 سحر کو شام جانا ، ایجا میں ایجا دیکھی
 ازل کے روز ہی میں نے تماشاے ابد دیکھا

شش جہت بیدل ! ہمیں یک دل قیامت می گند
 خانہ آئینہ ئی ، من ہم تماشا می گنم
 بیدل ابھی اک دل ہر طرف قیامت کرتا ہے ۛ آئینے میں بھی نہیں یہی تماشا دیکھتا ہوں
 ہر جگہ بیدل ! یہی اک دل قیامت ڈھائے ہے
 میں یہی دیکھوں تماشا ، خانہ آئینہ میں

مَن و نشو و نماے سرکشی، حاشا، معاذ اللہ

نہالِ جادہ آم، یک سجدہ ہموار می رویم

خدا نہ کرے کہ مجھ میں سرکشی صوبائے نہالِ جادہ ہموار ہوں رہتا ہوں سجدے میں

کروں میں سرکشی ممکن نہیں حاشا معاذ اللہ

نہالِ جادہ ہموار ہوں سجدے میں رہتا ہوں



﴿ ردیب "ن" ﴾

پردہ دار عیب مُعَمَّم نیست بُد اسباب جاہ
می شود در فرہی در گوشت نایاب استخوان

و چند انسان کے محبوب اسباب جاہ تھا جتنے نہیں ﴿ فرہی میں ہڈیاں گوشت میں بھپ جاتی ہیں

پردہ دار عیب مُعَمَّم صرف جاہ و مال ہیں
فرہی میں ہڈیوں کا گوشت جیسے پردہ پوش

﴿ ﴿ ﴿

انفعالِ معصیت فردوسِ تعمیر است و بس
گر جہیں وارد عرق اندھے کوثر مکن

بس انفعالِ معصیت فردوسِ تعمیر کرتا ہے ﴿ گر بیٹائی عرق آلود ہے تو اندھے کوثر نہ کر

انفعالِ معصیت، کافی ہے جنت کے لیے
کہ جہیں عرق آلود ہے کوثر سے سوا

﴿ ﴿ ﴿

غافل از دیدارِ آں ہضم حیا پرور نہ ایم
تجِ خواہانیدہ کی دارد نگاہِ شر گلیں

نہیں اس ہضم حیا پرور سے غافل نہیں ہوں ﴿ و شر میں نگاہِ خواہیدہ ہمیشہ ہے

جلوہِ ہضم حیا پرور سے میں غافل نہیں
تجِ خواہیدہ ہے گویا وہ نگاہِ شر گلیں

عالم بحسنِ خلقِ تو اں کردِ صیدِ خویش

دام و کند نیست بگیرائیِ زباں

نحسِ اخلاق سے دنیا کو شکار کرتی ہے ❀ جال اور کندہ زباں سے زیادہ عالم شکار نہیں

کرتی ہے حسنِ خلق سے دنیا کو وہ شکار

رکھے کندہ دام سے زیادہ زباں گرفت

❀ ❀ ❀

از سیرِ ریشہ گیرِ عیارِ کمالِ عظم

آئینہٴ حقیقتِ دل نیست جو زباں

ریشے سے ❀ کے معیار کا اندازہ کرو ❀ آئینہٴ دل کی حقیقت صرف زبان ہے

نشو و نماے ریشہ ہے معیارِ حج کا

آئینہٴ حقیقتِ دل جو زباں نہیں

❀ ❀ ❀

اگر فانیم چست ایں شورِ ہستی

وگر باقیم از چہ فانیست من

اگر فانی ہوں تو یہ بکارتِ ہستی کیا ہے ❀ اگر باقی ہوں تو میری فنایت کا تہہ پا کیوں

اگر ہوں فانی تو مہر کیا ہے شورِ ہستی یہ

اگر ہوں باقی تو مجھ میں فنایت کیا ہے

نجر مہند لے چند کہ عامست دریں عصر

بیدلِ نرسیدہ است، پیاراں سخنِ مَن

چند حقیر لوگوں کے سوا کہ اس مہم میں عام نہیں ❀ بیدلِ برے اشعار، دوستوں تک نہیں پہنچے

سوائے مردانِ خامِ بیدل کہ بیکس زمانے میں عامِ بیدل

نہ پہنچا میرا کلامِ بیدل ادا شناسانِ شاعری تک



زندگی وِ گردنم افتادِ بیدل چارہ نیست

شاد باید زیستن، نا شاد باید زیستن!

بیدل! زندگی گلے کا بار ہو گئی ہے ❀ اب تو ہر حال میں جینا ہی پڑے گا

زندگی پڑ گئی گلے بیدل

شاد و نا شاد اب تو جینا ہے



آوِ عاشقِ آتشِ دلِ را دلیلِ روشن است

فاش شد ہر چند درِ خویشِ پنہاں کر دِ شمع



آوِ عاشقِ آتشِ دل کی ہے اک روشن دلیل

فاش ہو جاتا ہے کتنا ہی چھپائے درِ شمع

خاموشی ہم تر بُھانِ حالِ ماست
بے سخن پیدا است بیدلِ رازِ شمع



میری خاموشی بھی میرے حال کی ہے تر بُھان
بے سخن ظاہر ہے بیدلِ ہر کسی پر حالِ شمع



شہادتِ گاہِ عشقِ است اس، ملکن فکرِ تنِ آسانی
مُیثر نیست اس جا بُوِ ہزیرِ تیغِ خوابیدن

یہ شہادت گاہِ عشق ہے، یہاں فکرِ تنِ آسانی نہ کر ❦ یہاں ہزیرِ تیغِ خوابیدن صرف تلواریں کے سامنے آتی ہے

نہ کر فکرِ تنِ آسانی، شہادتِ گاہِ ہستی میں
ہے خواہشِ خوابِ راحت کی تو زیرِ تیغِ سجدہ کر



شمعِ را در بزم، بھرِ سوختنِ آگورہ است
فکرِ انجامِ ملکن، گر دیدنی آغازِ من

شمعِ مہلک میں جلانے کے لیے ہی لائی جاتی ہے ❦ جب آگورہ آتش ہو تو انجامِ بھلائی ہو جاتی ہے

نہ کر انجامِ کاغذ، میرا اگر آغازِ دیکھا ہے
کہ محفل میں ہمیشہ شمع، جلِ بجھنے کو آتی ہے

دل زئیر نگِ تغافل ہاے اُد مایوس نیست

ناز می گوید کہ آخر مہرِ باں خواہم خُدن

دل محبوب کے طرزِ تغافل سے مایوس نہیں ❁ نازِ ناز کہہ رہا ہے کہ مہرِ باں ہو جائے گا

اُس کے افسوںِ تغافل سے نہیں مایوس دل

ناز کہتا ہے کہ آخر مہرِ باں ہو جائے گا



دردِ مُردنِ مرا برِ زندگی افسوس نیست

حیف و امانت کہ از دِستم رہا خواہد خُدن

مرتے دم مجھے ڈنکا سے جانے کا غم نہیں ہے ❁ ذکر یہ ہے کہ تیرا دامنِ ہاتھ سے چھٹے کو بے

وقتِ آخرِ زندگی کا غم نہیں ہر گوجھے

غم تو یہ ہے تیرا دامنِ ہاتھ سے چھٹے کو بے



از رگِ ہر برگِ گل پیدا است مضمونِ بہار

اِس چمنِ دُر کا ردِ واردِ دیدہٴ باریک ہیں

محول کی منجی منجی سے بہار کا مضمون ظاہر ہے ❁ اِس چمن کو دیکھنے والا حیرتِ نظر ہوا چاہے

برگ و شاخ و گل سے پیدا ہوں مضمونِ بہار

آنکھ ان کو دیکھنے والے کی ہو باریک ہیں

عرفاں ہلکے علم ، میٹر نمی شود

از سرمہ ، روشنی نبرد چشم سرمہ دان

عرفاں ذات حق و عرف علم سے لیٹر نہیں ہوتا ۞ سرمہ دانی کی آنکھ سرمہ سے روشنی نہیں ہوتی

فقط تعلیم سے عرفاں حق حاصل نہیں ہوتا

نہیں ہوتی مؤثر چشم سرمہ دان سرمے سے

گاہ اھک یاس و گاہے نالہ غریاں می شود

خلعتِ دل ، در چہ کوتاہست ہر بالاے من

بھی اھک و پری ، کبھی نالہ ظاہر ہوتا ہے ۞ خلعتِ دل ہر سے قد پر کس قدر چھوٹی ہے

گاہ اشک و آہ گاہے داغ غریاں ہوتے ہیں

خلعتِ دل کس قدر ہے تنگ میرے جسم پر

گواہِ پستی فطرتِ مرد و جِ دعوتِ ہاست

خن بلند بود تا بلند نیست خن

بلند باغ و پستی فطرت کی دلیل نہیں ۞ شور و ہی کرتا ہے ، جو مالی خن نہیں ہوتا

گواہِ پستی فطرت ہے ، اڑنا و غرور

بلند بانگ و ہی ، جو نہیں بلند کلام

ما اَسیراں را ، بسا ماں گاؤ اقبالِ فنا

مخفی قاتلِ سایہِ بالِ ہما خواہد شدن

ہم اسیروں کے حق میں فنا کی اقبالِ توحیدی کے ^{ظلیل} شمشیرِ قاتلِ ہما سے ہائی ہونے والی ہے

ہم اسیروں کی رہائی، موت پر ہے مختصر

مخفی قاتلِ سایہِ بالِ ہما ہونے کو ہے

عزّت آکو داستِ سیراں چمن ہشیارِ باش

دُر کھارِ رنگِ ہر گل ، چشمکے وارِ دُخواں

خوش نظری کے ساتھ، چمنِ عزّت آموز ہے ^{ہر} پھول کا رنگ ، آمدِ خزاں کا عمار ہے

دُرسِ عزّت لے چمن سے رنگ و خوشبو پر نہ چا

گل کے پردے میں یہاں رنگِ خزاں پوشیدہ ہے

از محیطِ رحمتم اُھکِ ندامتِ مودہ الیت

یارب! ایں نو امید را ، محرومِ چشمِ تر مکن

ندامت کے آنسو، رحمت کی بھارت ہیں ^{یارب} ایں نو امید کو، چشمِ تر سے محروم نہ کر

مودہ رحمت یہی اُھکِ ندامتِ تیں مرے

ایں دلِ مایوس کو ، محرومِ چشمِ تر نہ کر

زحمتی نیست روشن طیفیاں را از سید بختی
 کہ نور و سایہ انتواں بہ تیغ از نام چہ اکردن
 دامن صیروں کہ بہر بختی۔ بہر بختی نہیں ملتی نور و سایہ کہ تیار۔ سوچی نہ اٹھیں کہ جو جانتا
 رہائی کیا ملے روشن دلوں کو تیرہ بختی سے
 چہ اکلوار سے بھی، نور و سایہ ہو نہیں سکتا

باطن میں اس خلق کافر کیش، با ظاہر مسیح
جملہ کفر آں، دُر کنار شد و صنم دُر آستین
فرمواتے ہیں کہ اگر کوئی ظاہر سے نہ کرے اللہ کی انوش شدہ تہ، انہیں میں سے کوئی
نہ دیکھو اس کے ظاہر کو، مبالغہ کیش ہے دُنیا
کہ کفر آں لب پہ جاری اور ہست کس استیعوب میں

[illegible]

برِ خاستم ز خاک و نشستم ہماں بخاک
دیگر چو ، قیام و قعود نمازِ من

خاک سے اٹھائوں اور خاک ہی پر بیٹھائوں ﴿ میری نماز کا جیسا انداز قیام و قعود ہے

بیٹھائوں خاک پر ہی جو اٹھائوں خاک سے
میرا یہی قعود و قیام نماز ہے

سیہ بختی بسعی ہیچ کس ، زایل نمی گردد
مگر آتشِ بر آزد و حرکِ ہند و راپسِ مردن

برنجی کسی کی کوششوں سے دار نہیں جوتے ﴿ مرنے کے بعد ہندو پانی کہ آگ کی بجلی ہے

کسی کی کوششوں سے میرہ بختی کم نہیں ہوتی
کہ بعد مرگ ہندو آگ کے بستر پہ سوتا ہے

خونِ در پردہ بالے می زند اتنا چسود
شوئی ایں نغمہ موقوفست بر مضرابِ تنغ

﴿

جوشِ زن بے خونِ در پردہ مگر کیا فائدہ
صوتِ نغمہ تنغ کی مضراب پر موقوف ہے

اے زکسِ زرگست آئینہ جامِ مل بکف
شانہ از زلفِ تو نبضِ یک چمن سنبل بکف



اے کہ تیری چشم سے آئینہ جامِ مے بکف
زلف سے شانہ بوا نبضِ چمن سنبل بکف

﴿ ردیف ”و“ ﴾

خرامت آفتِ امکان و قامتِ فتنہِ دوراں

نمکِ غارتِ گرِ آفاق و آشوبِ جہاں اُبرو

تیرا طرامِ آفتِ امکان ہے اور قامتِ فتنہِ دوراں ﴿ نمکِ غارتِ گرِ آفاق و آشوبِ جہاں اُبرو کے لیے آشوب

خرامِ آفت، قیامت ہے ادا، قد فتنہِ دوراں

”نمکِ غارتِ گرِ آفاق و آشوبِ جہاں اُبرو“

﴿ ﴿ ﴿

غیرِ تحیرِ ازِ جمالِ آئینہِ را چہ می رسد

حیرتِ ما دلیلِ ما جلوہٗ تو گواہِ تو

تیرے جمال سے آئینہٗ حیرت زدہ ہی ہوتا ہے ﴿ میرے ہونے کی دلیلِ حیرت ہے، جلوہٗ تیرا گواہ

آئینہٗ تجھ کو دیکھ کے حیرت زدہ رہے

حیرتِ مری دلیلِ ہے، جلوہٗ ترا گواہِ ہے

﴿ ﴿ ﴿

❦ روایہ "❦

با خوے زشت صحبت روشن دلاں خواہ
زنگی جھل شود بنامشای آیینہ

خوے ہ کے ساتھ روشن دلوں کی صحبت نہ چاہو ❦ یہ فام خود کو آئینے میں دیکھ کر شرمائے ہے

خوے بد اور صحبت روشن دلوں کی آرزو
زشت رو شرمائے ہے دیکھے ہے جب بھی آئینہ

❦ ❦ ❦

گر سلامت خواہی از سازِ تظلم دم مزن
داو رس در عہدِ ماسکت و مینا داو خواہ

اگر سلامتی چاہتا ہے تو مظلوم ہونے کا اظہار نہ کر ❦ اس عہد میں قاضی کاغذ اور انصاف خواہ مینا ہے

اسی میں عافیت ہے ظلم سہہ کر بھی نہ منہ کھولو
کہ یاں اب سنگ قاضی طالب انصاف ہے مینا

❦ ❦ ❦

تارِ پیراہنِ حیا ست نگاہ

کاسہ چشم را صد است نگاہ

لباس شرم کا تار نگاہ ہے ❦ چالہ چشم کی آواز نگاہ ہے

تارِ پیراہنِ حیا ہے نگاہ

کاسہ چشم کی صدائے نگاہ

حاصلِ ماءِ ذرا میں تماشا گاہ

اجہا حیرت، ابتداً استِ نگاہ

اس میر گاہ میں میرا بھی حاصل ہے ﴿﴾ کہ اجہا حیرت اور اجہا نگاہ ہے

میرا حصہ تماشا گہ میں یہی

اجہا حیرت، ابتداً ہے نگاہ

﴿﴾ ﴿﴾ ﴿﴾

مردِ بستا آشیانِ غناست

ورنہ ہر چار سد گداست نگاہ

بند چک آشیان ہے غازی ہے ﴿﴾ ورنہ جہاں لگا جائے بھکاری ہے

بند چلیکیں ہیں کنجِ استغنا

جس طرف دیکھیے گدا ہے نگاہ

﴿﴾ ﴿﴾ ﴿﴾

جہانِ بے خودی مگر نگ دارد جہل و دانش را

تفاوت نیست در بینا و نابیناے خوابیدہ

جہان بے خودی میں جہل و دانش یک رنگ نہیں ﴿﴾ حالتِ خواب میں جہاں جہاں میں فرق نہیں

عالمِ خود رنگی میں جہل و دانش ایک ہیں

نیند کی حالت میں یکساں بینا اور نابینا ہے

دل مصفا کردہ را از خود نمائی چارہ نیست
 بیند اوّل خویش را ، روشکر اندر آئینہ
 دل مصفا کرنے والا خود نمائی سے نہیں ہے ﴿﴾ آئینہ گر آئینے میں پہلے اپنا عکس دیکھتا ہے
 دل مصفا کر کے ، چارہ خود نمائی سے نہیں
 دیکھے ہے صیقل کر آئینہ پہلے اپنا عکس
 ﴿﴾ ﴿﴾ ﴿﴾

صانع از مصنوع اگر جوئی بجز مصنوع نیست
 عکس می گردد عیاں اسکندر اندر آئینہ
 خالق کو مخلوق سے جدا کرنا مشکل ہے ﴿﴾ آئینے کے اندر اسکندر ہی کا عکس ہوگا
 خالق و مخلوق میں ہے ربط باہم استقدر
 عکس اسکندر لیے ہے آئینہ آغوش میں
 ﴿﴾ ﴿﴾ ﴿﴾

از صفای دل تو ہم ، بیدل سُرِ ابراز گیر
 کسین معنی دید اسکندر بچشم آئینہ
 بیدل تو بھی معنی قلب سے سُرِ ابراز حاصل کر ﴿﴾ سکندر نے کسین معنی کا کلاہم آئینے سے دیکھا تھا
 صفای دل سے ٹوبیدل ، سُرِ ابراز حاصل کر
 سکندر آئینے میں دیکھتا تھا معنی روشن

تا شود روشن ، سوادِ شمعِ حیرانم
 صورتِ خود را ، یکے بنگر پنجم آیینہ
 خم پر بھی میری حیرتِ ظاہر ہو سکے اس لیے ﴿﴾ اپنی صورت ایک بار آئینے کی آنکھ سے دیکھو!
 ہو سکے خم پر بھی روشن ، میری حیرانی کا راز
 اپنا چہرہ ، اک نظر دیکھو پنجم آیینہ !

﴿﴾

گردِ صحرا ، از زمِ آہو سُرانغی دہد
 رقیقِ دل را ، شکستِ رنگِ می باغِ گواہ
 گردِ صحرا آہو کے ٹکڑے کا سُرانگ دے ﴿﴾ چرے کا آہو از رنگِ دل کے کہانے کی ثنائی ہے
 زمِ آہو کی ملتی ہے خبرِ صحرا کے ذروں سے
 پریدہ رنگ دیتا ہے گواہی دل کے جانے

﴿﴾

گر بایں رنگ است بیدلِ رونقِ بازارِ دہر
 تا قیامتِ یوسفِ ما ، بر نمی آید ز چاہ
 بیدل اگر بازارِ وقت کی رونق کا بھی رنگ رہا ﴿﴾ تو قیامت تک مرا جو ہر پوٹیدہ ہی رہے گا
 ہے اگر یہ رنگ بیدلِ رونقِ بازار کا
 چاہ سے باہر نہ آئے گا مرا یوسف کبھی !

﴿ روایت ”ی“ ﴾

بیدل چہ ازل، کو ابد، از وہم برون آ

در کھور تحقیق نہ صبح است نہ شامے

بیدل! ازل کیا، ابد کہاں، وہم سے باہر نکل، کھور تحقیق میں نہ صبح ہے نہ شام

بیدل! نکل اس وہم ازل اور ابد سے

تحقیق کی دنیا میں کہاں شام و سحر ہے

از ذرہ تامہ و مہر، ذر عاجزی مساویست

ایں جا، کسے ندارد بر چچ کس فرونی

ذر سے، چاند، سورج، بے لکی میں نہ آنہ ہیں، اس کائنات میں کوئی کسی سے زیادہ نہیں

ہیں عاجزی میں برابر نجوم و ذرہ و مہر

یہاں کوئی بھی کسی سے کم و زیادہ نہیں

بیدل چہ ازل، کو ابد، از وہم برون آ

در کھور تحقیق نہ صبح است نہ شامے

﴿

بیدل! نکل اس وہم ازل اور ابد سے

تحقیق کی دنیا میں کہاں شام و سحر ہے

مُروّت سخت دُور است از مزارِ بے حسِ ظالم
ز، زخمِ گس نمی گرود، دوچارِ نیشترِ دردے



مزارِ بے حسِ ظالم سے کیا رشتہ مُروّت کا
کسی کے درد کو نیشتر کہاں محسوس کرتا ہے !



حیف از آں بے خبرے چند کہ با قدرتِ جاہ
خاک گشتمند و مکررند بیماراں مددے
انہوں کو بے خبر جماعتِ جاہ کے باوجود ❦ خاک ہو جاتے تھیں دوستوں کی مدد نہیں کرتے

آہ وہ لوگ ! جو کہتے ہوئے صد قدرت و جاہ
ہو گئے خاک مگر یاروں کی امداد نہ کی



ز خیالِ خویش بگذر چہ مجاز و کو حقیقت
چو گذشتے از کدورت بہ صفا رسیدہ باشی
اپنا خیال چھوڑ بجز مجاز و حقیقت نہ کر ❦ کدورت سے گزر کے دل صفا ہو گا

نہ کر مجاز و حقیقت کی فکر خود سے گزر
مٹے جو دل سے کدورت صفائی حاصل ہو

اے بہارِ نیستی از قدیرِ خودِ غافلِ مباحث

ہر دو عالمِ خاکِ ہمد تا بستِ نقشِ آدمی

اے بہارِ عدم! اپنی حیثیت سے غافل نہ ہو ﴿ ہر دو عالمِ خاک ہوئے جب نقشِ آدمی بنا ﴾

اپنی ہستی سے نہ غافل ہو ، بہارِ نیستی !

خاکِ دو عالم ہوئے جب صورتِ آدمِ بنی



برقِ نمودت ، آمد و رفتِ شرارِ داشت

روشنِ نھد کہ آمدہ ئی یا گذشتہ ئی

تیری برقِ نمودنِ آمد و رفتِ شرار ہے ﴿ یہ ظاہر نہ ہو سکا کہ وہ آئی تھی یا گئی ﴾

برقِ تجلّی ، آمد و رفتِ شرار ہے

روشن نہیں ہوا ہے کہ آئی ہے یا گئی ہے



مُروّتِ سختِ دُورِ است از مزاجِ بے حسِ ظالم

ز ، زخمِ گسِ نمی گرِ دو ، دوچارِ نیشترِ دردے

ظالم کا مزاجِ مروّت سے بہت دُور ہوتا ہے ﴿ نہ کسی کے زلم کی تکلیف محسوس نہیں کرتا ﴾

مزاجِ بے حسِ ظالم سے کیا رشتہِ مروّت کا

کسی کے درد کو نیشتر کہاں محسوس کرتا ہے !

پئے جستجوئے عتقا، بکجا تو اس رسا ندن

نہ سُرِ اِغ فہم روشن، نہ چراغِ آشنائی!

معنی کی تلاش میں، اس طرح کہاں پہنچنا چاہتا ہے ﴿ کہ نہ تعلق کھول واضح ہے، نہ محبوب سے آشنائی

پئے جستجوئے عتقا، کہاں جا رہا ہے ناداں

”نہ سُرِ اِغ فہم روشن، نہ چراغِ آشنائی!“



لُغْجہ سُر! گرہ و ہم تعلق تا چند!

اے نسیم دمِ شمشیر شہادت! مدد دے!

لُغْجہ سُر میں دمِ تعلق، رسوا کی گرہ، کب تک ﴿ اے نسیم دمِ شمشیر شہادت! یہ گرہ کھول دے

لُغْجہ سُر! یہ ترا و ہم تعلق کب تک؟

”اے نسیم دمِ شمشیر شہادت! مدد دے!“



زبانِ خارِ ندانم چہ کُلفتِ درِ گویش

کہ چشمِ از آبلہ ام، بردِ سیلِ خوں باری

جانے زبانِ خار نے، اُس کے کان میں کیا کہا ﴿ کہ چشمِ آبلہ سے اک خوقانِ خون بہ نکال

زبانِ خار نے کیا کہہ دیا ہے کان میں اُس کے

کہ چشمِ آبلہ سے ہو گیا اک سیلِ خوں جاری!

صُحبتِ بے ہر دہاں ، آفتِ روحانی ہو د
 آہ اگر ٹوٹ نہی دید ز طوفاں مددے !
 بے عقول کی صحبت ، روحانی عذاب ہے ﴿ اگر طوفانِ نوح کی مدد نہ کرنا تو ان کے کیا غور تہی
 کوئی نادانوں کی صحبت سے نہیں بڑھ کر عذاب
 کیا گورتی ٹوٹ پر ، کر تانہ گر طوفاں مدد



دلے روشن گن از تویش ایں ظلمت سرا بگور
 بچو فکرِ چراغت نیست ، تدبیرے بتا رکی !
 دل روشن کر ایں ظلمت سرا کے اضطراب سے نکل ﴿ چراغِ جانے کی فکر تار کی اسی طرح دور ہوگی
 چراغِ قلب روشن کر ، نکل تشویشِ ظلمت سے
 بچو فکرِ چراغاں ، کچھ نہیں تدبیر تار کی !



بیدل از مقد ار ظرفِ خود ، نمی باید گوشت
 وعظِ مٹھاں ، در خطِ پیمانہ دار در مہرے
 بیدل اپنے ظرف سے زیادہ شراب نہ پیا ﴿ خطِ پیمانہ کے مہرے مستوں کو صحت کی جاتی ہے
 زیادہ ظرف سے پینا ہے بیدل باعثِ ذلت
 خطِ ساغر ، براے میکھاں ہے مہر و اعظا !

دَر پناوِ مشربِ عجزِ ایمن از آفاتِ شو

خارِ ایں صحرا ، نذارِ شیوہِ دامنِ وری

عجری پناہ میں آ کر آفات سے محفوظ ہو جا ، صحرا سے عاجزی کا، تاج دامن سے نہیں اٹھتا

گوشہ گیر عاجزی ، مامون ہے آفات سے

خارِ دھبِ اِکساری میں نہیں ہے سرگشی



نشہ پیائی کیفیتِ تاکِ آساں نیست

واشو د عقدہ دل ، تائے نابِ رے !

عجری بھل کے نشے کا اندازہ کرنا ممکن نہیں ، ہل کی گروہے ناب سے مست ہو کر کھٹکتی ہے

بے پیے مستی انگور سمجھنا دُشوار

عقدہ دل نہ کھلے ، بے مددِ بادۂ ناب !



نقدِ کیفیتِ احوالِ خود ، بر ہیچ گس روشن

دریںِ عبرتِ سرا ، آیینہ نایابستِ پندارے

اپنے احوال کی کیفیت کسی پر ظاہر نہیں ہو جا ، اس عبرت سرا میں آئینہ بھی خود سے ہے خبر ہے

اپنی کیفیت کسی پر بھی نہ روشن ہو سکی

کہ اسِ عبرت سرا میں آئینہ بھی خود سے ناواقف



DR. SAY'YID NAEEM HAMID ALI ALHAMID

ڈاکٹر سید نعیم حامد علی الحامد

تحمین سخن شناساں

قیم صاحب نے لفظی ترجمے کے بجائے مفہوم کی ترجمانی پر نظر رکھی ہے: اس کے لیے انھوں نے یہ نہایت مناسب طریقہ کار اختیار کیا ہے کہ پہلے نثر میں شعر کا مفہوم بیان کیا ہے اور پھر اس مفہوم کو نظم کا جامہ پہنایا ہے۔

اس میں خوبی یہ ہے کہ مفہوم کی ترجمانی دونوں سطحوں پر اس طرح ہو گئی ہے کہ اصل خیال اتنی طرح بیان میں آ گیا ہے اور بیان کا حسن بھی برقرار رہا ہے۔ ادب کے طالب علموں کے لیے ہیدل کے خیالات کو سمجھنا خاصا آسان ہو گیا ہے۔

اگر صرف نثری ترجمہ ہوتا یا محض منظوم ترجمہ ہوتا تو یہ بات پیدا نہ ہوتی۔
”..... مجھے یقین ہے کہ ارباب نظر کے حلقے میں قلم صاحب کی اس کتاب کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔“

(بہار ایجادِ ہیدل) رشید حسن خاں کے مضمون سے اقتباس)

”قیم حامد علی نے ہیدل کا مطالعہ اس محبت اور ہمدردی سے کیا ہے کہ مضامین ہیدل نے ان کے ذریعے اردو کے قالب میں ڈھلنا پسند کیا ہے۔ یہ شعر کا اختیار ہے! نہیں اپنے اس نکتے کی مزید وضاحت پسند نہیں کروں گا۔ اسے ہیدل کی تاریخ گوئی کا چیتان سمجھ لیجیے!۔“

قیم صاحب اعلیٰ درجے کے شاعر نہ ہوتے تو انہیں ہیدل کے خیال اور باطن

میں سفر کرنے کی سکت بھی حاصل نہ ہوتی !۔

سید نعیم حامد علی الحامد کا منظوم ترجمہ اشعار بیدل ادبی کارنامہ ہی نہیں بلکہ ”کرشمہ“ ہے جو پڑھنے والے کے دامن دل کو ہر قدم کھینچتا ہے !۔

(”بہار ایجابی بیدل“ پر، پروفیسر سید محمد ابوالخیر کشتی کے مضمون سے اقتباس)
 ”نعیم ماشاء اللہ خود بھی ایک نغز گو شاعر ہیں اور شعریت کے جملہ لوازمات کا بھرپور اور اک رکھتے ہیں۔ وہ بیدل کے اشعار کا ایسا منظوم اردو ترجمہ کرنے میں کامیاب رہے ہیں جسے بغیر کسی جھجک کے معیاری کہا جاسکتا ہے۔

نعیم حامد علی نے بیدل کے کئی شعروں کا ترجمہ اس خوبی سے کیا ہے کہ ترجمے کا گمان تک نہیں ہوتا اور شعر بالکل طبع زاد معلوم ہوتا ہے۔

بیدل مشاہدہ آفاق سے تعمیر میرت کے لیے چند نصیحت کے جوتا جاک موتی ڈھونڈ کر لایا ہے نعیم حامد علی نے اُن کو اردوے مبین میں اس طرح ڈھالا ہے کہ اُن کی چمک دمک برقرار رہی ہے۔“

(”بہار ایجابی بیدل“ پر، پروفیسر انور مسعود کے مضمون سے اقتباس)
 سید نعیم حامد علی الحامد کی یادگار کتاب ”بہار ایجابی بیدل“ موصول ہوئی..... پاکستان اور ہندوستان میں کچھ اہل علم نے بیدل کے فلسفاتی کلام کے کچھ نثری اور منظوم اردو تراجم کیے ہیں۔

سید نعیم حامد علی الحامد کا نام شخص گمان بیدل کے سلسلہ شوق میں بہت عمدہ اضافہ

ہے۔ انھوں نے منظوم ترجمہ اتنی سہولت اور کامیابی سے کیا ہے کہ بے ساختہ داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ ان کے نثری تراجم کا حسن و لطف بھی خاصے کی چیز ہے۔

(سید بابر علی کے نام خط سے اقتباس از پروفیسر ڈاکٹر غلام معین)

الدین نظامی صدر شعبہ فارسی دانشگاه پنجاب، لاہور۔

میں تمام پاکستانی اہل قلم کی جانب سے ”بہار ایجابی بیدل“ کی اشاعت پر نعیم حامد علی صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ایسے موقع پر تہنیت کے رسمی جملے عام طور پر مبالغہ کے صیغوں میں بولے جاتے ہیں مگر سچی بات یہ ہے کہ کہ نعیم حامد علی نے برصغیر کے عظیم المرتبت فارسی شاعر بیدل کے منتخب کلام کا منظوم اردو ترجمہ کر کے ایک بڑا کام کیا ہے۔

..... ہمیں فراخ دلی سے اس بڑی علمی خدمت کا اعتراف کرنا چاہیے اور داد دینی چاہیے کہ ادب گریز بلکہ شاعری گریز زمانے بھی کچھ لوگ ہیں جو شعر و ادب کو اپنی زندگی کی ترجیح اول سمجھتے ہیں۔ میں اس بڑے کام پر نعیم حامد علی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

(۱۹ اپریل ۲۰۰۹ء مدینہ منورہ میں ’بہار ایجابی بیدل‘ کی

تقریب رسم اجرا میں ’صدر نشین مقتدرہ قومی زبان‘ جناب افتخار

عارف کے خطاب سے اقتباس)

قیم کے اشعار میں اپنے عہد کے علاوہ آنے والے عہد کی چاپ بھی سنائی دیتی ہے۔ اُس کے ہاں ایسے اشعار شاذ و نادر ہی ملتے ہیں جو اُس کے آدرش کی نشاندہی نہ کرتے ہوں اور اُس کا آدرش ہے ایک اُجلی اور آسودہ کائنات!۔

قیم کا اسلوب اظہار دیوالی کے چہ انساں کی طرح دل آویز ہے۔ اُس میں تازگی ہے، رعنائی اور گلنائیت بھی۔

وہ جدید ہے مگر کھر در انہیں۔ اُس کے ہاں جھکاؤ بہن کو لگتا ہے جسم کو نہیں۔ وہ قاری کو چوکاتا ہے اُس پر غرانا نہیں!۔

(”چیکرِ نغمہ“ پر سید ضمیر جعفری کے مضمون سے اقتباس)

قیم حامد علی کے کلام میں ایک اچھا ہے، مطالعہ کا اثر ہے، کاوش و جستجو ہے، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اُن کا فن ترقی پذیر ہے، جمود آشنا نہیں ہے، دوسری طرف مضامین کی آمد، اور تجربہ بات کی چمک بھی ہے۔

کوئی ضروری نہیں کہ ہر شخص ایک ہی زاویے سے محاسنِ فن کو دیکھے، مجھے جو بات پسند آئی وہ یہ کہ شاعر جدت پسند ہے، مگر اُس کی جدت پسندی نے اُس کو بے لگام نہیں کیا۔ اخلاق و انسانیت کی اعلیٰ قدروں کا باغی نہیں بنایا، دین و اخلاق کی پیل ہر اُط سے وہ کامیاب گزر رہا ہے۔

وہ لوگ جو جدت و جہالت کو لازم و ملزوم سمجھتے ہیں، فن و ہنر کو کج روی اور خود

فرہی کی بخشش جانتے ہیں، اُن کے جواب میں ہم جو عملی دستاویز پیش کر سکتے ہیں اُس میں ایک حصہ قییم حامد علی کے کلام کا بھی ہو سکتا ہے۔

(پروفیسر ڈاکٹر مولانا سید عبداللہ عباس ندوی)

سید نعیم حامد علی الحامد کا زندگی نامہ بیک نظر

نام: سید نعیم حامد علی الحامد۔ تخلص: نعیم۔

والد: سید حامد علی مرحوم۔ جد: سید محمود علی مرحوم۔

تاریخ و مقام ولادت: یکم جنوری ۱۹۴۵ء مطابق ۱۷ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ، مراد آباد، محلہ مغلیہ۔

تعلیم: تا دم تحریر حصول علم میں مہربک۔

ہجرت اول: ہندوستان سے پاکستان ۱۹۵۰ء۔

ہجرت ثانی: پاکستان سے ارض حرمین شریفین، ۲۵ ذوالقعدہ ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۵ جولائی ۱۹۵۴ء۔

سفر حیات کی منزلیں: مراد آباد، ملتان، کراچی، مکہ مکرمہ، جدہ، تبوک، مدینہ منورہ۔
ایک اے شعر گوئی: فروری ۱۹۶۱ء۔

پہلا مجموعہ کلام: ”نیکبر نغمہ“ ۵ ستمبر ۱۹۸۶ء مطابق یکم محرم الحرام ۱۴۰۷ھ میں جدہ سے شائع ہوا۔

تحقیقی تالیف: ”بہار ایں بیدار“، ابوالمعانی میرزا عبد القادر بیدار (۱۰۵۴ھ-۱۱۳۳ھ) کے منتخب اشعار کا منثور و منظوم ترجمہ، ہواغ و آثار بیدار: ان کے اساتذہ و نامور شاگردوں اور بیدار شاعروں کے کارہائے نمایاں کا اجمالی تعارف۔ تاریخ اشاعت: ۲۰۰۸ء۔

ناشرین: ہاید علی فاؤنڈیشن، میجر لہجد، لاہور۔

دوسرا شعری مجموعہ: ”نمکا ظ غزل“۔ یکم جنوری ۲۰۱۲ء کو جدہ سے شائع ہوا۔

ناشر: شرکت السراوات، جدہ۔

ضمیر کی عدالت: (تحقیقی و تنقیدی مضامین) مرتب و کمپوزر: جدہ۔

”عصمتِ حرف“ (مجموعہ مضامینِ نعیم)۔ مرتب و کمپوزر: جدہ۔

”کھلبِ مشکبار“ (مشاہیر شعر و آداب اور احباب کے نام مکاسبِ نعیم) مرتب و کمپوزر: جدہ۔

”تکریم“ (مشاہیر شعر و آداب اور احباب کے خطوط بنامِ نعیم) مرتب و کمپوزر: جدہ۔

”نگار خانہِ نعیم“ نعیم کی پچاس سالہ زندگی اور ارضِ حرمین شریفین کی ادبی تاریخ کی

تصویری جھلکیاں۔

”مشکِ قلم“ (نعیم حامد علی فن و شخصیت) مرتب: پروفیسر ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشتی۔

موبائل: 00966-507781106

E-MAIL: urdilibraryksa@hotmail.com

